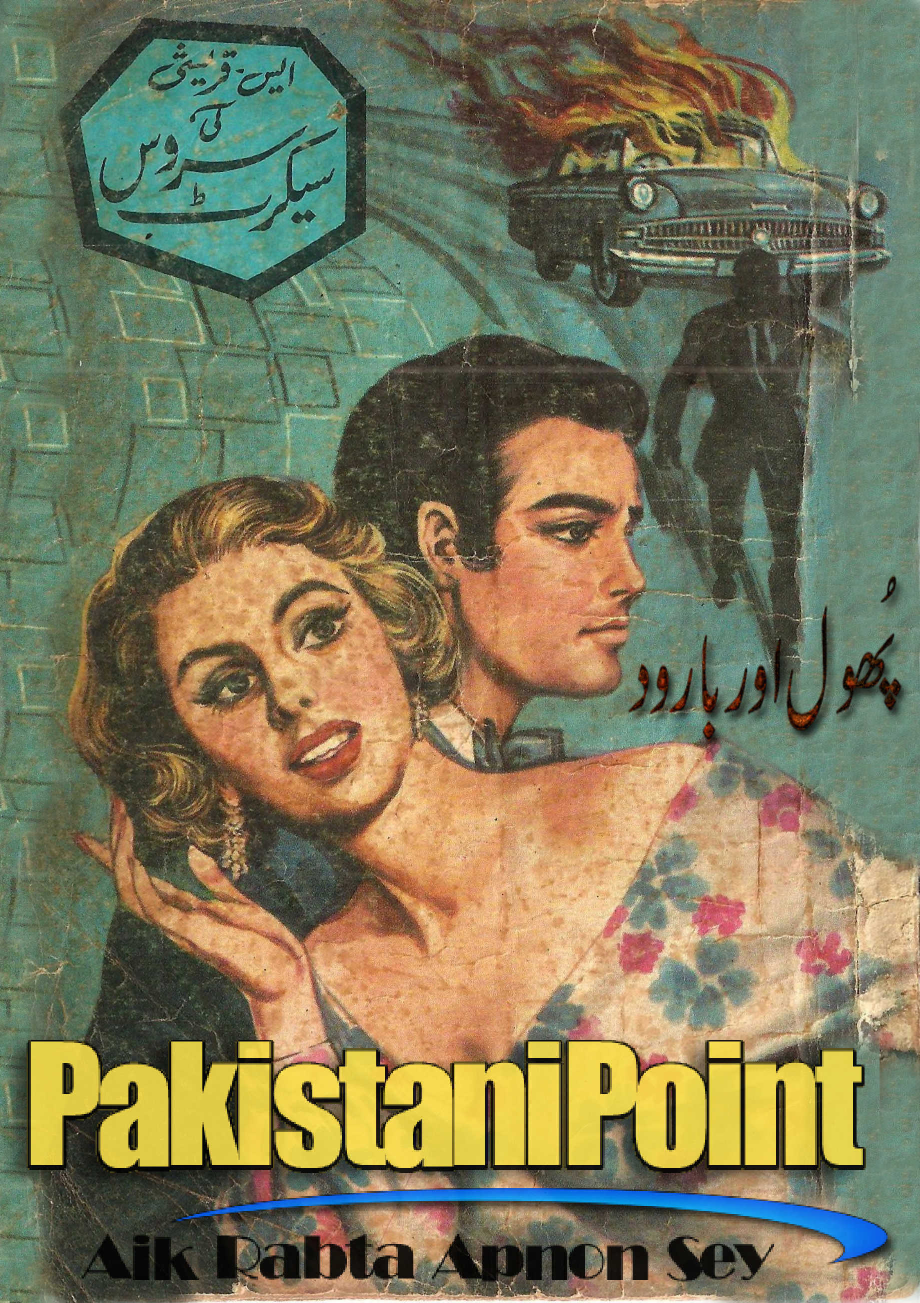

PakistaniPoint
Aik Rabta Apnon Sey

ایس قریشی

کی

سیکرٹ سروس

۱۵

پھول اور بارود

مصنف

ایس قریشی

قیمت ــــــــــ نو روپے

ایوب اکیڈمی۔ لیاقت آباد کراچی نمبر۱۹

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

جملہ حقوق دائمی بنام مصنف محفوظ ہیں۔ اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور تشبیہ دی جانے والی چیزیں فرضی ہیں کسی سے مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی، جس کے لئے مصنف پرنٹرز، پبلیشرز، ناشر یا ادارہ ذمے دار نہیں۔

اس ناول کو نقل کر کے چھاپنے فلمانے یا اسٹیج ڈرامے کے لئے استعمال کرنے کیلئے مصنف کی تحریری اجازت لینی ضروری ہے ورنہ قانونی چارہ جوئی کی جائے گی، استحقاق کا حق صرف کراچی کی عدالتوں کو حاصل ہوگا۔

نفیس اکیڈمی پریس کراچی میں آفسٹ پر چھپ کر شائع ہوئی۔

خط و کتابت کا پتہ

ایوب اکیڈمی لیاقت آباد کراچی ۱۹

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

اپنی باتیں

پھول اور بارود آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ ڈاکٹر سین کے سلسلے کا تیسرا ناول ہے۔ پچھلے ناولوں میں آپ ڈاکٹر سین کی کچھ جھلکیاں دیکھ چکے ہیں اب آپ اس کا ایک اور روپ ملاحظہ فرمائیے۔ ہرمار ڈاور بلیک کو تین پسند کئے گئے اس کا اظہار آپ کے ان خطوط سے ہوتا ہے جو آپ نے مجھے لکھے ہیں۔ زیر نظر کہانی بھی قوی امید ہے کہ آپ کو پسند آئے گی۔

کچھ پڑھنے والوں نے پوچھا ہے کہ پریلود کی موت اور بلا آنڈ سپاٹ کب مکمل ہو رہے ہیں ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ خطرناک مہم اور ڈیتھ آف ڈیتھ پریلود کی موت کے سلسلے کے آخری ناول ہوں گے اور یہ دونوں ناول اگلے ہی ماہ آپ کے ہاتھوں میں ہوں گے۔

آپ کو ان کے لئے انتظار نہیں کرنا پڑیگا۔ میری پوری کوشش یہی ہوتی ہے کہ میری کسی سلسلے وار کہانی کے لئے میرے قارئین کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ ناول پڑھیے اور رائے سے ضرور مطلع فرمائیے۔

انیس قریشی

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

ایس قریشی کے اب یہ ناول مل سکتے ہیں

عمران سیریز

گولڈن گن	۹-۰۰
بونا تا	۹-۰۰
فی تھری بی	۹-۰۰
سنگ ہی کی واپسی	۹-۰۰
موت کا سایہ	۶-۰۰
نیلا شعلہ	۶-۰۰
شعلے کا شکار	۶-۰۰
لمبا آدمی	۶-۰۰
قاتل مصور	۶-۰۰
دولت کے پجاری	۶-۰۰
حادثوں کا شکار	۶-۰۰
سرخ دھبے	۶-۰۰
گمشدہ چہرہ	۶-۰۰
سنہری انگلیاں	۶-۰۰
خطرناک جواری	۶-۰۰
بھیانک سایہ	۶-۰۰
مرگ محل	۶-۰۰
پہلا اشارہ	۶-۰۰
آواز کی چوری	۶-۰۰
اونچا شکاری	۶-۰۰
انجانا دشمن	۶-۰۰
بھیڑیئے	۶-۰۰
موت کی چوری	۶-۰۰

خطرناک آدمی	۶-۰۰
دھوئیں کے شکار	۶-۰۰
سیارہ کی تباہی	۶-۰۰
پہاڑی کا نغمہ	۶-۰۰
موت کا جزیرہ	۶-۰۰
پراسرار آواز	۶-۰۰
لاہوتی آواز	۶-۰۰
آسیبی چیخ	۶-۰۰
بلیک ڈیتھ	۶-۰۰
ایجاد کی چوری	۶-۰۰
آگ بابا	۵-۵۰
پراسرار آگ	۵-۵۰
بدصورت فتنہ	۵-۵۰
بلیک سرکل	۵-۵۰
روڈ ٹو ڈیتھ	۹-۷۵
نیلا نشان	۹-۷۵۰
بلیک وومن	۲-۰۰
بلیک نائٹ	۴-۵۰
ہیڈ گرلز	۷-۵۰
مرڈر بزنس	۷-۵۰
گریٹ سپاٹ	۷-۵۰
ڈینجر زون	۷-۵۰
پیش خدمت بلیک سیریز	
کاروڈیلی کے	۴-۵۰

ایجنٹ سیون	۲-۰۰
سیکرٹ سروس (کیپٹن پرمود)	
ڈیتھ آف ڈاول	۰۰
خطرناک مہم	۰۰
بلانک سپاٹ	۰۰
پرمود کی موت	۰۰
مرڈر ایجنٹ	۶-۰۰
بلیک پاور	۶-۰۰
بلیک ہاؤس	۶-۰۰
درندے کی واپسی	۶-۰۰
سرد جنگ	۶-۰۰
برفانی جہنم	۶-۰۰
اصلی چہرہ	۶-۰۰
بے چین دشمن	۶-۰۰
سیاہ بچھو	۶-۰۰
بلو پرنٹ	۶-۰۰
ہنگاموں کا موجد اول	۱۰/۵۰
ہنگاموں کا موجد دوئم	۱۰/۵۰
نائٹ گرل اول	۱۰/۵۰
نائٹ گرل دوئم	۱۰/۵۰
مل آف ڈیتھ	۳-۰۰
موت کا تجربہ	۱۲-۰۰
خطرناک موڑ	۷-۵۰
آپریشن سپائے	۷-۵۰

محدود تعداد میں موجود ہیں، آج ہی طلب کیجئے کراچی میں

کراچی بک ڈپو ۸۴- اردو بازار کراچی سے طلب کیجئے

ایوب اکیڈمی لیاقت آباد کراچی ۱۹

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

دیوار سے لگ کر وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ دروازے پر اب ضربیں لگائی جا رہی تھیں۔ اور باہر ہونے والا شور کچھ بڑھ ہی گیا تھا۔ اس کے لئے بچاؤ کا اب ایک ہی راستہ تھا سڑک کی طرف کھلنے والی کھڑکی اور وہ اس کھڑکی سے اتر نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ ہوٹل کے سامنے والی عمارت میں ڈاکٹر سین کے آدمی موجود تھے۔ اور وہ اس پر فائرنگ کر رہے تھے۔ پرمود سمجھ گیا کہ اب وہ صرف ... پولیس کے ہتھے چڑھوانا چاہتے ہیں وہ مڑا۔ ایک ترکیب فوری طور پر ذہن میں آگئی تھی اس نے جیب سے سائیلنسر لگا ہوا ریوالور نکالا اور اس طرف بڑھا جہاں میز پر ایک لمبی سی چھڑی رکھی تھی اس نے چھڑی اٹھائی اس پر فلیٹ ہیٹ رکھا اور آہستہ آہستہ کھڑکی سے اونچا کرنے لگا۔ ساتھ ہی اس کی ایک آنکھ کھڑکی سے سامنے والی عمارت کو دیکھ رہی تھی دفعتہً شعلہ چمکا اور فلیٹ ہیٹ اڑ کر دور جا گری دوسری طرف جو کوئی بھی تھا یقیناً نشانے کا پکا تھا اس نے ریوالور کی نال کھڑکی سے باہر نکالی پھر سامنے والی عمارت کی اس کھڑکی کا نشانہ لیا۔ جس میں سے اس پر فائر کئے گئے تھے۔ اس کی انگلی نے حرکت کی خاموش ریوالور سے گولی نکلی اور اتنے شور کے باوجود اس نے دوسری طرف سے ابھرنے والی چیخ کو سن لیا اس کی گولی نشانے پر لگی تھی اس نے پھر ٹریگر کھینچا اور یکے بعد دیگرے فائر کرتا چلا گیا دو چیخیں اور سنائی دیں پھر سناٹا چھا گیا اس نے فلیٹ ہیٹ اٹھائی اور اسے چھڑی پر رکھ کر پھر کھڑکی سے ابھارا مگر اس مرتبہ کوئی فائر نہیں ہوا اس نے اطمینان کرنے کے بعد کھڑکی سے سر باہر نکالا مگر اب بھی وہ اس قسم کے خطرات سے نمٹنے کے لئے تیار تھا لیکن اس مرتبہ دوسری طرف سے فائر نہیں کیا گیا اس نے کھڑکی میں سے دیکھا۔ اب اس کے نکلنے کا واحد راستہ وہی پتلی سی کارنس نما پٹی تھی جو

کھڑکی سے چند فٹ نیچے سے گزرتی تھی نیچے کہیں سو فٹ کی گہرائی میں سڑک تھی اور کاریں کھلونوں سی مانند نظر آ رہی تھیں۔ دفعتاً وہ مڑا دروازہ اب چرچرانے لگا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دروازے کو سہارا دینے کے لئے دیوان بیڈ سرکائے اور ایک الماری اس سے لگا دی اس طرح دروازہ ٹوٹنے کے بعد بھی کم از کم دو منٹ ان کو اندر داخل ہونے میں ضرور لگتے۔ دوسرے سہارے کی وجہ سے دروازہ اب جلد ٹوٹ بھی نہیں سکتا تھا۔

اس نے چند لمحے سوچا پھر وہ کھڑکی سے دوسری طرف اترنے لگا۔ اس پتلی سی کارنس پر چل کر برابر والے کمرے تک پہنچنے کے سوا اس کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا کارنس اتنی چوڑی تھی کہ وہ بمشکل اسی پر قدم رکھ سکا۔ اس کے جوتے کا صرف تین چار اِنچ کا حصہ ہی اس پر جم سکا تھا اس کی ذرا سی بھی لغزش اسے موت سے ہمکنار کر سکتی تھی وہ چند لمحے بے حس کھڑا رہا پھر آہستہ آہستہ کھڑکی کی چوکھٹ پکڑ کر وہ سرے کی طرف کھسکنے لگا۔ اس کے کمرے کی کھڑکی کی چوکھٹ سے دوسرے کمرے کی کھڑکی تک کم از کم دس فٹ کا فاصلہ ضرور تھا وہ چوکھٹ پکڑے کھسکتا ہوا وہاں پہنچ گیا جہاں سے دوسرے کمرے کی درمیانی دیوار کا فاصلہ صرف ڈیڑھ فٹ کے قریب تھا یہ حصہ سپاٹ تھا اور یہاں پکڑنے کے لئے بظاہر کوئی چیز نہیں تھی اور وہ بغیر کسی چیز کا سہارا لئے دوسرے کمرے کی کھڑکی کی چوکھٹ تک نہیں پہنچ سکتا تھا وہ ایک لمحہ کے لئے رکا۔ نیچے نظر ڈالی خوف کی سرد لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی رنگ برنگ کی کاریں نیچے سڑک پر دوڑ رہی تھیں اور نیون سائن کے بورڈ جگمگا رہے تھے۔ سڑکوں پر رنگ بکھرے ہوئے تھے۔ وہ ان رنگوں سے دور موت و زندگی کی جدوجہد میں مصروف تھا۔ اس کے پیر کی ذرا سی بھی لغزش یا اندازے کی ذرا سی بھی غلطی اس کے جسم کو گوشت پوست کے ڈھیر میں تبدیل کر سکتی تھی۔ چند لمحے وہ اسی جگہ رکا سوچتا رہا۔ کہ وہ کس طرح دوسرے کمرے کی کھڑکی کی

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

چوکھٹ تک پہنچ سکتا ہے۔ سپاٹ دیواریں تھیں۔ اس نے دیوار پر ہاتھ پھیرا دراس کے ہاتھ کسی چیز سے ٹکرا گئے۔ دوسرے ہی لمحے اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ اسے تو توقع ہی نہیں تھی کہ اس موقعہ پر بھی اسکی جیت ہوگی قدرت نے اس کے ساتھ ایک معجزانہ سلوک کیا تھا یہ معجزہ نہیں تو اور کیا تھا کہ جس وقت وہ موت و زندگی کے دوراہے پر کھڑا تھا۔ قدرت نے اسے زندگی کا سہارا دے دیا تھا اس کے ہاتھ جس چیز سے ٹکرائے تھے۔ وہ ایک لمبا اور کم از کم پون انچ موٹا تار تھا۔ جو اوپر چھت کی جانب سے آکر نیچے گراؤنڈ فلور کی طرف چلا گیا تھا اس نے جھک کر دیکھا وہ تار گراؤنڈ فلور کی چھت پر لگے ہوئے ایک بڑے ورتی نیون سائن کے بورڈ کو سہارا دیئے ہوئے تھا۔ بورڈ نیچے کی طرف لٹکا ہوا تھا تا کہ دور سے بھی نظر آسکے۔ اس نے تار کو ہلا جلا کر اس بات کا اندازہ کیا کہ آیا وہ اس کا وزن سہار سکتا ہے یا نہیں جلد ہی اسے یقین ہو گیا کہ وہ تار اس کا وزن با آسانی سنبھال سکتا ہے اس نے بسم اللہ پڑھی اور دونوں ہاتھ سے تار کو پکڑا اور لٹک گیا۔ اب وہ آہستہ آہستہ نیچے کی طرف پھسل رہا تھا۔ وہ چاہتا تو تار کی مدد سے دوسرے کمرے میں داخل ہو سکتا تھا۔ مگر اب اس نے نچلی منزلوں کے کسی کمرے میں داخل ہونا ہی مناسب سمجھا تھا اپنے بچاؤ کے لئے یوں تو وہ بدرجہ مجبوری داخل ہونا چاہتا تھا چوتھی منزل پر پہنچ کر وہ رکا ابھی تک اسے کوئی کھڑکی ایسی نہیں ملی تھی جس کو کھول کر وہ اندر داخل ہو سکتا وہ پھر پھسلنے لگا۔ دوسری منزل پر اسے ایک کھڑکی کھلی ہوئی نظر آئی تھی پھر اندر دو سائے بھی نظر آنے لگے اس نے چوکھٹ پکڑ کر تار چھوڑ دیا اور کھڑکی کے اس حصے کی طرف بڑھنے لگا۔ جو کھلا ہوا تھا کھلے ہوئے حصے کے پاس پہنچ کر وہ رکا اور سر اوپر کر کے اس نے اندر جھانکا۔ کمرے میں ایک مرد اور ایک لڑکی مسہری پر دراز تھے۔ دونوں نیم برہنہ تھے اور پر ہوتے محسوس کیا جیسے وہ نشے میں بری طرح ڈوبے ہوں مرد سے لڑکی زیادہ نشے

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

میں نظر آ رہی تھی ..... دونوں کی گفتگو بتا رہی تھی کہ وہ ہوش کی حدود سے دور نکل چکے ہیں اس نے دونوں ہاتھ چوکھٹ پر ٹیکے اور اوپر کی طرف اٹھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ کمرے میں تھا اس نے جھک کر نیچے دیکھا کوئی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ پھر اس نے اوپر کی طرف دیکھا اس کے سامنے کمرے کی کھڑکی میں اب بھی کسی کا چہرہ نہیں تھا۔ شاید ابھی دروازہ نہیں ٹوٹ سکا تھا یا ممکن ہے وہ لوگ دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو چکے ہوں اور اب اسے کمروں میں تلاش کر رہے ہوں۔ کھڑکی کی طرف ان کا خیال اسلئے نہیں جا سکا ہوگا۔ کہ ان کی جانب میں اس طرف سے فرار ہونا ناممکن تھا۔ اس نے سر اندر کر کے کھڑکی برابر کر دی۔ پھر ان دونوں کی طرف مڑا وہ اب اسی کو دیکھ رہے تھے۔

”تت ..... تت ... یہ ..... تم کون ہو ..... کک ..... کون ہو۔ مرد نے پوچھا۔ ” تمہارا دوست ۔“ پرمود کمرے پر طائرانہ نظریں ڈالتا ہوا بولا

”دو ...... ست ،... آؤ ... پیپ ... پیارے دوست تم کہاں تھے مرد نے ٹھہرتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تمہارے پاس ہی تھا“ پرمود اس کے چہرے کو گھورتے ہوا بولا۔

”اے میری طرف دیکھو — لڑکی للکارنے والے لہجے میں بولی۔ میں تم کو کیسی لگتی ہوں“

”بہت خوبصورت — بیوٹی فل —“

”یا .... س — وہ لفظ کھینچ کر بولی تم .... تو ایچ .... سوجھے او ..... کہا .... کک .... ایچ ... کرتے تھے .... دے .... کھو .... مم .... ایچ ۔ کھوبصورت نائیں .... یعنی .... کھوبصورت ..... ہوں۔“

”نا ... ہیں .... وہ غرا کر بولا — تم کھوبصورت نائیں ہو —“

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

"کیا نہیں ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔" وہ پرمود کو دیکھکر بولی

"بہت خوبصورت ہو۔" پرمود مرد کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ ان دونوں کو دیکھکر فوری طور پر ایک اسکیم اس کے ذہن میں آ گئی تھی۔ اور اب وہ اس پر عمل کر کے اسی طرح ہوٹل سے باہر جا سکتا تھا جیسے صابن سے بال نکل جاتا ہے۔ اس نے لڑکی سے شراب لانے کیلئے کہا تھا۔

"تو تم بھی۔ ۔ ۔ ۔ پیح پیو گے۔ ۔ ۔ ۔" وہ مسکرا کر بولی

"ہاں ــــ تمہارے خوبصورت ہاتھوں سے ضرور پیوں گا۔" پرمود نے سر ہلا دیا ــــ"

"تو ابھی۔ ۔ ۔ لل۔ ۔ ۔ لا۔ ۔ ۔ ۔ رہی۔ ۔ ۔ ۔ ہوں ۔" وہ لڑکی بولی۔ اور اس طرف بڑھ گئی جہاں میز پر سوڈا سائفن اور شراب کی بوتل برف میں دبی ہوئی رکھی تھی میز ہی پر دو جام بھی تھے۔

پرمود نے اس کے جاتے ہی مرد کا گلا پکڑا اور دبانے لگا۔ وہ اس وقت تک اس کا گلا دباتا رہا جب تک اس نے ہاتھ پیر نہ ڈال دیئے وہ مرا نہیں تھا مگر ایک مخصوص عرصہ کے لئے بیہوش ہو چکا تھا لڑکی جام بنا کر پلٹی ہی تھی کہ وہ اس کے پاس پہنچ گیا پھر اس سے جام لے کر ایک ایک کر کے دونوں اسے پلا دیئے اب وہ پہلے سے بھی زیادہ لڑکھڑا رہی تھی۔ پرمود نے اس پر تنقیدی نظر ڈالی اس کے جسم پر صرف باریک کپڑے کا برائے نام لبادہ تھا جسے اتارنے کے بعد وہ بالکل ہی برہنہ نظر آتی پرمود نے چاروں طرف نظر دوڑائی پھر کپڑوں کی الماریوں کی طرف بڑھا ــــ الماری کھولی ــــ اندر مردانہ و زنانہ کپڑوں کا ڈھیر تھا اس نے ایک لمبا زنانہ کوٹ نکالا اور لڑکی کو پہنانے لگا۔

"کک ــ ہیح ــــ کیا کرتے ہو ــــ مم ــ ہیح ــــ ہچک ــــ تو کپڑے اتار دوں گی ہاہیح ــــ تم بھی تو اتار دینا ــــ" وہ مچل گئی ۔!"

"یہاں نہیں — میرے محل میں چلو — میں تم کو رانی بنا کر رکھوں گا۔ وہیں پر محبت بھی کریں گے — سمجھیں — " پرمود اسے سمجھاتے ہوئے بولا چند لمحے بعد وہ اس کی مرضی کیمطابق ڈھل چکی تھی۔ اس نے اپنا لباس دیکھا پھر ایک مردانہ کوٹ نکال کر پہنا اور لڑکی کے ہونٹ اپنے گلے اور ماتھے پر چپکائے جس کی وجہ سے اس کے ہونٹوں کی لپ اسٹک نے گال اور ماتھے پر ہلکے ہلکے دھبے ڈال دیئے پھر اس نے کوٹ پر شراب ملی اور لڑکی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا دروازہ کھول کر اس نے دروازہ کو لاک کیا چابی اسے اندر ہی سے مل گئی تھی اب وہ لفٹ کی طرف بڑھ رہے تھے لفٹ میں بیٹھ کر وہ نچلی منزل تک پہنچے۔ اب وہ خود بھی اسی طرح کی حرکتیں کر رہا تھا کہ دیکھنے والے اسے بھی شرابی تصوّر کرتے لفٹ سے باہر نکلتے ہی اس کی نگاہ دو کانسٹیبلوں پر پڑی ان دونوں نے اسے بڑی گہری نظروں سے دیکھا تھا پرمود نے جھٹ منہ موڑا اور لڑکی کی گردن پر ایک بوسہ دیا اور کانسٹیبلوں کے قریب سے گزر گیا اس کا رخ باہر والے دروازے کی طرف تھا یہاں کاؤنٹر پر بھی اسے کئی کانسٹیبل نظر آئے تھے۔ مگر کسی نے ان سے تعرض نہیں کیا کرتے بھی کیسے ان کو تو ایک ایسے فرد کی تلاش تھی جس کے پاس کوئی لڑکی نہیں تھی۔

وہ آسانی سے لاؤنج سے بھی باہر نکل آئے۔ اب وہ لڑکی سے رومانی گفتگو کرتا ہوا چل رہا تھا۔ ان کے چلنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ دونوں ہی ایکدوسرے کے سہارے چل رہے ہوں — اندیشہ ہو کہ جیسے ہی کوئی الگ ہوا دوسرا زمین پر گر پڑے گا۔ گیٹ پر موجود کانسٹیبل نے انہیں روکنے کی کوشش کی تھی مگر شراب کے بھبکوں نے اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا اور وہ دونوں باہر سڑک پر نکل آئے۔ اب وہ ایک فحش گیت اونچی آواز سے گاتا ہوا فٹ پاتھ پر چل رہا تھا۔

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

لڑکی اس کی آواز سے آواز ملا کر گانے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر وہ اس حد تک ڈاؤن ہو چکی تھی کہ اگر کوئی اسے کاٹ بھی ڈالتا تو بھی اسے احساس نہ ہوتا۔ ہوٹل سے ایک فرلانگ دور نکل آنے کے بعد اس نے مڑ کر دیکھا کوئی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا وہ لڑکی کو لے کر ایک گلی میں گھس گیا اب وہ تیز تیز قدموں سے چل رہا تھا۔ لڑکی کو اس نے گود میں اٹھا لیا تھا چند لمحے وہ بڑبڑاتی رہی پھر اس کی آواز بند ہو گئی یا تو وہ بیہوش ہو گئی تھی یا پھر نشے کی زیادتی نے اسے بیہوش کر ڈالا تھا۔ پرمود کو اب ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں وہ لڑکی کو ڈال سکتا وہ چاہتا تو سڑک یا فٹ پاتھ پر بھی ڈال سکتا تھا مگر اس طرح وہ غنڈوں کے ہتھے بھی چڑھ سکتی تھی اور پرمود یہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی عورت اس کی وجہ سے بے عزت ہو۔ وہ چلتا رہا۔ پندرہ منٹ بعد وہ ایک بڑی سڑک پر نکل آیا۔ اس نے گزرتی ہوئی ایک ٹیکسی رکوائی اور لڑکی کو پچھلی نشست پر ڈال دیا پھر ڈرائیور کے ہاتھ میں لڑکی کے کمرے کی چابی دیتا ہوا بولا

"مادام کو ہوٹل بنگلوں پہنچا دو۔۔۔ یہ کمرے کی چابی ہے پورٹر کو دے دینا اور یہ تمہارا انعام۔۔۔ پرمود نے چابی کے ساتھ ہی ایک بڑا نوٹ اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے ساتھ ہی اس کی آنکھ بھی جھپک گئی تھی ڈرائیور مسکرایا۔

"ابھی پہنچا دیتا ہوں صاحب۔۔"

"کوئی گڑبڑ راستے میں نہیں کرنا۔۔۔ پرمود نے اسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا "تم سات منٹ میں بنگلوں پہنچ جاؤ گے میں نے ٹیکسی کے نمبر نوٹ کر ڈالے ہیں اگر تم سات منٹ میں وہاں نہ پہنچے تو سمجھ لوں گا کہ تمہاری نیت خراب ہے۔ اور پھر۔۔۔ ریوالور کی گولی تمہارا انعام ہوگی۔ کہتے کہتے اس نے ریوالور نکال لیا پھر بولا ٹیکسی کا نمبر میں نوٹ کر

ہوں۔ بس جاؤ ۔۔۔۔" ڈرائیور نے سر ہلایا اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ پرمود اس وقت تک ٹیکسی کو دیکھتا رہا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ پھر اطمینان کی طویل سانس لی اور پیدل ہی چلنے لگا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ چند منٹ پہلے وہ اپنی زندگی کو داؤ پر لگا چکا تھا۔ اسے امید نہیں تھی کہ وہ ہوٹل کے اس کمرے سے بچ کر نکل آئے گا۔ جہاں بظاہر اس کے بھاگنے کے لئے کوئی راہ نہیں تھی سوائے اس دروازے کے جس پر پولیس موجود تھی اور جسے توڑنے کے بعد ہی ان لوگوں کو اس حقیقت کا علم ہوا ہوگا۔ کہ کمرہ خالی ہے لیکن اس نے سوچا کیا اسے پھنسانے والی پینڈورا ہی تھی۔ پہلے اس کا خیال پینڈورا کی طرف گیا تھا مگر اب بدلتے ہوئے حالات اور کچھ سکون نصیب ہونے کے بعد اس کے خیالات بدل رہے تھے۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ اسکیم پینڈورا کی ہی نہیں بلیک کوئن کی بھی ہو سکتی تھی۔ وہ پینڈورا کے سامنے خود ہی کہہ چکی تھی کہ پرمود اس کا شکار ہے پھر یہ بھی ممکن تھا کہ اس نے ہی اسے پھنسانے کی کوشش کر ڈالی ہو ۔۔۔ ڈاکٹر سین کے مخصوص نشان اور کارڈوں کے طریقہ کار کے بارے میں جب وہ جانتا تھا تو بلیک کوئن بھی جانتی ہو گی پھر اس کے لئے ویسا ہی ایک کارڈ مہیا کر لینا کون سا مشکل کام تھا ۔۔۔ پرمود سوچ میں ڈوبا چلتا رہا دو ڈھائی فرلانگ کا راستہ طے کرنے کے بعد وہ رکا۔ ابتک جو اس نے دو ڈھائی فرلانگ کا راستہ طے کیا تھا وہ مختلف گلیوں اور سڑکوں پر گھوم کر طے کیا تھا۔ اب اس کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ سر چھپانے کا تھا وہ رات کس جگہ گزارتا کسی ہوٹل یا کسی بھی سرائے میں اسے باآسانی کمرہ مل سکتا تھا اگر وہ کسی بھی قسم کی بداحتیاطی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے اب پرمود ایک نہیں تین تین دشمن تھے بلیک کوئن۔ پینڈورا اور مقامی پولیس سے اسلئے بھی خطرہ تھا۔ کہ اگر پینڈورا ہی

؎ پڑھیئے اس ناول کا دوسرا حصہ بلیک کوئن کیپٹن پرمود کا سنسنی خیز ناول۔ مصنف ایس قریشی

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

نے اس کے بارے میں پولیس کو مطلع کر کے اسے قتل کے الزام میں پھنسانے کی کوشش کی تھی تو وہ اس کے فرار کے بعد اس کی تصویریں بھی محکمہ خفیہ اور اخبارات کو مہیا کر سکتی تھی اور ایسی صورت میں اس کے لئے لاتعداد پریشانیاں اٹھ کھڑی ہوتیں اس کے علاوہ یہ بات بھی قرین قیاس سمجھی جا سکتی تھی کہ بنگلو ہوٹل سے ناکام ہو جانے کے بعد پولیس اس کی گرفتاری کے لئے شہر کے تمام ہوٹل اور سرائے ضرور چیک کرتی اور خاص طور پر ان مسافروں کو چیک کیا جاتا جو آدھی رات کے دوران ہوٹل یا سرائے میں پہنچے تھے ایسے افراد میں وہ ہی سب سے زیادہ مشکوک ثابت ہوتا کیونکہ اس کے پاس نہ سامان تھا اور نہ کوئی ایسی چیز جس سے اسے مسافر ہی سمجھا جاتا۔ وہ سوچ میں ڈوبا کھڑا رہا... پھر سر ہلایا۔ اور آگے بڑھنے لگا۔ اس نے کسی ہوٹل میں قیام کرنے کی تجویز کو ذہن سے نکال دیا تھا کچھ دیر بعد اس کے ذہن میں پھر ایک خیال آیا.... کہ وہ نیازی کے پاس آسانی سے پناہ لے سکتا تھا اور وہاں محفوظ بھی رہ سکتا تھا...... وہ اس نئی تجویز پر غور کرتا رہا پھر اسے بھی رد کر دیا۔ اس اسکیم میں سب سے بڑی خامی یہ تھی کہ اگر وہ اس وقت نیازی کے پاس جا کر پناہ مانگتا تو پناہ تو مل جاتی لیکن نیازی کی نظروں سے وہ گر جاتا.... نیازی دل میں یہی سوچتا کہ زیرو زیرو نائین کا اعزاز رکھنے والا فرد کیا اتنا بھی نہیں کر سکتا۔ کہ اپنے لئے محفوظ پناہ گاہ ہی تلاش کرے؟ اور وہ یہ نہیں چاہتا تھا۔

دفعتاً اس کے قدم رک گئے۔ ہلکے سے شور کی آواز نے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی تھی — وہ اسی طرف مڑ گیا۔

یہ بار تھا — بار کے اندر کافی بھیڑ تھی اور شور ہال میں موجود افراد ہی کے بولنے کا تھا۔ پرمود چند لمحے باہر کھڑا ہوا سوچتا رہا پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

میزوں پر دھڑلے سے جوا ہو رہا تھا۔ اور خوبصورت لڑکیاں منی اسکرٹ پہنے سگریٹ کے خوانچے گلے میں لٹکائے ایک سرے سے دوسرے سرے تک گھوم رہی تھیں وہاں بیٹھنے والے ان سے مخش قسم کا مذاق کر رہے تھے جس کا وہ ہنس ہنس کر جواب دے رہی تھیں۔

وہ ایک ایسی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا جس پر ایک مرد اور ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی ان دونوں نے اس کی طرف دیکھا اور سر ہلا دیا یہ اس کے بیٹھنے کا اشارہ تھا جیسے ہی وہ بیٹھا ایک ویٹر لڑکی اس کے قریب آ پہنچی۔

"یس ہوسیو۔۔۔ وہ مینو اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی

"صرف کافی اور چپس۔۔" پرمود نے مینو دیکھے بغیر واپس کرتے ہوئے کہا۔

"رائٹ۔" لڑکی نے سر ہلایا اور الٹے قدموں واپس لوٹ گئی

"آپ کا نام۔۔۔۔" مرد نے اس سے پوچھا تھا۔

"ادل جلول۔۔۔۔" پرمود نے دھیرے سے کہا۔

"کیا۔۔۔" مرد کا لہجہ حیرت میں ڈوبا ہوا تھا۔

"جی ہاں۔۔۔ میرا نام ادل جلول ہے باپ کا نام گول مٹول اور دادا کا پھوڑ"

"اوہ سمجھا۔۔۔ مرد سر ہلا کر بولا۔ غالباً آپ ہم سے گفتگو کرنا نہیں چاہتے۔"

"گڈ۔" پرمود نے سر ہلا کر کہا۔ آپ نے ٹھیک سمجھا اس وقت میں بہت ہی زیادہ پریشان ہوں اور کچھ دیر کے لئے سکون چاہتا ہوں۔"

"پھر تو آپ نے کافی منگوا کر غلطی کی ہے۔"

"کیوں۔؟

"آپ کو شراب منگوانی چاہیے تھی وہی آپ کو سکون دے سکتی ہے۔"

"ڈاکٹروں نے دو ماہ سے اس کے استعمال پر پابندی لگا رکھی ہے۔"

"عجیب اتفاق ہے۔ وہ بڑبڑا کر بولے مرد سے زیادہ لڑکی کے لہجے میں حیرت تھی.... وہ معمولی صورت اور گندمی رنگت کی لڑکی تھی۔ جسم سیکس اپیل نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی شاندار کہا جا سکتا تھا۔"

کافی آتی اور پرمودتے رڑے کھسکالی پھر کافی بنانے لگا چپس کا ایک پیس منہ میں رکھنے کے بعد اس نے کافی کا گھونٹ بھرا اور پھر سوچ میں ڈوب گیا وہ تمام حالات کا از سر نو جائزہ لے رہا تھا دارالحکومت میں اس کے سپرد چیف نے سیکرٹ کوڈ والی فائل کی تھی تاکہ وہ اسے پڑھ ڈالے پھر تیسرے ہی دن اسے اغواء کر لیا گیا اور ڈاکٹر سین نے براہ راست اس سے گفتگو کی لیکن یہ براہ راست گفتگو ٹیلیویژن کے پردے ہی تک محدود رہی تھی اس کے بعد اس پر پے در پے قاتلانہ حملے ہوتے رہے اور آخر میں اس نے ڈاکٹر سین کے کئی اہم آدمیوں کو نہ صرف ختم کر ڈالا بلکہ ان میں سے دو سے قیمتی معلومات بھی حاصل کی تھیں اس کے بعد ہی اس نے بلگارنیہ کے دارالحکومت سے یونمو دا کے لئے پرواز کی تھی مگر بدقسمتی سے طیارہ طوفان میں پھنس کر تباہی سے دوچار ہو گیا اور اسے پیراشوٹ کے ذریعہ جہاز سے کودنا پڑا۔ پھر وہ برمودا کے اندر داخل ہوا.... اور داخل ہوتے ہی ہنگامے شروع ہو گئے...... چوبیس گھنٹے میں بمشکل چند گھنٹے کے لئے اسے سکون مل سکا تھا اور گذشتہ رات کے بعد سے تو ابتک واقعات اس تیزی سے پیش آئے تھے کہ اسے دم لینے کی بھی مہلت نہ مل سکی تھی۔ اور نتیجے کے طور پر نہ صرف اس کے دشمنوں میں بلیک کوبن جیسے ایک دشمن کا اضافہ ہو گیا تھا۔ بلکہ وہ اپنی رہائش گاہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا تھا.... وہ سوچتا رہا کافی کبھی کی ختم ہو چکی تھی۔ اس کے

نوٹ: ناظرین پڑھئے اسی ناول کا پہلا حصہ بربارڈ ڈ دوسرا حصہ بلیک کوئین مصنف ایس قریشی

ساتھ بیٹھنے والا جوڑا بھی اٹھ کر چلا گیا ـــــ مگر وہ اسی طرح بیٹھا رہا ـــــ البتہ اتنی تبدیلی اس میں ضرور ہوئی تھی کہ کافی کے بعد جو سگریٹ اس نے سلگائی تھی اس کا تار نہیں ٹوٹا تھا ـــــ ایک کے بعد دوسرا ـــــ دوسرے کے بعد تیسرا ـــــ وہ پے در پے سگریٹ پھونک رہا تھا ـــ جب کبھی وہ کچھ سوچنا چاہتا تھا تو سگریٹ ہی وہ سب سے زیادہ پھونکا کرتا تھا۔

کسی قسم کا شور سن کر ہی وہ چونکا تھا پھر اس نے سر گھما کر بائیں جانب دیکھا۔ دو پارٹیوں میں تیز تیز گفتگو ہو رہی تھی پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے گفتگو نے بڑھ کر جھگڑے کی شکل اختیار کر لی دو چار بوتلیں سروں پہ پھوٹیں تھیں ـــ کچھ کے جبڑے ہلے تھے اور لیکن جھگڑا آگے نہ بڑھ سکا ـــــ کسی طرف سے ایک گرجدار آواز سنائی دی تھی۔ اور پھر ایسا ہی معلوم ہوا جیسے جھگڑا کرنے والے مشینی انداز میں روک دیئے گئے ہوں۔

پرمود یہ دیکھنے کے لئے وہاں نہیں رکا کہ ان کا جھگڑا کیسے طے ہوا اس نے ویٹرس کو بلا کر بل کی رقم ادا کی اور ٹپ دی پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

سگریٹ اب بھی اس کے ہونٹوں کے ایک گوشے میں پھنسی ہوئی تھی۔ باہر نکل کر وہ پھر پیدل چلنے لگا۔ . . . . . اب اس نے جو لائحہ عمل بنایا تھا اسے روبہ عمل لانے کے لئے اسے ایک گاڑی کی ضرورت تھی۔ . . . . . جلد ہی اس کی یہ مشکل حل ہو گئی ایک ٹیکسی اسے نظر آئی تھی اس نے ہاتھ اٹھایا ـــــ اور وہ اس کے قریب ہی پہنچ کر رک گئی۔

"کہاں جائیے گا جناب ـــ ؟"

"بربارڈ ـــــ" پرمود نے دھیرے سے کہا۔

بیٹھئے۔۔۔ ڈرائیور اترتے ہوئے بولا۔ پھر دوسری طرف سے گھوم کر اسی کی طرف
اور میٹر گرا کر جیسے ہی مڑا پرمود کا بھرپور گھونسہ اس کے جبڑے کو ہلا گیا وہ لڑکھڑایا پھر تیزی
مڑا مگر اس مرتبہ کنپٹی پر پڑنے والا ہاتھ ایسا ہی تھا کہ وہ لہرا کر زمین پر گر پڑا۔۔۔۔ پرمود
نے چاروں طرف دیکھا پھر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے دونوں سیٹوں کے درمیا
ڈالا۔ اور اس کی ٹائی سے اس کے ہاتھ باندھنے لگا۔ ہاتھ باندھنے کے بعد اس نے ڈرائیور
کے رومال سے دونوں پیر بھی باندھے اور اتر کر دروازہ بند کر دیا پھر گھوم کر اگلی نشست
بیٹھا اور ٹیکسی اسٹارٹ کر دی اب وہ تیزی سے اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔

رخ شہر سے باہر جانے والے راستے کا تھا سڑکیں تاریک اور سنسان پڑی تھیں
کہیں کہیں سے کسی آوارہ کتے کے بھونکنے کا شور سنائی دے جاتا تھا۔۔۔ اور پھر تاریک
اور سناٹا چھا جاتا۔

اب وہ شہر کے آخری حصے سے گزر رہا تھا ٹیکسی کی رفتار ابھی تک چالیس او
پینتالیس کے درمیان رہی تھی پھر شہر سے نکلتے ہی اس نے رفتار بڑھا دی اسپیڈو میٹر
سوئی ستر اور پچھتر کے درمیان تھرک رہی تھی چند منٹ بعد اس نے مضافاتی علاقہ
کر لیا اب سڑک اس طرف جا رہی تھی جس طرف باغوں کے سلسلے تھے پھر وہ اسی راستے
مڑ گئی جہاں اسے اسٹیشن ویگن میں اغواء کر کے لیجایا گیا تھا دفعتاً اسے گاڑی روک دینی
پڑی روشنیاں تو اس نے مضافاتی علاقے کو عبور کرتے ہی بجھا دی تھیں سامنے کافی فاصلہ
پر روشنی چمکی تھی۔ اور اسی روشنی کو دیکھ کر اس نے گاڑی روکی تھی۔ لیکن ایک ہی لمحے
بعد اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی نظر آنے والی روشنی کسی گاڑی کی نہیں تھی بلکہ

۱؎ اس دلچسپ واقعہ کے لئے پہلا حصہ بربارڈ دوسرا حصہ بلیک کوبرا مصنف ایس قریشی پڑھئے

تو ایک ٹرانسپورٹ طیارے کی روشنی تھی جو اب آہستہ آہستہ بلند ہو رہا تھا۔ شاید قریب ہی ایئرپورٹ تھا۔ پرمود نے پھر گاڑی اسٹارٹ کی اور اسے آگے بڑھا دیا۔ چند لمحے بعد وہ عمارت اسے نظر آنے لگی جہاں اسے اغوا کر کے لے جایا گیا تھا۔ اور جہاں پینڈورا اور بلیک کوبرا میں پہلی جھڑپ ہوئی تھی عمارت کی کسی منزل پر روشنی ہو رہی تھی دو تین کھڑکیاں روشن تھیں مگر دور ہونے کی وجہ سے وہ اس بات کا اندازہ نہ لگا سکا کہ نظر آنے والی روشنیاں پہلی منزل کی کسی کھڑکی کی ہیں یا دوسری منزل کی۔

اس نے ٹیکسی پھر روکی اور جیب سے سیاہ ٹوپ نکالنے لگا۔ پھر اسے سر پر چڑھا لیا اور کوٹ اتار کر اس نے پچھلی نشست پر ڈال دیا تھا...... ٹیکسی ڈرائیور اب بھی اسی طرح بیہوش پڑا تھا اس نے ٹیکسی پھر اسٹارٹ کر دی اب اس کے جسم پر پتلون اور جیکٹ رہ گئی تھی دس منٹ بعد وہ گاڑی ایک جھاڑی میں چھپا رہا تھا۔ مطلوبہ عمارت اس سے تیس گز دور رہ گئی تھی ٹیکسی چھپانے کے بعد وہ عمارت کی طرف چلنے لگا۔ یک بیک ایک کھڑکی کے علاوہ دوسری تمام کھڑکیوں سے روشنی غائب ہو گئی ـــــ وہ ٹھٹکا اور پھر تیزی سے ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ روشنی کا ایک دم بجھ جانا کیا معنی رکھتا ہے۔

کیا وہ لوگ اس کی آمد سے باخبر ہو گئے ہیں یا ان میں سے کسی نے اسے ٹیکسی کو جھاڑیوں میں چھپاتے ہوئے دیکھ لیا ہے۔ وہ سوچتا رہا چند لمحے بعد وہ پھر درخت کی آڑ سے نکلا اور عمارت کی طرف چلنے لگا..... یک بیک وہ اچھل کر سڑک پر جھکا اور پھر تیزی سے تیرتی جھاڑیوں کے جھنڈ میں گھستا چلا گیا اس مرتبہ اس کے عقب سے روشنی چمکی تھی جھاڑیوں میں گھستے ہوئے اس نے کسی کار کے انجن کی آواز سنی جو لمحہ بہ لمحہ قریب آتی جا رہی تھی

؎ پڑھیے ایس قریشی کا لازوال ناول بلیک کوبرا جو پھول اور بارود کا دوسرا حصہ ہے

پھر وہ اس کے بہت زیادہ قریب آگئی۔ اور اب وہ اس کے سامنے سے گزر رہی تھی۔ کار کے اندر تاریکی تھی جس کی وجہ سے وہ اندازہ نہیں کر سکا کہ اس میں کتنی سواریاں ہیں کار اسی عمارت کی طرف جا رہی تھی جو اس کی بھی منزل تھی۔

وہ جھاڑیوں کے جھنڈ سے نکل کر عمارت کی طرف چلنے لگا۔ ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ اسے پھر جھاڑیوں میں گھسنا پڑا اس مرتبہ جھاڑیوں میں گھسنے کی وجہ وہ روشنی بنی تھی۔ جو اس کے سامنے سے گزرنے والی کار پر عمارت کی اوپر کی منزل سے ڈالی گئی تھی۔ وہ سرچ لائٹ ہی کی روشنی ہو سکتی تھی۔ بس ایک پل کے لئے وہ چمکی تھی اور پھر وہاں تاریکی چھا گئی۔ شاید آنے والی گاڑی کو چیک کیا گیا تھا۔ ورنہ...... اسی لمحہ پرمود نے عمارت کی تمام کھڑکیوں کو پھر روشن ہوتے دیکھا اور وہ ایک مرتبہ پھر اس روشنی کے بارے میں الجھن میں مبتلا ہو گیا ظاہر تھا کہ ہونے والی روشنی کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور تھا ـــــ اور وہ مقصد کیا تھا۔ اس کا اسے اندازہ نہ ہو سکا۔ وہ سوچتا ہوا عمارت کی طرف چلنے لگا۔ چند لمحے بعد اس کے ذہن میں ایک نیا خیال ابھرا تھا اسی روشنی سے متعلق۔ کیا وہ روشنی کسی قسم کا اشارہ نہیں ہو سکتی ہے

اس کے ذہن نے سوچا۔ یقیناً ایسا ہو سکتا تھا کہ ـــــ دور سے آنیوالی گاڑیاں اس عمارت میں رہنے والوں کو ہیڈ لمپس سے سگنل دے کر اپنی آمد کی اطلاع کرتی ہوں اور عمارت میں رہنے والے تمام روشنیاں ماسوائے کھڑکی کے بجھا کر آنے والوں کو اس طرف آنے کی اجازت دیتے ہوں اس طرح یہ جلنے بجھنے والی روشنیاں سگنل ہی ہو سکتی تھیں وہ سوچتا ہوا چلتا رہا۔ لیکن سوچ میں ڈوبے ہوئے ہونے کے باوجود ہر طرف سے وہ پوری طرح سے چوکنا تھا۔

عمارت کے قریب پہنچ کر پرمود کراٹا کی باڑھ کے پیچھے چھپ گیا.... اسے یہاں کے بارے میں اندازہ تھا کہ کس قسم کے حفاظتی انتظامات کیے گئے ہیں۔ چند لمحے وہ باڑھ کے پیچھے چھپا رہا پھر باڑھ کے ساتھ ہی ساتھ گھومتے ہوئے عمارت کی پشت پر پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ چند منٹ بعد وہ عمارت کی پشت پر تھا۔ کراٹا کی باڑھ سے احاطہ میں داخل ہونے میں اُسے کوئی دشواری نہیں ہوئی تھی اب وہ زمین پر بیٹھ کر رینگتا ہوا عمارت کی طرف بڑھ رہا تھا۔

عمارت کی عقبی دیوار کے پاس پہنچ کر وہ رک گیا۔ اب اس کے سامنے عمارت میں داخل ہونے کا مسئلہ تھا یہاں اسے کئی کھڑکیاں اور دو دروازے نظر آئے تھے۔ مگر وہ سب اندر کی طرف سے مقفل کیے ہوئے تھے اور وہ اس وقت انہیں نہیں کھول سکتا تھا کیونکہ دروازے اندر سے مقفل ہونے کے ساتھ ہی بولٹ بھی کیے ہوئے تھے ایسی صورت میں قفل کھل جانے کے بعد بھی دروازے کا کھول لینا ناممکن تھا۔ وہ کھڑکیوں کی طرف بڑھا۔ اور...... طویل سانس لے کر رہ گیا کھڑکیاں بھی بند تھیں اور وہ ان کے شیشے کاٹ کر محض اس لئے اندر داخل ہونے کی کوشش نہیں کر سکتا تھا کہ کھڑکیوں میں لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ اس نے عمارت سے کچھ دور ہٹ کر اس پر نظر ڈالی اوپر چڑھنے کا اس کے پاس اب صرف ایک ہی راستہ تھا اور وہ تھا گندے پانی کا وہ پائپ جو چھت تک چلا گیا تھا! اس نے اس کو بہتر جانا۔ اور جوتے اتارنے لگا۔ جوتے اتار کر اس نے جیبوں میں ٹھونسے اور پھر اوپر چڑھنے لگا۔ وہ بے تکان اوپر چڑھ رہا تھا چند ہی لمحوں بعد وہ چھت کی دیوار سے سر نکالے جھانک رہا تھا۔ ممکن ہے چھت پر کوئی موجود ہو مگر عمارت کے اس حصے میں کوئی بھی نہیں تھا وہ بہ آہستگی پائپ سے چھت پر اتر گیا۔ پھر وہیں بیٹھ کر اس نے جوتے

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

پہتے اور ان کے فیتے باندھنے لگا۔ فیتے باندھنے کے بعد وہ جیسے ہی اٹھا چونک پڑا کسی قسم کی آہٹ ہی تھی جو اسے سنائی دی تھی وہ پھرتی سے مڑا اور اسی لمحے کسی کی سرد آواز سنائی دی۔

"ہولٹ ..... ہوکم انڈیئر۔" کسی نے کہا تھا۔ لہجہ مردانہ ہی تھا۔ پھر ایک ٹارچ روشن ہوئی روشنی کا دائرہ پیر مود سے صرف چند فٹ دور تھا اور آہستہ آہستہ اسی کی طرف آرہا تھا پھر اس سے پہلے کہ دائرہ اسے زد میں لیتا اس نے جھک کر پنجے جوڑے اور ٹارچ والے پر چھلانگ لگا دی۔

* * *

سیاہ اسٹیشن ویگن گلی میں داخل ہو کر رک گئی پھر اس کا دروازہ کھلا اور ایک کے بعد ایک آٹھ افراد اترنے لگے۔ ان میں سے ہر ایک کے جسم پر سیاہ رنگ کا لباس تھا سینے پر سفید رنگ کا ٹکڑا لگا ہوا تھا جس پر بلیک کوبن کی تصویر تھی ان میں سے ہر ایک کی کمر سے کارتوسوں کی بیلٹ اور ریوالوروں کے ہولسٹر لٹک رہے تھے اسٹیشن ویگن جس جگہ رکی تھی وہ ایک سات منزلہ عمارت کا عقبی حصہ تھا۔ چند لمحے بعد ویگن آگے بڑھ گئی اب وہاں سات سیاہ لباس والے موجود تھے پھر وہ عمارت کے عقبی دروازے کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

"نمبر ٹو۔" ان میں سے ایک نے سرگوشی کی لہجہ نسوانی تھا۔

"یس مادام ——" کسی ایک نے کہا تھا۔

"تم کو یقین ہے کہ اس طرف ایک ہی چوکیدار رہتا ہے۔" نسوانی لہجے نے پوچھا

"یس مادام۔" نمبر ٹو نے کہا۔

"رائٹ آؤٹ" وہ آگے بڑھتی ہوئی بولی پھر دروازے کے پاس پہنچ کر وہ دیوار

سے چپک گئے۔ دروازہ بند ہو جانے والی جالیوں کا تھا۔ نسوانی لہجے والے سیاہ سائے نے جالی سے اندر جھانکا۔ دروازے سے چار گز دور اسٹول پر ایک قوی ہیکل نفر بیٹھا ہوا مونچھوں کو تاؤ دے رہا تھا اس کے سامنے ایک چھوٹی میز تھی جس پر ایک تھرموس چائے کی پیالی اور ایک پلیٹ میں کچھ بھیل رکھے تھے میز ہی پر ایک ایش ٹرے بھی موجود تھی جس میں رکھی ہوتی سگریٹ سے نکلنے والے دھوئیں کی پتلی سی لکیر بلند ہوتی چلی گئی تھی اس کے قریب ہی ایک رائفل رکھی ہوئی تھی اس کے شانوں سے کارتوسوں کی پیٹی منسلک تھی دفعتاً اس نے مونچھوں والے کو حرکت کرتے دیکھا پھر اس نے جھپٹ کر رائفل اٹھائی اور اب اس کا رخ دروازے ہی کی طرف تھا۔ پھر وہ اٹھنے لگا۔

سیاہ سائے نے پیچھے ہٹ کر ریوالور کی نال دیوار سے لگا کر جالی پر رکھی اور مونچھوں والے کا نشانہ لینے لگی پھر دھاں ہلکی سی ٹرچ کی آواز ہوئی تھی۔ اور مونچھوں والا اوندھے منہ فرش پر لڑھک گیا چالیس واٹ کے بلب کی روشنی میں اسکی پیشانی سے پھوٹنے والی خون کی پھوار اس نے بخوبی دیکھی تھی۔

دفعتاً کوئی آہٹ ہوئی اور پھر ایک لڑکی کسی طرف سے نکل کر سامنے آ گئی۔

"جمیس.... جمیس.... وہ مونچھوں والے کو پکارتی ہوئی اسی طرف آ رہی تھی پھر لاش پر نظر پڑتے ہی وہ چونکی پھر شائد اس نے چیخ مارنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ ریوالور کا ٹریگر پھر دبا۔ ٹرچ کی آواز پھر سنائی دی اور لڑکی اسی طرح منہ کھولے کھولے بل فرش پر گر پڑی گولی نے اس کی کنپٹی میں سوراخ کیا تھا اور وہ آواز نکالے بغیر ختم ہو گئی تھی۔

"چلو ___ دروازہ کھولو۔" نسوانی لہجے نے کہا اور دو افراد آگے بڑھے۔ اور دروازے میں لگے ہوئے تالے کو کھولنے کی کوشش کرنے لگے۔ لڑکی اور اس کے ساتھی ریوالور تھامے

چاروں جانب کی نگرانی کر رہے تھے۔

چند لمحے بعد اس لڑکی کے ساتھی جالی کا دروازہ کھول رہے تھے۔ ایک آدمی کے اندر داخل ہونے کا راستہ بنانے کے بعد وہ رک گئے۔ سب سے پہلے وہ لڑکی ہی اندر داخل ہوئی تھی۔ جوان کی رہنمائی کر رہی تھی اس وقت صرف اسکے چہرے پر نقاب تھی بقیہ بے نقاب تھی۔

"لاشوں کو یہاں سے ہٹا دو۔" نسوانی لہجے نے کہا اور دو افراد لاشوں کو گھسیٹنے لگے اور تین منٹ میں وہاں سے لاشیں ہٹائی جا چکی تھیں اور خون صاف کر دیا گیا تھا۔ اب وہ حکم کے منتظر تھے۔

"تم میں سے ایک یہاں رہے گا۔ بقیہ میرے ساتھ آئیں۔ لڑکی نے کہا۔ اور تیزی سے زینے کی طرف بڑھنے لگی اس طرف اوپر جانے کے زینے بنے ہوئے تھے۔ چند لمحے بعد وہ پہلی منزل پر تھے۔

کونسی منزل ہے ــــ" لڑکی نے پوچھا تھا۔

"یہی ہے جناب ــ" اُن میں سے ایک نے کہا پہلی منزل کے تمام کمرے ڈی ایس ٹریڈرز کے قبضہ میں ہیں بقیہ منزلوں پر دوسرے غیر متعلق لوگوں کے دفاتر اور ایک بینک ہے"

"گڈ۔ آؤ میرے ساتھ۔ لڑکی نے کہا۔ اس نے یہاں بھی زینے کے اختتام پر ایک ساتھی کو چھوڑ دیا تھا۔ اب چار اسکے ساتھ تھے۔ لڑکی نے اب ٹارچ روشن کر لی تھی اور ایک ایک کمرے کو دیکھتی ہوئی چل رہی تھی ٹارچ کی روشنی میں وہ دروازے پر لگی ہوئی تختیاں بھی پڑھتی جا رہی تھی۔

"جنرل منیجر" کی تختی لگے ہوئے دروازے کے پاس وہ رک گئی۔ ٹارچ کی روشنی دروازے میں لگے ہوئے تقفل پر پڑ رہی تھی۔ لڑکی نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

"بمز و ن۔ آگے آؤ۔"

"یس مادام ـــــ" ان میں سے ایک نے کہا اور آگے بڑھ کر دروازے کا قفل کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ آدھے منٹ میں وہ قفل کھولنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

"صرف بمز و یہاں رہے گا۔ بقیہ اندر آئیں۔"

لڑکی نے کہا اور اندر داخل ہو گئی۔ ٹارچ کی روشنی میں سوئچ تلاش کر کے اس نے وہاں روشنی کر دی یہ کمرہ اس طرح کا تھا کہ اس میں ہونے والی روشنی عمارت سے باہر نہیں جا سکتی تھی اب وہ کمرے کی ایک ایک چیز کا جائزہ لے رہے تھے۔

"شروع ہو جاؤ ـــ" لڑکی نے میز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ جس پر مینجر کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی کرسی پر بیٹھ کر وہ درازیں کھولنے لگی ایک سرخے تر تے مارنے اس کی مدد کی تھی دراز میں موجود کاغذات باہر نکال کر اس نے ایک فائل کھولی اور اس کا مطالعہ کرنے لگی اس کے ساتھی کمرے میں موجود الماریوں اور دوسری چیزوں کی تلاشی لے رہے تھے چند لمحے بعد وہ لڑکی جس کے سینے پر بلیک کوبرا کا نشان چھپا ہوا تھا میز کی دراز سے برآمد ہونے والی فائلوں کی اسپائی کیمرے سے تصویریں اتار رہی تھی وہ مسلسل پانچ چھ منٹ تک تصویریں اتارتی رہی اس کے ساتھی بھی دوسری فائلوں اور کاغذات کے ساتھ یہی سلوک کر رہے تھے۔

دس منٹ بعد وہ کمرے کی ہر چیز کو اسی طرح رکھ رہے تھے۔ جس طرح ملی تھی دفعتاً ان میں سے ایک کے منہ سے تحیر آمیز آواز نکلی

"کیا بات ہے۔؟" لڑکی نے پوچھا

"یہ ــ ہیرے ..." اس نے کہا جس کے منہ سے تحیر کی آواز نکلی تھی۔

"ہاں کیا ہوا۔۔۔؟ لاؤ ادھر۔"

"یہ لیجیے۔" سحر آمیز لہجے میں بولنے والے نے کہا۔ اور ہیروں سے بھری ہوئی تھیلی لڑکی کے سامنے رکھ دی لڑکی نے اس کا منہ کھول کر چند ہیرے باہر نکالے اور ان کو دیکھنے لگی یہ کافی خوبصورت اور قیمتی ہیرے تھے۔ بجلی کی روشنی میں وہ جگ مگ کر رہے تھے۔ اور ان سے روپہلی کرنیں سی پھوٹتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"اسے رکھ لو۔ کام آئیں گے۔!" لڑکی نے کہا۔۔۔ کام ختم ہو گیا۔"

جملے کا آخری ٹکڑا اس نے بزنور کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔ فوراً ہی اثبات میں جواب ملا تھا پھر بزنور بھی آخری الماری بند کر کے ان کے پاس آ کھڑا ہوا تھا۔

"اب واپس لوٹ چلنا چاہیے۔" لڑکی نے کہا ہمارا کام ختم ہو گیا ہے۔"

"دوسرے کمروں کو بھی دیکھ۔۔۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ وہ اپنے ساتھی کی بات کاٹ کر بولی ہمیں جس چیز اور جن معلومات کی ضرورت تھی وہ مل چکی ہیں اس لئے مزید تلاشی لینا بیکار ہے۔"

"رائٹ مادام۔"

"چلو۔۔۔" لڑکی نے کہا۔ پھر اس نے قدم آگے بڑھایا ہی تھا۔ کہ اس کے ساتھیوں میں سے ایک اندر داخل ہوا۔ وہ کچھ بوکھلایا ہوا سا تھا۔

"کیا بات ہے۔" وہ غرائی تھی۔

"مادام نیچے پولیس آ گئی ہے۔ وہ جلدی سے بولا

"کیا مطلب۔"

"پولیس کی کئی گاڑیاں سڑک پر رکی تھیں اور اب وہ گھر اؤ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آنے والے نے بتایا۔

"ان کی تعداد کیا ہو سکتی ہے"

"تقریباً بیس بائیس پولیس والے ضرور ہیں۔

"ہم۔ لڑکی کے ماتھے پر شکنیں پھیل گئیں۔ پھر وہ بولی۔ مگر ان کو یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ یہاں کیوں آئے ہیں۔"

"ممکن ہے کسی دوسرے پڑکیدار نے مخبری کر دی ہو۔"

"ہاں ایسا ممکن ہے۔ لڑکی نے کہا۔ روشنی بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

"پھر۔؟ ان میں سے ایک نے کہا کیا ان کا مقابلہ کیا جائے۔

"میرے ساتھ آؤ۔ لڑکی نے کہا۔ اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے ساتھ ہی اسکے ساتھی باہر نکلے تھے۔ آخری فرد نے کمرے کی بتی بجھا دی تھی۔ وہ راہداری میں چل رہے تھے۔ دفعتاً لڑکی رکی پھر ایک سے مخاطب ہوئی۔

"نمبر تھری۔ کارڈ ڈال دیا۔"

"یس مادام۔ نمبر تھری نے جواب دیا۔ کارڈ ڈائرکٹر کی میز پر ڈال دیا ہے۔"

"لائٹ۔ نقابیں لگا لو۔"

پھر جواب کا انتظار کئے بغیر ہی مڑی اور زینے طے کرتے ہوئے زینوں کے اختتام پر وہ رک گئی۔ اس نے زینے کی آڑ سے باہر گلی کی طرف دیکھا بظاہر گلی سنسان ہی پڑی تھی اسے وہاں زندگی کے آثار نہیں نظر آ سکے ایک لمحے تک وہ اسی جگہ دیوار سے چپکی کھڑی رہی۔

پھر اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ زینے کی آڑ سے نکلی اور بڑی تیزی سے جنگلے والی دیوار تک پہنچ کر دیوار سے چپک گئی۔ اس کے ساتھی ریوالور لئے جو کنے

کھڑے تھے۔

اب وہ آہستہ آہستہ دروازے کی طرف کھسک رہی تھی پھر وہ جالی دار دروازے کے پاس پہنچ گئی۔ اب اس نے جالی سے دوسری طرف دیکھا گلی میں دو سپاہی موجود تھے وہ جالی والے دروازے سے چھ سات گز کے فاصلے پر کھڑے ہوئے تھے۔ لڑکی چند لمحے انہیں دیکھتی رہی پھر اس نے اپنے پیچھے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اس کا ایک ساتھی رائفل لئے دوڑتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا اب وہ اس کے قریب ہی دیوار سے چپکا کھڑا تھا۔

"تم دروازہ کھول کر باہر نکلو اور سامنے والے دروازے کی آڑ میں کھڑے ہو جاؤ۔" لڑکی نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ اس دردسری کی بجائے انہیں ختم ہی کیوں نہ کر دیا جائے۔ اس کے ساتھی نے تجویز پیش کی اور وہ سر ہلا کر بولی

"نہیں۔ بلیک کوئن کسی بے گناہ کے خون سے ہاتھ نہیں رنگے گی۔ جاؤ جس طرح سے کہا جا رہا ہے وہی کرو۔"

"یس مادام۔ بلیک کوئن کے ساتھی نے کہا۔ اور دروازے کے پاس پہنچا اور اسے آہستہ آہستہ کھولنے لگا۔ پھر ایک آدمی کے گزر جانے کا راستہ بنا کر وہ باہر نکلا اور تیزی سے سامنے والی عمارت کے دروازے کی آڑ میں چھپ گیا اس سب کام میں بمشکل ڈیڑھ منٹ لگا تھا پولیس والے اب بھی اسی طرح کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے بلیک کوئن نے پھر اشارہ کیا اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک پھر اس کے پاس پہنچ گیا اس مرتبہ اس نے اپنی ساتھی کو کھڑا کیا تھا اور خود دروازے سے باہر نکلی تھی۔ اب وہ سامنے والے دروازے کے پاس چھپنے کے بجائے تیزی سے دروازے کے سائے سے گزر کر تاریکی میں دونوں سپاہیوں کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اس کے قدموں سے ہلکی سی بھی آہٹ پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ چند لمحے میں وہ ان دونوں کے سروں پر پہنچ گئی۔ سیاہ لباس کی وجہ سے وہ خود بھی تاریکی کا ہی ایک جز نظر آ رہی تھی ان دونوں کے سروں پر پہنچکر وہ ایک لمحے کے لئے رکی تھی اور پھر...... دوسرے ہی لمحے اس کا ہاتھ گھوما اور ان دونوں سپاہیوں میں سے ایک کراہ کر وہیں گر پڑا دوسرا پلٹا ہی تھا کہ اس کی کنپٹی پر قیامت ٹوٹی اور وہ بھی کسی تناور درخت کی طرح ڈھیر ہو گیا۔

بلیک کوئین کے دونوں ساتھی اب اسکے پاس پہنچ چکے تھے۔

" کیا یہ مر گئے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا تھا۔

" نہیں۔ انہیں اندر لے جا کر اسٹڈی میں ڈال دو۔ جلدی کرو۔ بلیک کوئین نے کہا۔ اسکی آنکھیں کسی بلی کی طرح اندھیرے میں ایک ایک چیز کو تک رہی تھیں اس کے دونوں ساتھیوں نے ایک ایک سپاہی کو اٹھایا اور پھر وہ دروازے میں غائب ہو گئے۔ تین منٹ بعد بلیک کوئین اپنے ساتھیوں کے ساتھ بڑی تیزی سے گلی طے کر رہی تھی۔ پھر گلی کے سرے پر جا کر وہ رک گئی اس کے ساتھی اسکے پیچھے تھے۔

دوسری گلی میں پولیس کی نقل و حرکت جاری تھی گفتگو کرنے کی آوازیں ان تک بھی پہنچ رہی تھیں ان کا کوئی آفیسر ماتحتوں سے کہہ رہا تھا۔

" ٹھیک۔ آگے سے چوکیدار کے ساتھ عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کرو۔ سب انسپکٹر سلطان کو داہنی سمت والی گلی کے سرے پر بھیج دو۔"

" بہت بہتر جناب ـــــ" کسی ماتحت کی آواز تھی

" اس گلی میں کتنے افراد گئے ہیں ـــــ" اسی آفیسر نے پوچھا تھا۔

" دو سپاہی جناب ـــ"

"اوہ گدھو — یہ کیا کیا — یہی سب سے اہم گلی تھی۔ یہ عمارت کا پچھلا حصہ ہے یہاں سے وہ آسانی سے فرار ہو سکتے ہیں۔"

"ابھی تک اس طرف سے کوئی نہیں گیا جناب۔" کسی کی آواز ابھری

"یہ تمہاری عقلمندی نہیں ان لوگوں کی غفلت ہے جو بینک میں ڈاکہ ڈالنے آئے ہیں۔ اگر ان کو ہماری نقل و حرکت کے بارے میں اطلاع مل جاتی تو اب تک وہ فرار ہو گئے ہوتے۔"

"اوہ —" کسی کی آواز ابھری پھر گلی میں بھاری جوتوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔

"جاؤ انسپکٹر حمید کو اسی طرف بلاؤ۔" اسی آفیسر نے کہا۔ اور پھر تیز دوڑتے قدموں کی آواز ابھری جو بتدریج دور ہوتی جا رہی تھی۔ بلیک کوئین نے گلی کے سرے سے دوسری گلی میں جھانکا اس طرف ایک آدمی جو شاید انسپکٹر ہی تھا۔ بے تابی سے پشت پر ہاتھ باندھے ٹہل رہا تھا۔ اور اس سے چند قدم کے فاصلے پر چار پولیس والے مودب کھڑے تھے۔ اور ان کے پیچھے دور گلی کے سرے پر ایک جیپ کھڑی ہوئی تھی مگر کھڑی ہوئی کہاں وہ تو حرکت کر رہی تھی۔ بلیک کوئن چونک پڑی۔ جیپ اسی طرف آ رہی تھی اور اس میں ایک سے زیادہ افراد سوار تھے۔ وہ سوچ میں ڈوب گئی۔ اگر وہ لوگ دس بارہ ہوئے تو ان سے مقابلہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔ مگر نہیں مقابلہ کرنا کسی بھی اعتبار سے درست نہیں تھا گولیوں کی آواز چاروں طرف گھیرا ڈالنے والی پولیس کو ہوشیار کر سکتی تھی اور پھر وہ سب اسی گلی پر چڑھ دوڑتے۔ ایسی صورت میں وہ خود کو اور اپنے ساتھیوں کو کسی بھی طرح گرفتاری سے نہ بچا سکے گی۔ پھر کیا کیا جائے۔ اس کا ذہن تیزی سے مصروف بہ عمل تھا۔

ہر گزرتے ہوئے لمحے کے ساتھ ہی اسے یہ احساس بھی ہوتا جا رہا تھا کہ ان کے گرد پولیس

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

کا حلقہ تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ اور اگر مزید چند لمحے وہ کچھ نہ کرسکی تو پھر...... اس کے آگے وہ نہ سوچ سکی بجلی کی طرح اس کے ذہن میں ایک خیال کوندا تھا ایک اسکیم پر عمل کرکے وہ بڑی آسانی سے اپنے ساتھیوں سمیت یہاں سے نکل سکتی تھی بغیر ایک گولی چلائے بغیر لڑائی کیئے۔ وہ اس طرح اپنے ساتھیوں کو نکال کر لے جاسکتی تھی۔ جیسے صابن میں سے بال نکل جاتا ہے۔ وہ اپنی اسکیم پر عمل کرنے کے لئے پوری طرح سے تیار ہوگئی۔ اس نے ایک نظر اس آفیسر پر ڈالی جو اب ٹہلنے کی بجائے آنے والی جیپ کو دیکھ کر رک گیا تھا۔ پھر اپنے ریوالور ہولسٹر میں ڈالے اور ان کے بٹن لگا دیئے پھر اپنے ساتھیوں میں سے سب سے آگے والے کے کان میں کچھ کہا۔ اور وہ کھسک کر دیوار کے سرے تک پہنچ گئی۔ اب اس کا اور آفیسر کا درمیانی فاصلہ زیادہ سے زیادہ چھ گز کا رہ گیا تھا پھر ٹ اور وہ جیپ کو آگے بڑھ آنے کا راستہ دینے کے لئے اپنی جگہ سے ہٹ کر اس گلی کی طرف کھسک آیا اس طرح اس کا درمیانی فاصلہ چار یا پونے چار گز کے قریب رہ گیا بلیک کوئین نے اندھیرے میں اس پر نظریں جما دیں اب وہ اس کے جسم کے ہر حصے کو دیکھ سکتی تھی آفیسر کی کمر سے لپٹی ہوئی کارتوسوں کی پیٹی سے منسلک ہولسٹر میں ریوالور لگے صاف نظر آرہے تھے۔

چند لمحے وہ سچویشن کا جائزہ لیتی رہی پھر اپنے جسم کو اس طرح سے تولنے لگی جیسے چھلانگ لگانا چاہتی ہو جیپ کی ہیڈ لائٹس کی روشنی بہت مدھم تھی شاید بیٹری ڈاؤن ہو رہی تھی۔ اسی لئے گلی میں روشنی کا طوفان نہ آسکا تھا۔ جیپ کے رکتے ہی جیسے ہی اس کے ہیڈلیمپس کے بجھے بلیک کوئین نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگا دی دوسرے ہی لمحے وہ آفیسر کے اوپر تھی۔ اس کا ایک ہاتھ بڑی تیزی سے آفیسر کی گردن کو گرفت میں لینے کے لئے حرکت میں آیا تھا۔ اور دوسرے نے تیزی سے اس کے ایک ہولسٹر سے ریوالور کھینچ کر اس کی کمر سے

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

رکا دیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ بلیک کوبَن کی گرفت میں بے بس کھڑا تھا۔ اسکے ماتحت ابھی تک کچھ نہیں سمجھ سکے تھے پھر قریب کھڑے ہوئے چار سپاہی حرکت میں آئے تھے کہ بلیک کوبن گرجی۔

"خبردار۔ کوئی اپنی جگہ سے ہلا تو میں تمہارے آفیسر کو گولی مار دوں گی۔" بلیک کوبن کا لہجہ سخت اور خونخوار تھا۔ وہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر ٹھٹک کر رہ گئے۔ یہ چیز ان کے لئے نہ صرف غیر متوقع تھی بلکہ انوکھی اور دلیرانہ بھی تھی۔ وہ شائد زندگی بھر اس قسم کے کسی واقعے سے دوچار ہونے کی امید نہ رکھتے ہوں گے۔

"اپنے آدمیوں سے کہو وہ جیپ خالی کر دیں۔" بلیک کوبن پھر غرائی اس کی آواز اتنی ہی تیز تھی کہ اسے تمام پولیس والوں نے صاف طور پر سنا تھا۔

آفیسر چند لمحے تذبذب میں رہا لیکن جیسے ہی ریوالور کی نال نے اس کی کمر پر دباؤ ڈالا اسے بولنا ہی پڑا۔

"جو کچھ کہا جائے۔ اس کے مطابق عمل کرو۔" وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا اور آنے والے ایک ایک کر کے جیپ سے اتر گئے۔

"گڈ۔ بلیک کوبن غرائی۔ پھر اس نے بلند آواز سے کہا۔ چلے آؤ۔ جلدی کرو"

آواز کے ساتھ ہی اس کے ساتھی ایک ایک کر کے گلی سے باہر نکل آئے۔

اب جیپ پر ان کا قبضہ تھا بلیک کوبن اپنے ساتھیوں کے بیٹھ جانے کے بعد جیپ کی طرف بڑھی آفیسر اس کے ساتھ تھا پہلے اس نے آفیسر کو جیپ پر سوار کرایا اور پھر خود بیٹھ گئی۔ اس کا ایک ساتھی اس کے اسٹیرنگ پر بیٹھا تھا بلیک کوبن کا اشارہ ملتے ہی اس نے جیپ کا انجن اسٹارٹ کر دیا۔

اپنے آدمیوں سے کہدو کہ وہ ہمارے لئے راستہ چھوڑ دیں اور ہمارا تعاقب نہ

نہ کریں دوسری صورت میں ہم تم کو گولی مار دیں گے۔" بلیک کوئن بولی

"ہونہہ—" آفیسر ہونٹ دانتوں تلے دبا کر بولا مگر اسے وہ الفاظ دوہرانے ہی پڑے تھے۔ جو بلیک کوئین نے ادا کئے تھے۔

پولیس نے دو رویہ کھڑے ہو کر جیپ کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ اب وہ بڑی تیزی سے گلی کے سرے کی طرف ریورس گیئر میں دوڑا رہی تھی گلی کے سرے پر موجود سپاہیوں نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی۔ مگر آفیسر کو مار ڈالنے کی دھمکی نے انہیں مداخلت سے باز رکھا تھا سڑک پر پہنچ کر جیپ مڑی اور بڑی تیزی سے ایک سمت دوڑنے لگی۔

ہر لمحہ اسی کی رفتار بڑھ رہی تھی۔ چند لمحے بعد بلیک کوئین نے مڑ کر دیکھا اور ایک سے زیادہ گاڑیوں کے ہیڈ لیمپس نظر آ رہے تھے۔

"تعاقب—" وہ بڑبڑائی پھر آفیسر سے بولی۔ تمہارے ساتھ کتنی گاڑیاں ہیں"

"چار— دو جیپیں دو پولیس لاریاں۔"

"ہوں—" وہ سر ہلا کر بولی— تم لوگ یہاں کیوں آئے تھے۔"

"ہمیں اطلاع ملی تھی۔ کہ کچھ لوگ بڑے پراسرار انداز میں عمارت میں داخل ہوئے ہیں"

"بس—"

"ہاں—" آفیسر نے سر ہلا کر کہا۔

"اور تم اتنی سی اطلاع پر دوڑے چلے آئے۔ اور وہ بھی فورس کے ساتھ" بلیک کوئین نے کہا۔ لہجہ طنزیہ تھا کیا یہ اطلاع جھوٹی نہیں ہو سکتی تھی۔

"نہیں—" آفیسر سر ہلا کر بولا۔ چند ماہ پہلے بھی اسی طرح ہم کو اطلاع ملی تھی اور ہم نے اسے یہی سمجھ کر اہمیت نہیں دی تھی کہ کوئی پولیس کو پریشان کرنا چاہتا ہے.... مگر

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

دوسرے دن پتہ چلا کہ واقعی بنیک میں ڈاکہ پڑا ہے۔ اور ڈاکہ ڈالنے والے ایک بڑی رقم اڑا کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں ——"

"اسی لیے تم اس مرتبہ اطلاع ملتے ہی دوڑے چلے آئے تھے ؟"

"ہاں ۔"

"اطلاع کس نے دی تھی ۔ ؟"

"چوکیدار نے —— مگر تم یہ سب کیوں پوچھ رہی ہو"

"اس لیے کہ میرا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جنہوں نے پچھلے دنوں بنیک میں ڈاکہ مارا اور ایک بڑی رقم لوٹ کر لے گئے تھے۔

"پھر —— تم کون لوگ ہو۔ ؟ اور تمہارا اس عمارت میں اتنے پراسرار انداز میں داخل ہونے کا کیا مطلب ہے ۔ ؟"

"ہم جو کوئی بھی ہیں اس بات کو جان لینے میں تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔"

"اوہ ۔" اس کے منہ سے اتنا ہی نکل سکا تھا۔

"لیکن میں تم کو بتاتی ہوں کہ ہم کون لوگ ہیں ۔ بلیک کوئن نے کہا ۔ میں بلیک کوئین ہوں اور یہ میرے گروہ کے افراد ہیں ——"

"کیا ۔ ؟ آفیسر حیرت سے بولا ۔ تم بلیک کوئین ہو۔"

"ہاں بلیک کوئین ۔"

"یہ نام میں پہلی مرتبہ سن رہا ہوں ——" آفیسر بڑبڑایا۔

"اب بھی نہ سنتے اگر ڈاکٹر سین نے مجھ سے دشمنی مول نہ لی ہوتی ۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا ——" آفیسر نے تیزی سے کہا ۔ فوری طور پر ایک

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

نیا خیال اسکے ذہن میں ابھرا تھا مگر اس نے اس کا اظہار نہیں کیا۔

"یوں سمجھ لو کہ میں اور ڈاکٹر سین اب ایک دوسرے کے مخالف ہیں اور ایکدوسرے کے خون کے پیاسے بھی۔ اب اس کے گروہ کے افراد کو ختم کرنا ہی میرا سب سے بڑا مقصد ہے۔"

"کیا پہلے تم اسی کی ساتھی تھیں۔"

"نہیں۔ میرا الگ بزنس ہے ــــ مگر ایک معاملے میں مجھ سے ٹکرانے کی جرات کی ہے اور اب میں اسے اس کا مزا چکھا کر رہوں گی۔"

"تو تم اس کے خلاف انتقامی کارروائیاں کرو گی۔"

"ہاں۔"

"مگر اس عمارت میں تمہارا کیا کام تھا ــــ؟"

"تم کو شاید یہ سن کر حیرت ہو گی کہ اس عمارت کی پہلی منزل پر واقع ڈی ایس ٹریڈرز ڈاکٹر سین کی ملکیت ہے۔"

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو ــــ" آئینسر مضطربانہ لہجے میں بولا

"سو فیصدی سچ ہے تمہاری اطلاع کے لیے یہ بھی بتا دیتی ہوں کہ بریا روڈ کا بنگلہ نمبر جی دو سو دس بھی ڈاکٹر سین کی ملکیت ہے اور اس میں رہنے والا۔۔ ونڈان سارہ ڈاکٹر سین بھی اسی گروہ کا ایک ذمہ دار افسر ہے۔"

"کیا کہا ڈاکٹر سین ــــ" آئینسر حیرت سے اچھل کر بولا

"ہاں ڈاکٹر سین ــــ مگر وہ اصل ڈاکٹر نہیں ہے اصل ڈاکٹر سین کوئی اور ہے وہ صرف اسی کا آلہ کار ہے اور اسمگلنگ کی نگرانی کرتا ہے۔"

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

"اوہ۔" آئینسر نے طویل سانس لی تھی یہ انکشافات اس کے لئے چونکا دینے والے ثابت ہوئے تھے۔ ڈاکٹر ٹیسین کے بارے میں دنیا بہت کچھ جانتی تھی۔ اور کچھ بھی نہیں جانتی تھی اس کی تلاش دنیا کے بیشتر ممالک کو تھی مگر ابھی تک اسے کوئی بھی تلاش نہ کر سکا تھا۔ دنیا بھر کے جاسوس اس کی تلاش میں تھے۔ مگر وہ ابھی تک یہ بھی نہ جان سکے تھے کہ وہ کس ملک میں رہتا ہے یا اس کی اصل جائے رہائش کہاں ہے۔

"ایک بات بتاؤ گی ــــ" آئینسر نے پوچھا تھا

"پوچھو ــ" بلیک کوئین نے کہا

"یہ سب باتیں تم نے مجھے کس لئے بتائی ہیں ــ"

"کیوں ــــ؟ بلیک کوئین نے پوچھا کیا تمہارے ملک کے جاسوس اس کی تلاش میں سرگرداں نہیں ہیں ــ"

"ہیں ــ"

"کیا یہ معلومات ان کے لئے قیمتی ثابت نہیں ہونگی ــ؟"

"ٹھیک کہہ رہی ہو ــ" وہ سر ہلا کر کہا۔

"اچھا بس ــ" بلیک کوئین نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ تعاقب میں آنے والی گاڑیاں ابھی تک قریب نہ آسکی تھیں۔ بلیک کوئین نے اپنے ساتھیوں سے کچھ کہا پھر ڈرائیو کرنے والے کی طرف متوجہ ہو گئی۔ مگر اس نے جو بھی کچھ کہا تھا اس کا مفہوم آئینسر کی سمجھ میں نہ آسکا تھا وہ کوئی ایسی ہی زبان تھی جس سے پولیس آئینسر نابلد تھا ایک ہی لمحے لیے بلیک کوئین کے ساتھی نے جیپ ایک گلی میں موڑ دی ــــ پھر دوسری میں ..... تیسری میں ...

اعلانات ہم ـ ڈاکٹر ٹیسین کے ذاتمات کے لئے پرسود کا چودھواں ناول پیرامارڈ مصنف ایس قریشی پڑھیے

اور پانچ منٹ بعد وہ تعاقب کرنے والوں سے نجات پا چکے تھے بلیک کوبن نے مطمئن انداز میں سر ہلایا۔ اور اپنے بریف کیس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال کر اس کی راڈ باہر نکالی پھر اسی زبان میں کال کرنے لگی جس میں اس نے اپنے ساتھیوں سے بات کی تھی چند لمحے بعد اس نے سلسلہ منقطع کر دیا اور دس منٹ بعد جیپ فٹ پاتھ کے کنارے روک دی گئی۔ اس سے آگے ایک اسٹیشن ویگن کھڑی ہوئی تھی۔ جیپ کے رکتے ہی بلیک کوبن کے ساتھی ایک ایک کر کے اترے اور اسٹیشن ویگن میں سوار ہو گئے۔ اب صرف بلیک کوبن اور جیپ ڈرائیو کرنے والا وہاں کھڑا ہوا تھا۔

"آفیسر آپ بھی نیچے اتر آئیں..... ٹھیک اب کارتوس کی بیلٹ اتار کر جیپ میں ڈال دیں.... ٹھیک شکریہ..... اب مڑ جائیے اور سات قدم پیچھے دیکھے بغیر چلے جائیے..... آپ کا ریوالور ـــــ میں جیپ ہی میں ڈال دوں گی۔ اور جیپ کی چابی آپ کو آگے سڑک پر پڑی مل جائے گی ـــــ آہ ـــــ آپ کو غصہ آ رہا ہے بلیک کوبن نے آفیسر کے چہرے کا جائزہ لے کر کہا میں کسی پر اس وقت تک اعتبار کرنے کی قائل نہیں ہوں جب تک اسے پرکھ نہ لیا جائے مجھے یقین ہے کہ آپ موقعہ ملتے ہی ہمارا تعاقب کرنے کی ضرور کوشش کریں گے اور اسی کوشش سے باز رکھنے کے لئے میں نے یہ چال چلی ہے..... شکریہ ـــــ"

"بلیک کوبن نے اسے مسکراتے دیکھ کر کہا..... پھر ہنس پڑی

آفیسر اسٹیشن ویگن کی طرف دیکھ رہا تھا اس کی نظریں نمبر پلیٹ پر جمی ہوئی تھیں اور وہ نمبروں کو ذہن نشین کر رہا تھا۔

"نہیں آفیسر ـــــ کوشش بیکار رہے گی۔ بلیک کوبن ہنس کر بولی میں

آتی اناڑی نہیں ہوں کہ اسٹیشن ویگن کو اس کے اصل نمبروں کے ساتھ لے کر مشن پر نکلوں ۔ یہ نمبر جعلی ہیں ۔" اور اس مشن کی تکمیل کے بعد اس کے ٹائر بھی بدل ڈالے جائیں گے۔

"ہونہہ ۔" آفیسر اسیارہ جھلا گیا

"اب آپ ساٹھ قدم تک مارچ کر سکتے ہیں ۔ بلیک کوئین پیچھے ہٹتے ہوئے بولی اور آفیسر ایک جھٹکے سے مڑ گیا اس کے دس قدم آگے بڑھتے ہی بلیک کوئین نے اس کے ریوالور سے کارتوس نکالے اور ریوالور کو جیب میں ڈال دیا۔ پھر اگنیشن سے چابی کھینچ لی اور تیزی سے جیپ کی طرف بڑھ گئی۔ اس کا ساتھی اسٹیشن ویگن کے پچھلے حصے میں سوار ہو چکا تھا۔ بلیک کوئین نے ویگن میں سوار ہونے سے پہلے جیپ کی چابی سڑک پر ڈال دی کارتوس بھی وہیں ڈالے اور پھرتی سے اگلی سیٹ کی طرف بڑھی اس کے سوار ہونے سے پہلے ہی ویگن حرکت میں آ چکی تھی جب تک اس نے اندر بیٹھ کر دروازہ بند کیا ویگن کی رفتار چالیس تک پہنچ چکی تھی بلیک کوئین نے سر ہلایا پھر جیب سے وہی چپٹا سا ڈبہ نکالا اور کال کرنے لگی۔

* * * * *

دونوں تلے اوپر ڈھیر ہو گئے۔ ٹارچ بھی گر چکی تھی مگر بجھی نہیں تھی۔ اس کی روشنی کا دائرہ ایک طرف کی دیوار پر پڑ رہا تھا جس سے وہاں اتنی روشنی پھیل گئی تھی۔ کہ وہ ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ سکتے۔ پرمود کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ چونکا تھا پھر وہ جان توڑ کوشش کرنے لگا۔ مگر تابکہ ...... پے در پے پڑنے والے گھونسوں نے اسے ادھ مرا کر دیا۔ اور پھر جب پرمود نے اس کی دونوں کنپٹیاں پکڑ کر دبائیں تو وہ

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

آواز نکالے بغیر ساکت ہو گیا۔ اب وہ دو گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا تھا۔ پرمود اس پر سے اٹھا ہی تھا کہ اس نے دور کسی طرف روشنی ہوتے دیکھی ایک چھوٹا سا روشنی کا دائرہ جگمگایا تھا وہ دوبارہ جل کر بجھا اور تیسری مرتبہ پھر جل اٹھا۔ اس مرتبہ ایک کی جگہ دو دائرے تھے۔ ایک مخصوص فاصلے سے دو دائرے اسی لمحے پرمود نے محسوس کیا۔ کہ عمارت میں بھی تاریکی چھا گئی ہے وہ آگے بڑھا...... دیوار سے نیچے دیکھا۔ ایک جگہ کے علاوہ اس نے تمام کھڑکیوں کو تاریک پایا تھا۔

"سگنل ـــــ" اس کے ذہن میں ایک ہی نقطہ ابھرا تھا۔ اس کا خیال صحیح نکلا تھا۔ عمارت کی بتیاں جلا بجھا کر آنے والی گاڑیوں کو کسی قسم کا سگنل ہی دیا جا رہا تھا وہ چند لمحے اسی جگہ کھڑا رہا۔ ذہن تیزی سے سوچ وبچار میں مصروف تھا۔ پھر وہ اس وقت وہاں سے ہٹا تھا۔ جب دور سے ہیڈ لائٹ کی روشنی سے سگنل دینے والی گاڑی کے رکنے کی آواز سنائی دی تھی۔ اور سرچ لائٹ کی روشنی کا چھاکا ہوا تھا۔ آنے والی ایک نیلے رنگ کی کار تھی۔ اس میں سے دو آدمی اترے پھر وہ عمارت کی طرف بڑھے۔ اندھیرے میں پرمود ان کو صرف ہیولوں کی طرح دیکھ سکتا تھا۔ چند لمحے اور گزرے...... اور پھر اچانک وہاں روشنی پھیل گئی۔ عمارت کی تمام کھڑکیاں دوبارہ روشن ہو چکی تھیں ـــــ پرمود پلٹا ـــــ اب اس کا رخ زینوں کی سمت تھا بڑی احتیاط سے اس نے زینے طے کئے اور نچلی منزل پر پہنچ گیا۔

آخری سیڑھی سے اترنے کے بعد وہ چند لمحے وہاں کھڑا رہ کر آس پاس کے کمروں سے سن گن لینے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر یہ اطمینان کر کے کہ یہاں کوئی نہیں ہے وہ آگے بڑھ گیا۔ اب وہ راہداری سے گزر رہا تھا۔ اس منزل پر ہر کمرہ اسے خالی

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

ہی ہلا تھا۔ وہ پھر زینوں کی طرف پلٹا۔

پہلی منزل کی راہداری میں قدم رکھتے ہی اسے احساس ہوا کہ یہاں ایک سے زیادہ افراد موجود ہیں۔ وہ راہداری کے سرے کی طرف بڑھا پھر دوسری طرف جھانکا اور اس طرف کوئی بھی نہیں تھا راہداری روشن ضرور تھی مگر سنسان پڑی تھی وہ آگے بڑھنے لگا۔ یہاں ہر کمرے کے دروازے پر دبیز قسم کے پردے پڑے ہوئے تھے وہ ایک ایک کمرے کو دیکھتا ہوا چل رہا تھا۔ آخری دروازے پر پہنچکر وہ ٹھٹک گیا اندر سے کسی کے بولنے کی آواز آرہی تھی انداز تقریر کرنے جیسا تھا۔ وہ بڑی احتیاط سے آگے بڑھا اور دروازے سے کان لگا دیئے آواز برابر سنائی دے رہی تھی مگر الفاظ اسکی سمجھ میں نہ آسکے چند لمحے وہ غور کرتا رہا پھر اس نے دروازے کو دھکیل کر دیکھا وہ دوسری طرف سے بند نہیں تھا اس نے دروازے میں درز پیدا کی اور پھر جیسے ہی اندر جھانکا چونک پڑا اس وقت اس کی نگاہوں کے سامنے تقریباً دو درجن آدمی کھڑے ہوئے تھے ان کے جسموں پر سیاہ لبادے تھے اور انہوں نے ہاتھوں کو سینے سے باندھا ہوا تھا۔ وہ سب چپ چاپ اور مودب کھڑے تھے۔ کمرے میں صرف ایک آواز گونج رہی تھی ایک میٹھی اور دل میں گھر کر لینے والی آواز کوئی اپنی میٹھی اور پُر تاثیر آواز میں کہہ رہا تھا۔

دنیا میں جینے کا حق صرف طاقتور کو ہے۔ ہر وہ فرد جو طاقت میں کمزور ہے اسے جینے کا حق نہیں ملنا چاہیئے۔۔۔۔ اس لئے کہ ایسے ہی لوگ آگے چل کر کمزور۔۔۔۔ جاہل۔۔۔۔ اور کند ذہن اولاد پیدا کرکے معاشرے اور حکومت کے لئے ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیتے ہیں یہ مسئلہ لاینحل ہوتا ہے!"

ایسے لوگوں کو حکومت نہ گولی مار سکتی ہے۔ اور نہ ہی ایسے لوگ کسی تعمیری کام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ جب یہ صورت ہو تو پھر کیوں نہ ایسے ناعضل افراد سے جینے کا حق چھین کر ان لوگوں کو دے دیا جائے گا جو اس کے زیادہ مستحق ہیں جن کے پاس ذہن ہے عقل ہے اور جو بہتر نیا کام کر سکنے کے اہل ہیں۔

آپ میری باتوں کو ذرا غور سے سنا نہ سمجھیں فرض کر لیجئے کہ آج ہم جس طرح پسماندہ ہیں تو کیا آپ اس بات کی ضمانت دے سکتے ہیں کہ ہمارا کوئی پڑوسی ملک ہم کو کمزور سمجھ کر ہم پر حملہ نہ کر دے گا۔ ہماری کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ہم کو غلام بنانے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اور ہماری آزادی محفوظ رہے گی۔..... جو لوگ اس دھوکے میں رہتے ہیں کہ ہمارے ملک نے بڑی طاقتوں میں سے ایک سے فوجی معاہدہ کر لیا ہے اور ہمارا ملک اس لئے محفوظ ہے کہ وہ طاقت ور ملک ہر وقت ہماری مدد کے لئے تیار ہے اور وقت پر ہماری مدد کرے گا۔ تو وہ غلطی پر ہیں دنیا کی کسی بڑی طاقت پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا یہ سب دھوکہ ہے فریب اور ڈھکوسلہ ہے جب تک کسی بڑی طاقت کا مفاد ہمارے ملک سے وابستہ ہے اس وقت تک وہ بڑی طاقت اپنے مفاد کی وجہ سے ہماری مدد کرتی رہے گی اور جس دن ہم سے اس کا مفاد ختم ہو گیا اسی دن سمجھ لیجئے کہ اس طاقت نے ہمارے اوپر سے اپنا دست شفقت اٹھا لیا ہے۔!

ایسی صورت میں کس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے بڑی طاقتوں پر۔ یا اپنے زور بازو پر ـــ اگر ہم طاقتور ہوں تو پھر مجال ہے کہ کوئی دوسرا ملک ہمارے ملک پر حریفانہ نگاہ ہی ڈال سکے۔ لیکن ایسا نہیں ہے ـــ ہمارا ملک کمزور ہے وہ بڑی طاقتوں کے علاوہ اپنا دفاع خود نہیں کر سکتا ـــ یہ کمزوری ہے اور اسکی ذمے دار ہماری موجودہ حکومت ہے۔ یہ لوگ نااہل ہیں ـــ حکومت کرنے کی صلاحیت ان میں نہیں ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ملک آج دفاع کے سلسلے میں خود کفیل ہوتا اور دوسرے ممالک کا خاص طور پر بڑی طاقتوں کا کاسہ لیس نہ بنتا اپنی آزادی قرضوں کی صورت میں ملنے والی بھیک کے عوض فروخت نہ کر دیتا کیا آپ لوگ اس بات کو پسند کریں گے کہ آپ پھر بڑی طاقتوں میں سے ایک کے غلام بن جائیں ـــ؟

"نہیں... نہیں... نہیں" بیک وقت ہزاروں سے زائد آوازیں وہاں گونجی تھیں اور ہال میں ان کی گونج نے جھنجھناہٹ سی پیدا کر دی تھی۔

تو سنو دوستو جس طرح ہر ظالم کے لئے اس پاک ہستی نے جسے کوئی خدا کوئی بھگوان کوئی گاڈ اور کوئی اللہ کہتا ہے ظلم کا سر کچلنے والا پیدا کیا ہے اس طرح اس ملک کی آزادی اور خدمت اور اسکے تقدس کو محفوظ رکھنے کے لئے اس پاک ہستی نے اپنے ایک بندے کو مقرر کر دیا ہے جانتے ہو وہ فرشتہ کون ہے جو ملک کی آزادی کی حفاظت کرے گا۔

"ہاں۔ دوسری آوازوں نے کہا ـــ ہم اس ہستی کو جانتے ہیں ـــ وہ ہم

سب کا ہر دلعزیز دوست ڈاکٹر سین ہے۔

"بالکل ٹھیک"۔ اسی آواز نے کہا تھا۔ ڈاکٹر سین نے قسم کھائی ہے کہ وہ دنیا کے ہر کمزور ملک کو اتنا طاقت ور بنا دیں گے۔ کہ وہ اپنی آزادی کی حفاظت کر سکیں اور اس سلسلہ میں دنیا کے ہر ملک میں سرگرمی سے کام ہو رہا ہے ڈاکٹر سین کی قیادت میں دنیا بھر میں ایسی تنظیمیں کام کر رہی ہیں جن کا واحد مقصد کمزور کو طاقتور بنانا ہے اور کمزور اور نااہل حکمرانوں سے حکومت چھین کر ایسے لوگوں کو حکمرانی سونپنی ہے جو اس کے صحیح اہل ہوں ایسی ہی ایک تنظیم یہاں بھی کام کر رہی ہے اور آپ سب خوش قسمت ہیں کہ آپ اس تنظیم کے سرگرم رکن ہیں یہاں کی حکومت کے بارے میں آپ سب جانتے ہیں کہ وہ کس طرح دو بڑی طاقتوں ریڈ کلف، راجیشیا کے اشاروں پر ناچ رہی ہے اس کٹھ پتلی کے ناٹک کو ختم کرنے کے لئے ڈاکٹر سین کے ساتھی یہاں بھی میدان عمل میں آئے ہیں اس تنظیم میں کام کرنے والے سینکڑوں لوگوں کی طرح آپ لوگوں کو بھی اب اس تنظیم میں پورے طور پر شامل کر لیا گیا ہے آج سے آپ سب ڈاکٹر سین کے لئے نہیں اپنے ملک کے لئے کام کریں گے۔ آپ کی تنظیم کا نام بلیک فنش ہو گا۔ اب میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں آپ میں سے کسی کو اس تنظیم پر کوئی اعتراض ہے۔

"نہیں نہیں ۔۔۔" کئی آوازیں ابھری تھیں۔

"ویری گڈ ۔۔۔" تقریر کرنے والی آواز نے کہا۔ بس تو آج کا اجلاس ختم ہوتا ہے

حسب معمول اگلے اجلاس کی اطلاع قبل از وقت دے دی جائے گی۔

"بہت خوب—" متعدد آوازوں نے کہا تھا۔

"آپ لوگ بہ دم ایکس سے جاکر بلیک فش سے متعلق لٹریچر حاصل کریں"

"او کے—" پھر کئی آوازیں سنائی دی تھیں۔

"آج کی میٹنگ ختم ہوئی آپ لوگ جا سکتے ہیں— اسی آواز نے کہا۔ صرف ڈاکٹر سنگراش پروفیسر سینیل اور مادام ردمہ یہاں رکیں گی۔

"او کے۔" پرمود کو کسی مرد کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی پھر ٹھیک دو منٹ بعد پرمود نے لباسوں کے سرسرانے کی آواز سنی وہ تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ وہ لوگ اب کمرے سے باہر آنے والے تھے۔ اس نے تیزی سے راہداری کا جائزہ لیا۔ پھر سامنے والے کمرے کے دروازے پر پڑے ہوئے پردے کی طرف جھپٹا۔ وہ چند لمحے پردے کے پیچھے رہا اسی لمحے ہال کمرے سے سیاہ لبادے والے ایک ایک کرکے باہر آنے لگے۔ پرمود ان کو بغور دیکھ رہا تھا۔ ان میں جوان بھی تھے۔ اور ادھیڑ عمر بھی لڑکیاں بھی تھیں۔ اور عورتیں بھی وہ سب سیاہ لبادوں میں ملبوس تھیں اور دونوں ہاتھ سینے پر باندھے خاموشی سے قطار کی صورت میں کمرے سے نکل کر راہداری میں مڑ رہے تھے پھر شاید آخری فرد بھی باہر نکل آیا پرمود اس وقت تک وہاں رکا رہا تھا جب تک وہ راہداری کا موڑ نہ عبور کر گئے۔ ایک بار پھر اس نے راہداری کا جائزہ لیا اور پھر بڑی تیزی سے ہال کمرے والے دروازے تک پہنچ گیا اس مرتبہ اسے کمرہ خالی ہی ملا تھا چند لمحے آہٹیں سنتا رہا پھر اطمینان کرکے کہ وہاں کوئی نہیں ہے وہ تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا دروازے سے گزر کر ہال کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اس نے کمرے کے فرش

کا جائزہ لیا تھا۔ وہ کسی قسم کی بد احتیاطی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

کمرے کے اندر داخل ہو کر وہ اس طرف بڑھا جس طرف ایک دروازہ نظر آرہا تھا۔ دروازے کے پاس پہنچ کر وہ رک گیا اندر سے روشنی کی کرنیں باہر آتی محسوس ہو رہی تھی پھر اس نے کسی کی آواز بھی سنی ۔ کوئی کہہ رہا تھا۔

" اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم ابھی تک ناکام ہو "

" یس ڈاکٹر ۔۔۔ پرمود کو دوسری آواز سنائی دی وہ ابھی تک ہماری گرفت میں نہیں آسکا ۔ وہ بے حد چالاک ہے ۔"

" یہ تم کہہ رہے ہو ۔"

" ہاں ۔۔۔ میں اس کی چالاکی کا اعتراف محض اسلئے کر رہا ہوں تاکہ آپ اس کی جانب سے کسی غلط فہمی کا شکار نہ رہیں "

" ہونہہ اب مجھے سوچنا پڑے گا۔"

پرمود کو آواز سنائی دی اس کے ساتھ ہی اس نے محسوس کیا کہ یہ آواز اس نے پہلے بھی کہیں سنی ہے یہ آواز اس کی شناسا تھی اس نے کمرے کی دیوار سے چپک کر اندر جھانکا اور پھر چونک پڑا اس کے سامنے کا منظر ایسا ہی تھا کمرے کے دروازے کے سامنے ایک دس فٹ لمبا اور چھ فٹ چوڑا اسکرین دیوار سے پیوست موجود تھا اور اس اسکرین پر اس کے سامنے ایک آدمی ڈاکٹروں کی وردی میں ملبوس کھڑا اسکرین کے سامنے کھڑے ہوئے افراد سے مخاطب تھا اسکرین کے سامنے کھڑے ہوئے افراد میں سے ایک کو وہ اچھی طرح سے جانتا تھا یہ وہی ڈاکٹر سیسن تھا جس کا پتہ اسے جوکی[1] نے شالی گڑھ[2] میں

---

[1] برمارڈ ملاحظہ کیجیے [2] [3] برمارڈ بلیک کوئین ملاحظہ فرمائیے ۔

دیا تھا۔ اور جو ڈاکٹر سین کا ہمنام ہی نہیں بلکہ اس کا دست راست بھی تھا۔ اب تک کی معلومات کے مطابق یہ ۔۔۔۔ ڈاکٹر سین برمنڈی میں موجود ڈاکٹر سین کے پورے گروہ کا انچارج تھا۔ یہاں اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی۔ پنڈورا جو کہ ڈاکٹر سین ہی کی طرح چالاک نڈر اور دلیر تھی جس سے پرمود کا دو دفعہ سامنا بھی ہو چکا تھا ایک مرتبہ اسے پنڈورا اغوا کر کے لے جا رہی تھی کہ بلیک کوئین کی وجہ سے اسے ناکامی ہوئی۔ اور اس وقت ان دونوں ہی نے ایک دوسرے کو چیلنج کیا تھا ان دونوں کے حملوں سے پرمود نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ دونوں اس کے دشمن ہیں مگر کیوں پنڈورا تو اس لیے اس کی دشمن تھی کہ ڈاکٹر سین کی ساتھی تھی۔ اور وہ ڈاکٹر سین کے خلاف کارروائی کر رہا تھا۔ لیکن بلیک کوئین اس کی دشمن کیوں تھی؟ وہ ہزار کوشش اور دماغ سوزی کے باوجود بھی اس کیوں کا جواب نہ پا سکا تھا۔ دفعتاً وہ چونک پڑا اس کی نظریں سامنے سکرین کی طرف اٹھ گئیں اس کی نگاہوں کے سامنے وہی کمرہ وہی ساز و سامان اسکرین پر موجود تھا جسے خود ڈاکٹر سین نے شالی گڑھ ہی میں اسے دکھا کر مرعوب کرنے کی کوشش کی تھی اس وقت وہ اسی میک اپ میں تھا جس میں پرمود نے پہلی مرتبہ اسے دیکھا تھا۔ وہ اس ڈاکٹر سے کہہ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے تم واپس آ جاؤ ڈاکٹر۔"

"مم۔۔۔ میں۔۔۔" اس ڈاکٹر نے ہکلا کر کہا۔

"ہاں تم گھبراؤ نہیں ۔۔۔ میں تم کو سزا نہیں دوں گا۔ اگر تم میرے لیے اہم نہ ہوتے تو اب تک دوسروں کی طرح اس کوتاہی پر تم بھی سزا پا چکے ہوتے۔"

"یہاں کا کام کون سنبھالے گا۔"

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

"یہاں کا کام پروفیسر سنیل سنبھال لیں گے مادام روہمہ اور ڈاکٹر شگراشان

کی مدد کریں گے ـــــ سمجھ گئے۔"

"یس ڈاکٹر ـــــ" پرمود کو تین آوازیں سنائی دی تھیں۔

"رائیٹ ـــــ" اب تم یہاں کا سب کام پروفیسر سنیل کو سمجھا کر آج ہی رات

روانہ ہو جاؤ۔ میں کل صبح تم کو بیلم پور میں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"کوئی خاص کام ـــــ ؟ . . . ڈاکٹر نے پوچھا تھا۔

"ہاں ـــ بس اب تم جاؤ ـــــ مگر ٹھہرو مجھے تم نے بلیک کوئین کے بارے

میں رپورٹ نہیں دی کیوں ـــــ ڈاکٹر سین نے پوچھا

"بلیک کوئین کے بارے میں میں خود بھی ابھی کچھ نہیں سمجھ سکا ہوں اور ہمارے

آدمی بھی اس کے بارے میں کوئی تفصیلات جمع نہیں کر سکے۔"

"کیا مطلب ـ"

"بلیک کوئین کون ہے ـــــ کہاں رہتی ہے ـــــ اس سلسلے میں شاید پرسنڈ کیا

میں سوائے اس کے گروہ کے افراد کے اور کوئی بھی کچھ نہیں جانتا ـــــ"

"ہونہہ ـــــ کل وہ یہاں تک پہنچی تھی۔"

"جی ـ"

"اور پھر بھی بچ کر نکل گئی ـــــ"

"سچوئیشن ایسی ہی تھی۔ . . ." ڈاکٹر تفصیلات بتاتے ہوئے بولا۔ "ہمارے

تین آدمی اس نے ختم کر دیئے تھے مجبوراً" مادام بینیڈورا کو اس کے احکامات کی تعمیل کر

---

۱ ۲ اس ناول کے پہلے دونوں حصے بربار دوڈ ـــــ بلیک کوئین ملاحظہ فرمائیے۔

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

پڑی تھی۔ بصورت دیگر مزید آدمی مارے جاتے۔

"ہم ——— ڈاکٹر سین کو پرمود نے بے چینی سے ہاتھ ملتے ہوئے دیکھا۔ چند لمحے گزرے اب وہ پرسکون تھا پھر بولا۔ ٹھیک ہے اسے بھی سمجھ لیا جائے گا۔ تم واپسی کی تیاری کرنے اور پرونیسر تم یہاں کے معاملات دیکھو۔"

"یس ڈاکٹر" دو آوازیں سنائی دیں اور پھر پرمود نے اسکرین کو تاریک ہوتے دیکھا ——— وہ سمجھ گیا کہ ڈاکٹر سین نے سلسلہ منقطع کر دیا ہے۔ اور اب وہ لوگ واپس آئیں گے۔ وہ تیزی سے مڑا اور پھر طویل سانس لے کر رہ گیا اس سے بیس فٹ کے فاصلے پر ایک آدمی ریوالور لئے کھڑا ہوا تھا ——— ریوالور کی نال کا رخ پرمود کی طرف تھا اس کے جسم پر سیاہ لبادہ تھا اور سر پر پڑی ہوئی سیاہ کپڑے کی ٹوپی جس پر ٹھیک ماتھے کے اوپر ڈاکٹر سین کا مخصوص دو کراس کرتی ہوئی رائفلوں کے درمیان انسانی کھوپڑی کا نشان بنا ہوا تھا۔ پرمود نے اس پاس نظر ڈالی لیکن فرار کے تمام راستے بند تھے۔ سامنے سیاہ لبادے والا ریوالور لئے کھڑا تھا۔ اور لیشت والے کمرے سے چند ہی لمحے بعد ... ڈاکٹر اور اس کے ساتھی برآمد ہونے والے تھے وہ کیا کرتے ——— اس کا ذہن بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا۔ کیا کیا جائے ——— کیا کیا جائے ——— کیا کیا جائے ——— اس کا ذہن اسی جملے کی گردان کر رہا تھا۔

* * * * * *

قدموں کی چاپ ابھری اور پھر ... ڈاکٹر کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دینے لگی سیاہ لبادے والے کی توجہ بس ایک لمحے کے لئے اس کی طرف سے ہٹی تھی۔ ... ایک لمحہ .... اسی ایک لمحہ میں پرمود وہ سب کچھ کر گزرا جس کی کسی دوسرے سے توقع بھی

کبھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ سیاہ لبادے والے کی توجہ جیسے ہی اس کی طرف سے ہٹی تھی اس نے بائیں سمت دیوار کے پاس رکھے ہوئے صوفوں کے پیچھے چھلانگ لگا دی تھی اسے حرکت کرتے دیکھ کر سیاہ لبادے والے نے فائر بھی کیا تھا۔ مگر گولی پرمود کے بجائے اس کے پیچھے کی دیوار میں لگی تھی۔ دیوار سے پلاسٹر کے ٹکڑے ادھڑ کر فرش پر گر رہے تھے۔

ڈاکٹر... خطرہ ـــــ سیاہ لبادے والے نے چیخ کر ڈاکٹر کو خبردار کیا اسی لمحے پرمود نے اپنے ریوالور سے فائر کیا۔ گولی سیاہ لبادے والے کی پیشانی پر لگی تھی وہ دوسری طرف الٹ گیا۔ اتنی دیر میں ... ڈاکٹر اس کے ساتھی اور درمہ میز گرا کر اس کے پیچھے پوزیشن لے چکے تھے۔

دفعتاً فائر ہوا اور گولی پرمود کے سر سے گزر کر پیچھے میز پر رکھے ہوئے گلدان پر پڑی اور اس کے ٹکڑے اڑ گئے۔ پھر فائر ہوا...... پھر فائر ہوا.... اور پھر گویا وہ تینوں ہی یکے بعد دیگرے اس پر فائر کرنے لگے۔ بغیر یہ دیکھے ہوئے کہ ان کی گولیاں نشانے پر ہی لگ رہی ہیں یا نشانے سے ہٹ کر۔ پرمود صوفے کی آڑ میں بیٹھنے کے باوجود فرش پر لیٹ گیا تھا۔ کیونکہ اسے یہ امید نہیں تھی۔ کہ جس صوفے کی آڑ میں وہ چھپا ہوا ہے وہ اسے پناہ دے سکے گا۔ اسپرنگ ناریل کے چھلکوں اور کپڑے سے بنے ہوئے صوفے سیٹ میں اتنی سکت کہاں ہو سکتی تھی۔ کہ وہ گولی کو روک سکتا اسی خدشے کے پیش نظر پرمود فرش پر لیٹ گیا تھا۔ یہ ٹھیک ہی ہوا۔ چند لمحے بعد اس نے محسوس کیا کہ کئی گولیاں اس سے چند انچ کے فاصلے سے گزر کر پچھلی دیوار سے ٹکرائی ہیں وہ دم سادھے پڑا رہا اسے انتظار تھا اس وقت کا جبکہ ان تینوں کے ریوالور خالی ہو جاتے

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

اور ان کا تسلسل ٹوٹ جاتا بس یہی موقع اس کے لیے ہوتا کہ وہ ان پر فائر کرتا ہوا پھر دروازے سے باہر نکل جاتا ویسے اس کی امید کم ہی تھی یہ بھی ممکن تھا کہ ان میں سے دو فائر کرتے رہتے اور تیسرا ریوالور کے چیمبرز دوبارہ بھر لیتا پھر ڈاکٹر سنگراش یا رومہ فائر کرتے اور دوسرا ریوالور کے چیمبر کا پیٹ بھر دیتا۔ اس نے دونوں ہی امکانی باتوں کو مدنظر رکھا تھا ویسے اسے خدشہ اس بات کا بھی تھا۔ کہ وہ لوگ فائروں کی آواز سن کر نہ اس طرف آ جائیں جو اسی ہال سے نکل کر کسی دوسرے کمرے میں سٹریچر لینے گئے تھے۔

اگر ایسا ہو جاتا تو وہ کسی چوہے کی طرح سے ہی پکڑ لیا جاتا۔ پھر...... وہ سوچ میں ڈوبا ان تینوں کی فائرنگ کی چھاؤں میں فرش پر لیٹا ہوا تھا۔ دفعتاً اس نے محسوس کیا کہ یک بیک فائرنگ رک گئی ہے چند سیکنڈ گزرے مگر کوئی فائر نہیں ہوا اس کا مطلب یہ تھا کہ پرمود کا خیال صحیح نکلا نفسیاتی طور پر ڈاکٹر سنگراش.... ڈاکٹر اور رومہ تینوں ہی خطرے کا لفظ سن کر یہ بھول گئے تھے کہ یک بیک وقت تینوں کے لگاتار فائر کرنے سے چند لمحے کے لئے وہ خود بھی نہتے ہو جائیں گے۔ یعنی ریوالور بیک وقت تینوں کے خالی ہو کر پرمود کو اس بات کا موقع دے دیں گے کہ وہ من مانی کر سکے۔ لیکن ان کو ہوش اس وقت آیا جب پرمود نے جوابًا ان پر دو فائر کئے اور پھر پھرتی سے اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹا۔ دروازے سے گزرنے سے پہلے اس نے پھر فائر کیا اور بڑی پھرتی سے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔

ٹھیک اسی لمحے اس عمارت کے دور افتادہ حصے سے قدموں کی چاپ آتی محسوس ہوئی آنے والے ایک سے زیادہ ہی ہو سکتے تھے۔ ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے یک وقت کسی ڈرم میں متعدد پتھر ڈال کر انہیں گھمایا گیا ہو۔ پرمود صرف ایک لمحہ کے لئے ٹھٹکا تھا

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

پھر وہ مڑا۔ اور بڑی تیزی سے زینوں کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔۔ ابھی اس نے دو تین ہی سیڑھیاں طے کی تھیں کہ نچلے حصے سے متعدد قدموں کی آوازیں ابھریں۔ ساتھ ہی باتیں کرنے کا شور بھی سنائی دیا تھا۔ آنے والے اب اس تک پہنچنے ہی والے تھے وہ الٹے قدموں اوپر چڑھ گیا دہشت زدہ ہرن کی طرح اس نے آس پاس نظر ڈالی پھر کوری ڈور کے مخالف گیلری میں مڑ گیا۔ اب وہ تیز تیز قدموں سے عقبی راستے کی طرف بڑھ رہا تھا زینوں تک پہنچ کر اس نے ایک لمحہ کے لئے پلٹ کر دیکھا۔ اور پھر تیزی سے زینے طے کرنے لگا۔ لیکن زینے اترتے اترتے بھی اس نے ان میں سے ایک کو چلاتے ہوئے سن لیا۔

"وہ کون ہے۔۔۔۔ پکڑو۔۔۔۔ جانے نہ پائے۔"

لیکن اب پرسود ان کے ہاتھ کہاں آسکتا تھا۔ اس نے طوفانی رفتار سے زینے طے کئے تھے ایک لمحہ کے لئے وہ آخری زینے پر رکا۔ پھر عمارت کے عقبی حصے میں کھلنے والے دروازے کو اس نے کھولا۔ اور بڑی تیزی سے گیلری میں دوڑنے لگا۔ سامنے کے زینوں کے سامنے سے گزرتے ہی وہ برآمدے کی طرف جانے والی راہداری میں پہنچ گیا راہداری کے سرے پر وہ دیوار سے چپک کر رک گیا چند لمحے گزر رہے۔۔۔۔۔

اور پھر اس نے کئی قدموں کی چاپ سنی وہ تعداد میں چار یا پانچ تھے ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے اور وہ تیزی سے عقبی راستے کی طرف دوڑ رہے تھے۔ پرسود مڑا اور بڑی تیزی سے عقبی راستے کی طرف بڑھنے لگا۔ برآمدہ طے کرکے وہ پلٹا اور مہندی کی اس باڑھ کی طرف بڑھا جو مشترکہ طور پر عمارت کے بائیں بازو کا احاطہ کئے ہوئے تھی دفعتاً جیسے وہاں دن سا نکل آیا۔ ٹھیک اسی لمحے پرسود نے چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

سا باڑھ کے نیچے جا گرا۔ پھر سنبھلنے ہی کی کوشش کی تھی کہ لڑھکنے لگا۔۔۔۔۔

وہ چھ سات فٹ گہری ڈھلان تھی اور پرمود غلطی سے اسے سطح زمین سمجھ بیٹھا تھا۔ لیکن یہ بھی اس کی خوش قسمتی ہی تھی کہ وہ سطح زمین کی بجائے ڈھلان نکلی جس جگہ اس نے چھلانگ لگائی تھی اس جگہ کو ٹامی گن سے چلائی جانے والی گولیوں نے چھلنی کر رکھا تھا مہندی اور کراٹا کی پتیاں اور ٹہنیاں اس کے اوپر آ کر گری تھیں اگر وہ سطح زمین ہوتی تو ٹامی گن سے نکلی ہوئی گولیوں نے اس کے جسم کو چھلنی کر ڈالا ہوتا وہ سنبھلا ــــــ اس کے پیر نرم زمین سے ٹکرائے تھے۔ وہ اٹھا اور پھر جھک کر تیزی سے دوڑنے لگا۔ اس کے قدموں کے نیچے سپاٹ زمین تھی جس پر جگہ بجگہ گھاس پھوس) گا ہوا تھا اور وہ تیزی سے دوڑنے لگا۔ اس کا سیاہ لباس اس کی مدد کر رہا تھا دفعتاً بجلی سی چمکی اور پھر اس سے قدم کے فاصلے پر روشنی کا بڑا سا دائرہ نظر آیا۔ پھر وہ دائرہ متحرک ہو گیا۔۔۔۔ زمین کا ایک ایک انچ اس ــــــ روشنی سے گزر رہا تھا پرمود سمجھ گیا کہ اسے تلاش کرنے کے لئے کسی طاقت ور سرچ لائٹ کو استعمال کیا جا رہا ہے وہ دوڑتا رہا ــــــ سرچ لائٹ کی روشنی کی زد سے بچ کر۔۔۔ تیز۔۔۔۔۔ تیز۔۔۔ اور تیز۔۔۔۔۔ وہ جلد از جلد ان کی پہنچ سے دور نکل جانا چاہتا تھا وہ بائیں سمت لہرایا کیونکہ سرچ لائٹ کی روشنی اچانک اس کے قریب آ گئی تھی لیکن ابھی وہ اس سے بچ کر مڑا ہی تھا کہ کسی دوسری سرچ لائٹ کی روشنی چمکی اور وہ اس میں نہا گیا۔

ایک کی جگہ دو سرچ لائٹیں استعمال کی جا رہی تھیں۔ وہ پھر دوڑنے لگا۔ اب اسے روشنی کی بھی پرواہ نہیں تھی۔ ظاہر ہے جب اس پر روشنی پڑ ہی گئی تھی تو اس کو روشنی ڈالنے والوں نے دیکھ بھی لیا ہو گا۔ وہ دوڑتا رہا۔۔۔۔۔ دوڑتا رہا یہاں تک

کہ سرچ لائٹ کے فوکس سے دور نکل آیا۔ دوڑتے رہنے سے اس کے پیر درد کرنے لگے تھے اور سانس پھول گیا تھا۔ سرچ لائٹ کی زد بچ سے تیس چالیس گز دور نکل آنے کے بعد وہ رکا اور پھر زمین پر ہی بیٹھ گیا اب وہ اپنے پھول جانے والے سانس کو برابر کرنے کی کوشش کر رہا تھا ——— **ایک منٹ** ——— دو منٹ ——— **وقت تیزی سے** گزر رہا تھا اس نے عمارت کی طرف نظر ڈالی جو اب اس سے دو ڈھائی فرلانگ یا اس سے بھی زیادہ دور تھی۔ دفعتاً اس نے روشنی کی دو چوڑی سی لکیروں کو آسمان کی طرف بلند ہوتے دیکھا پھر دو اور نظر آئیں ...... وہ زمین سے آسمان کی طرف بلند تھیں۔

ایک لمحہ کے لیے اس نے سوچا کہ وہ شاید ہیلی کاپٹر کی مدد سے اسے تلاش کرتے نکلے ہیں مگر...... دوسرے ہی لمحے اس نے اپنے اس خیال کو ترک کر دیا۔ روشنی کی لکیریں کبھی آسمان کی طرف بلند ہو جاتیں اور کبھی سیدھی پڑنے لگتیں وہ ان پر نظریں جمائے رہا...... نصف منٹ بعد اس کے ذہن میں چھپاکا سا ہوا ——— وہ چاروں روشنیاں جیپ یا کسی ایسی ہی گاڑیوں کے ہیڈ لیمپس کی تھیں۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں نے کتوں کے بھونکنے کا شور بھی سنا اور اس کے رگ و پے میں سنسنی سی دوڑ گئی وہ لوگ گاڑیوں میں سوار ہو کر کتوں کی مدد سے اسے تلاش کر رہے تھے۔

اس نے چاروں طرف دیکھا عقب میں کافی فاصلے پر روشنیاں جھلملا رہی تھیں شاید وہ شہر یا کسی آبادی سے قریب تھا۔ وہ مڑا اور پھر دوڑنے لگا...... اس مرتبہ اس کے دوڑنے کی رفتار پہلے سے زیادہ تیز تھی وہ جان توڑ کر دوڑ رہا تھا۔ وہ کتوں کی خصلت سے بھی واقف تھا۔ اور ان کے دوڑنے کی رفتار سے بھی وہ کسی حال میں بھی خود کو ان کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہیں تھا ——— وہ دوڑتا رہا ——— دوڑتا رہا

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

تیز...... تیز...... اور تیز..... ہوا کو بھی پیچھے چھوڑ جانے والے عزم کے ساتھ.... ٹانگیں درد کرنے لگی تھیں۔ پھیپھڑے کھڑکھڑا رہے تھے۔ مگر وہ دوڑتا رہا۔ دوڑتا رہا۔ کتوں کے بھونکنے کا شور اب قریب آگیا تھا اس کے اندازے کے مطابق کتے اب اس سے ایک یا سوا فرلانگ دور رہ گئے تھے۔ اور یہ فاصلہ ہر گزرتے ہوئے لمحے کے ساتھ گھٹ رہا تھا گو آنے والی گاڑیاں ان سے کافی پیچھے تھیں مگر۔ اس سے کیا فرق پڑ سکتا ہے۔

کتے اگر اسے آلیتے تو پھر اس کے نکل جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ دوڑتا رہا اپنی قوت سے بغیر اس چیز کا خیال کئے ہوئے کہ اس کا اٹھا ہوا قدم اسے تحت الثریٰ تک لے جائیگا یا وہ بخیریت آگے بڑھتا رہے گا۔

پھر وہ اچانک ہی کسی انجانی قوت کے اشارے پر رکا تھا اسکے کانوں میں کسی قسم کے شور کی آواز سنائی دی تھی..... اسے یہ سمجھنے میں دشواری نہیں ہوئی کہ وہ شور کس قسم کا ہے۔

اس کے قدموں سے چند فٹ کے فاصلے پر ایک نالہ زور و شور سے بہہ رہا تھا اور آواز پانی کے بہنے کی ہی تھی اس نے کچھ اور آگے بڑھ کر دیکھا اندھیرے میں نظریں گاڑیں.... کوشش کے بعد اسے دوسرے کنارے کا ہیولا سا نظر آیا اور یہ ہیولا اس کی ہمت توڑ دینے کے لئے کافی تھا۔ نالے کا پاٹ کافی چوڑا تھا۔ اور چھلانگ لگا کر اسے پار کر لینا نا ممکن بات تھی اس نے پہلے دائیں طرف اندھیرے میں گھورا اس طرف دور تک کچھ نہیں تھا۔ کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کی مدد سے وہ نالہ پار کر سکتا تاروں کی چھاؤں کے پس منظر میں اس نے بائیں طرف دیکھا اور..... لُٹ جانے

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

والی بہت پھیر سنے لگی تقریباً پچاس ساٹھ گز کے فاصلے پر اسے ایک ٹوٹا پھوٹا پل نظر آیا تھا۔ وہ اسی طرف مڑا۔۔۔ کتے اب بہت قریب آ گئے تھے۔۔۔۔ وہ پل ہی تھا۔ پر سوتے ایک جھپاکے سے اسے طے کیا اور جھلملاتے والی روشنیوں کی طرف دوڑنے لگا

روشنیاں اب اس سے ڈیڑھ دو فرلانگ کے فاصلے پر تھیں۔ اور وہ دو تین عمارتوں کے سائے دیکھ سکتا تھا۔ دفعتاً اس نے زوردار دھماکے کی سی آواز سنی اضطراری طور پر اس نے مڑ کر دیکھا روشنی کی دو لکیریں زمین سے آسمان کی طرف بلند تھیں اور دو غائب تھیں۔۔۔۔ نظر آنے والی روشنیاں نالے کے قریب تھیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ان دو گاڑیوں میں سے ایک نالے میں گر چکی تھی اگر ایسا نہ ہوتا تو اسے دوسری کی روشنیاں بھی نظر آتیں۔ دفعتاً کتوں کے بھونکنے کی آواز نے اسے چونکا کر خطرے کا احساس دلایا۔ اور وہ پھر دوڑنے لگا۔ چند لمحے بعد اس نے محسوس کیا کہ وہ پختہ زمین پر دوڑ رہا ہے اب نہ اس کے پیروں کے نیچے گھاس آ رہی تھی اور نہ ہی اس کے قدم جھاڑیوں سے الجھ رہے تھے چند لمحے بعد اس نے سر اٹھایا اور وہ۔۔۔۔ حیرت سے اپنے سامنے دیکھنے لگا۔۔۔۔ وہ کسی ایئرپورٹ پر پہنچ گیا تھا۔۔۔ جس جگہ وہ کھڑا تھا۔ وہ رن وے تھا۔ اس سے کافی دور ہوائی اڈے کی عمارتیں اور گاڑیوں کے ہوائی میدان کی حدود میں داخل ہونے والا بڑا گیٹ نظر آ رہا تھا اس کے بائیں طرف رن وے کے سرے پر ایک بمبار جہاز کھڑا ہوا تھا یہ جہاز انگریزی کے الٹے حرف وائی کی شکل کا تھا۔

وہ عمارتوں کی طرف دوڑتا۔۔۔ عمارتوں تک پہنچ کر نکل جانا زیادہ مشکل کام نہیں تھا وہ کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر بھی راہ فرار اختیار کر سکتا تھا۔ اور ہوائی اڈے کی عمارت میں موجود افراد میں خود کو گم بھی کر سکتا تھا۔ اور دونوں ہی صورتیں اس کے لئے اطمینان

بخش بھیں۔ لیکن اگر انسان کا ہر سوچا پورا ہو جاتے تو خدا اور اس کے بنائے ہوئے قانون پر کیسے اعتبار آسکتا ہے۔ ابھی وہ دس پانچ قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ ٹھٹک کر رک گیا گارڈ روم کر داخل ہونے والے دروازے سے ایک جیپ اندر داخل ہو رہی تھی۔ پھر وہ رکی اور ایک کے بعد ایک تین آدمی اتر پڑے ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے سیاہ جفادری کتوں کی زنجیریں تھیں پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس کی طرف دوڑ پڑے۔

زندگی کا نازک ترین لمحہ..... اب اس کے بچاؤ کا صرف ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اس طرف دوڑے جس طرف لمبے دانؔ کی شکل کا بمبار طیارہ کھڑا ہوا تھا۔ لیکن اس نے سوچا اس طرف دوڑ کر وہ کتنی دیر خود کو کتوں سے بچا سکے گا۔ وہ زیادہ سے زیادہ ایک ڈیڑھ فرلانگ تک دوڑ کر خود کو ان سے محفوظ رکھ سکتا تھا پھر اس کے بعد وہ ان کی گرفت میں پہنچ جاتا... اس سے بہتر تو یہ تھا کہ وہ ان سے بھڑ ہی جاتا دفعتاً اس نے اپنے قریب ہی کتوں کے بھونکنے کا شور سنا اور اسی لمحے بمبار طیارے کے انجن جاگ پڑے ــــ پرمود پلٹا ــــ دو سیاہ رنگ کے کتے اس سے چند فٹ کے فاصلے پر کھڑے اس پر جھپٹنے کی تیاری کر رہے تھے پرمود کا ہاتھ اٹھا فائر ہوا اور ان میں سے ایک اچھلا اور فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ دوسرا اس پر چھلانگ لگا چکا تھا پرمود نے جھک کر خود کو بچایا اور پھر اس کے پلٹنے سے پہلے ہی ریوالور سے نکلی ہوئی گولی نے بھی دوسرے کو خاک وخون میں لوٹا دیا۔ اب وہ بگٹٹ جہاز کی طرف دوڑ رہا تھا۔ بچ نکلنے کا ایک ہی راستہ اسکی سمجھ میں آیا تھا اور وہ اس پر عمل کر ڈالنے کا تہیہ کر چکا تھا۔

بمبار جہاز کے قریب پہنچ کر اس نے چھلانگ لگائی اور اس کے بائیں سمت والے بازو پر چڑھ گیا ٹھیک اسی لمحے ایک کتے نے بھی چھلانگ لگائی تھی مگر وہ جہاز کی

باڑی سے ٹکرا کر گر پڑا۔ اور پھر پرمود کے ریوالور نے اسے دوبارہ اٹھنے کا موقعہ نہیں دیا۔ اس نے تیزی سے کاک پٹ کا شیشے کا شٹر ہٹایا اور ریوالور کی نال پائلیٹ کی کھوپڑی سے لگا دی۔

"نیچے اترو ـــــ پرمود غرایا۔ "نہیں پیراشوٹ بھی اتار دو۔"

پرمود نے کہا۔ لہجے میں درندوں کی سی غراہٹ تھی۔

پائیلٹ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہریں سی دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔ ایک لمحے کے لئے وہ جھجکا تھا۔ مگر دوسرے ہی لمحے اسے پرمود کے احکامات کی تعمیل کرنی پڑی اس نے پیراشوٹ بھی اتار کر کرسی پر ڈال دیا۔ اور سوالیہ نظروں سے پرمود کو دیکھنے لگا۔ پرمود نے مڑ کر دیکھا کتے اب جہاز تک پہنچ چکے تھے اور اچھل اچھل کر اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان کے پیچھے آنے والے بھی اب قریب آ رہے تھے۔

"نیچے کود جاؤ ۔۔۔۔۔" پرمود نے پائیلٹ کو حکم دیا۔ اس نے پلٹ کر نیچے اچھلنے والے کتوں کو دیکھا پھر لرز کر رہ گیا اس کے چہرے پر پریشانی اور خوف کے تاثرات نمایاں ہوتے چلے گئے۔ اس نے اپنے خشک ہوتے ہونٹوں کو زبان پھیر کر تر کیا اور سراسیمگی کے لہجے میں بولا۔

"کک ۔۔۔ کیا میں نیچے کود جاؤں ـــ؟"

"ہاں جلدی کرو ـــ" پرمود غرایا ساتھ ہی ریوالور کی نال اس کی کمر سے لگا دی دوسرے ہی لمحے وہ نیچے کود گیا پرمود نے پھرتی سے پیراشوٹ پہنا اور پائیلٹ کی کرسی پر بیٹھ گیا پھر اس نے اپنے سر پر جہاز کا کاک پٹ بند کیا ٹھیک

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

اسی لمحے کوئی وزنی چیز کاک پٹ سے ٹکرائی اور دوسری طرف لڑھک گئی یہ ایک وزنی جسامت کا کتا تھا۔ پرمود نے تیزی سے جہاز کی مشینری پر نظر ڈالی الٹے ڈائی کی شکل کا یہ طیارہ اس کے لئے نیا تو نہیں تھا۔ مگر اس کی مشینری ضرور اس کے لئے نئی تھی۔ وہ جہاز چلانے میں ماہر تھا۔ اور خاص طور پر جنگی جہاز۔ وہ بلگاریہ اور راجیشیا کی جنگ میں حصہ لے کر اپنی ماہرانہ صلاحیتوں کا انکشاف بھی کر چکا تھا لیکن یہ جہاز...... وہ اس کی مشینری کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کے تعاقب میں آنے والے قریب پہنچ گئے تھے پھر ان میں سے ایک جہاز کے پر پر چڑھ گیا... پرمود کی پیشانی عرق آلود ہو گئی۔ اس کے لئے یہ سچویشن بڑی نازک تھی۔ اس نے تیزی سے ریوالور سنبھالا پھر جیسے ہی آنے والے نے کاک پٹ کا شیشہ کھولا۔ اس کے ریوالور کی سرخ زبان نکلی اور وہ جھولا کھا کر پیچھے کی طرف الٹ گیا۔ جہازوں کے پروں پر اب کوئی نہیں تھا۔ مگر خطرہ اب بھی بدستور اس کے سر پر تھا۔

دفعتاً اس کے ہاتھ سے ایک لیور دبا اور جہاز کے انجنوں کی رفتار تیز ہو گئی۔ پرمود نے اسے غور سے دیکھا اور ایک ہی لمحے میں کئی چیزیں اس کی سمجھ میں آگئیں اس نے... آٹھ انچ قطر کا ایک پہیہ گھما کر ایک لیور کھینچا اور اسٹیرنگ سنبھال لیا۔ اس کا اسٹیرنگ سائیکل کے الٹے اسٹیرنگ سے مشابہت رکھتا تھا۔ اس میں سے تاروں کے کئی سلسلے نکل کر مشین میں منسلک ہو گئے تھے..... جہاز اب تیزی سے رن وے پر دوڑ رہا تھا۔ پھر رن وے کے سرے پر پہنچنے سے پہلے ہی اس نے دوسرا لیور دبا دیا اور جہاز تیزی سے فضا میں بلند ہونے لگا۔ ٹھیک اسی لمحے اس نے اپنے پیچھے ہوائی اڈے

۱؎ "جہاز بردار" مصنف ایس قریشی ملاحظہ فرمائیے

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

پیر خطرے کے ہنگامی سائرنوں کی گونج سنی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اس کے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ ابھری۔۔۔۔۔ اب وہ کچھ دیر کے لئے خطرات سے باہر تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سیاہ لباس میں ملبوس بلیک کوئین بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔ اس کے سامنے ایک لمبی میز کے گرد چھ آدمی بیٹھے ہوئے تھے بقیہ کرسیاں خالی تھیں۔ ان چھ میں سے ہر ایک کے لباس پر بلیک کوئین کا مخصوص نشان سینے پر چسپاں تھا۔ یا پھر سیاہ لباس میں کڑھا ہوا تھا۔ وہ خموشی سے مودب بیٹھے اس کی طرف دیکھ رہے تھے ٹہلنے کے دوران کبھی کبھی وہ ایک لمحے کے لئے فون کے پاس رک کر اسے دیکھتی اور پھر آگے بڑھ جاتی انداز ایسا ہی تھا جیسے اسے کسی کی اہم کال کے آنے کی توقع ہو۔ وہ بار بار دونوں ہاتھوں کو ملتی تھی۔ جس سے ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ وہ سخت بے چین ہے۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور وہ سب چونک پڑے —— بلیک کوئین نے تیزی سے بڑھ کر ریسیور اٹھا لیا تھا۔

"ہیلو۔۔۔۔ بی۔۔۔ کیو ہیئر۔"

"یس مادام۔۔۔۔ نمبر تھری رپورٹنگ——"

"جلد کہو۔۔۔۔۔ کیا اطلاع ہے۔ بلیک کوئین نے پوچھا۔

"کیپٹن کا کوئی پتہ نہیں لگ سکا مادام —"

"اوہ —"

"وہ پولیس کے ہاتھ بھی نہیں لگا۔"

"اس وقت تم کہاں سے بول رہے ہو۔"

"ہوٹل کے قریب ہی ایک پبلک فون بوتھ ہے"

"نمبر فور کہاں ہے"

"ہوٹل میں مادام — کیا اسے بلاؤں۔"

"نہیں۔ تم نمبر فور کو مطلع کرکے فوراً مجھ تک پہنچو۔"

"رائٹ مادام ......" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور بلیک کوئن نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب وہ کسی قدر پرسکون تھی چند لمحے وہ اسی جگہ کھڑی کچھ سوچتی رہی پھر میز کی طرف بڑھی اور کرنے کی کرسی پر بیٹھ گئی۔

کمرے پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔

دس منٹ بعد ڈوربیل کی آواز سنائی دی تھی۔ پھر کسی دروازے کے کھلنے اور پھر قدموں کی چاپ ابھری وہ سب دروازے ہی کی طرف متوجہ ہو گئے ایک لمحہ بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا — اس نے جھک کر بلیک کوئن کو سلام کیا تھا۔ پھر اشارہ پاکر ایک کرسی کی طرف بڑھا۔

"اب مجھے رپورٹ دو...... تفصیلات بتاؤ —" بلیک کوئن نے کہا لہجہ پرسکون تھا۔

"کیپٹن صاحب کے ہوٹل میں داخل ہونے کے پانچ منٹ بعد لولیس وہاں پہنچ گئی تھی۔

"ٹھہرو —" بلیک کوئن نے اسے ٹوکا — "کیا تم شروع سے سنا رہے ہو"

"جی نہیں...... میں یہاں سے جب ہوٹل پہنچا تو کیپٹن صاحب کا کمرہ بند تھا وہ میرے سامنے ہی اندر داخل ہوئے تھے۔ اور پھر اس کے تقریباً پانچ منٹ بعد ہی

پولیس وہاں پہنچ گئی تھی۔ انہوں نے ہوٹل کو گھیرے میں لے لیا تھا اور پھر کیپٹن صاحب کے کمرے تک پہنچے تھے کمرے کا دروازہ بند تھا پہلے انہوں نے کیپٹن صاحب کو آوازیں دیں تھیں پھر جواب نہ پاکر صلاح مشورے کر ہی رہے تھے کہ کمرے میں فائر کی آواز گونجی اور پھر وہ سب دروازہ توڑنے لگے۔۔۔۔۔ لیکن اس وقت بڑی حیرت ہوئی جب کمرے میں سوائے ایک لاش کے انہیں اور کوئی نہیں ملا۔"

"کیا کیپٹن پرسود وہاں نہیں تھا۔" بلیک کوبین نے پوچھا

"جی نہیں۔۔۔۔۔۔ یہی تو حیرت کی بات ہے کمرہ اندر سے بند تھا اندر ایک لاش کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ پولیس کے ہوٹل کے آپریٹر نے بتا دیا تھا کہ کیپٹن صاحب آچکے ہیں اور کمرے میں گئے ہیں مگر۔۔۔۔۔ دروازہ توڑنے کے بعد وہ اندر سے برآمد نہیں ہوئے۔"

"ممکن ہے وہ اپنے کمرے میں نہ گیا ہو۔"

"ناممکن بات ہے مادام ——— میں نے اپنی آنکھوں سے ان کو اندر داخل ہوتا دیکھا تھا۔ میں اس وقت ان کے سامنے والے ہی کمرے میں مقیم تھا۔"

"کیا تم نے وہاں کمرہ لیا تھا۔"

"جی نہیں۔۔۔۔۔ وہ کمرہ ایک دوسرے صاحب کے نام سے تھا وہ کہیں گئے ہوئے تھے کاؤنٹر پر جیسے ہی میری نظر ان کے نمبر پر پڑی فوراً ترکیب سوجھ گئی۔ میں کمرے تک پہنچا اور اسے کھول کر اندر داخل ہو کر پھر بند کر لیا۔"

"اگر تمہاری بات سچ سمجھ لی جائے۔ تو کیپٹن کہاں گیا۔" بلیک کوبین نے سوچتے ہوئے کہا ——— "کیا کمرے ہی سے نکلنے کا کوئی اور راستہ بھی ہے۔"

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

"جی نہیں سوائے دروازے کے اور کوئی راستہ نہیں ہے"

"تب پھر وہ کھڑکی کے ذریعہ ہی فرار ہوا ہو گا۔"

"ناممکن بات ہے مادام۔ ایک چند انچ چوڑی کارنس کے علاوہ وہاں کوئی چیز نہیں ہے۔ جس کے ذریعہ وہ فرار ہو سکتے کارنس کے ذریعہ وہ فرار نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ کارنس پر چل کر دوسرے کمرے تک پہنچنے کے لئے سہارے کی ضرورت پڑتی اور وہاں سہارا لینے کی کوئی چیز نہیں ہے۔"

"پھر۔۔۔ وہ کہاں غائب ہو گیا۔"

"پولیس نے کمرے کا ایک ایک گوشہ تلاش کیا تھا۔۔۔۔ پھر پورے ہوٹل کو کھنگال ڈالا گیا مگر کیپٹن کا پتہ نہیں مل سکا۔"

"ہونہہ۔ بلیک کوئین سوچ میں ڈوب کر رہ گئی"

"پولیس کا شبہ ایک عورت اور مرد پر ہے"

"کیا مطلب۔" بلیک کوئین چونکی

"جس وقت پولیس والے کیپٹن پرمود کے کمرے کی تلاشی لے رہے تھے اسی وقت ایک عورت مرد شراب کے نشے میں دھت ہوٹل سے نکل کر کہیں گئے تھے۔ پولیس کا خیال ہے کہ مرد یقیناً کیپٹن ہی تھا۔"

"اس خیال کی وجہ۔۔۔"

"نصف گھنٹے کے اندر اندر وہ عورت واپس ہوٹل آ گئی تھی۔ اسے لانے والے ٹیکسی ڈرائیور کا بیان ہے کہ ایک شراب میں مدھوش مرد نے عورت کو ٹیکسی میں بٹھا کر ہوٹل کا پتہ بتا دیا تھا۔ کہ وہ اسے پہنچا دے ۔۔۔۔ ساتھ ہی اس نے دھمکی بھی دی تھی

اگر اس نے عورت سے کوئی غلط بات کی تو وہ اسے گولی مار دے گا۔ اسی نے ٹیکسی کا کرایہ بھی ادا کر دیا تھا۔

"ہم ہُ" وہ ہنکارا بھر کر بولی۔ "ممکن ہے تمہارا خیال درست ہو۔"

"یہ میرا نہیں ـــــ پولیس کا خیال ہے"

"اور کچھ..... ؟ ......عورت کا بیان پولیس نے لیا تھا یا نہیں ـــــ"

"لیا تھا ـــــ جس کمرے میں عورت مقیم تھی اس میں شراب کے نشے میں دھت ایک مرد بھی ملا تھا۔ ان دونوں نے بیان ایک ہی دیا تھا۔ ان کے بیان کے مطابق ایک آدمی کھڑکی کے ذریعے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس وقت وہ دونوں رازو نیاز میں مشغول تھے۔ آنے والے نے مرد کو کسی طرح سے بے ہوش کر دیا تھا۔ پھر اس نے لڑکی کو شراب پلائی اور اس کے ساتھی کا کوٹ پہن کر ہوٹل سے نکل گیا ہوٹل سے چلتے وقت لڑکی کو اتنا ہی یاد ہے۔ کہ کچھ دور جاکر اسے ایک ٹیکسی میں بٹھا دیا گیا تھا۔ مرد بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا پھر کیا ہوا ـــــ وہ دوبارہ ہوٹل کس طرح پہنچی یہ ان کے لیے معمہ بنا ہوا ہے۔"

"ہم ـــــ" بلیک کوئین سر ہلا کر بولی ـــــ" ان دونوں کا آپس میں کیا رشتہ ہے ـــــ"

"وہ دونوں ایکدوسرے کے منگیتر ہیں۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ کیپٹن پرمود ان کی گرفت میں نہیں آسکا۔"

"جی ہاں ـــــ نہ کیپٹن پرمود پکڑا جا سکا ہے اور نہ ہی ان کے کمرے سے پولیس کو کوئی کلیو ہی مل سکا ہے۔"

"کیا اس کا سامان وہاں نہیں ہے"

"سامان ملا ہے مگر سامان کے ساتھ کوئی ایسی چیز نہیں مل سکی۔ جو ان کی تخفیف پر کسی قسم کی روشنی ڈال سکتی یا کیپٹن کی اگلی پناہ گاہ کے بارے میں وہ لوگ کچھ جان سکتے"

"بہت خوب ...... یہ اچھا ہی ہوا ـــــ بلیک کوئین مسکرا کر بولی اب کیپٹن پرمود میرا ہی شکار رہے گا۔ میں دیکھو نگی وہ کہاں تک میرے جال سے بچتا ہے"

"اب میرے لئے کیا حکم ہے ـــــ"

"کیپٹن کے بارے میں پولیس کا خیال معلوم ہوا ـــــ؟"

"پولیس کا خیال یہی ہے کہ وہ اسے قتل کرکے فرار ہوا ہے۔ جس کی لاش کمرے میں ملی تھی اسکے ساتھ ہی پولیس کیپٹن کو غیر ملکی جاسوس بھی سمجھ رہی ہے۔"

"اس خیال کی وجہ ـــــ" بلیک کوئین چونک کر بولی

"کیپٹن کے کمرے سے جس کی لاش ملی ہے وہ پرمودا کی نیوی کا ایک آفیسر ہے اس کی جیب سے ملنے والی ڈائری سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ عرصے سے کیپٹن کے پیچھے تھا اور یہ کہ اس کی تحریر کے مطابق کیپٹن پرسنڈی کی حکومت کے خلاف کام کر رہا ہے... کیپٹن کے بارے میں اس نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ وہ شاید یہاں بغاوت کے لئے سازش کر رہا ہے۔ اور مقامی دہشت پسند پارٹی سے اس کی سانٹھ گانٹھ تھی۔"

"یہ اطلاع میرے لئے نئی ثابت ہوئی ہے ـــــ" بلیک کوئین نے کہا۔ "خیر تم پولیس اسٹیشن جاؤ اور ان کی کارروائیوں سے مجھے مطلع کرتے رہو۔"

"بہت بہتر مادام ـــــ" نمبر تھرٹی نے کہا۔ اور لمبے قدموں کمرے سے نکل گیا

"نمبر سکس ـــ" بلیک کوئین نے کہا۔ "تم نمبر سیون کو ساتھ لے کر شہر میں گھوم جاؤ مجھے

کیپٹن پرمود کے سلسلے کی ہر اطلاع کی ضرورت ہے اور اس کا پتہ چلانا بھی ضروری ہے کہ وہ کس جگہ روپوش ہوا ہے اور اس کے کتنے مددگار یہاں ہیں "

" آل رائٹ مادام" نمبر سکس نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سیلوٹ کر کے کمرے سے باہر نکل گیا بلیک کوئین چند لمحے خوشی سے دروازے کو گھورتی رہی پھر بولی

" نمبر ایٹ ...... تمہاری کیا رپورٹ ہے "

" ڈاکٹر سین اپنے مکان سے غائب ہو گیا ہے مادام...... اس کی جگہ ایک اندر آرمی آ گیا ہے اس کے ساتھ ایک عورت اور ایک مرد اور ہے۔

" ھم۔ بلیک کوئین چند لمحے سوچتی رہی پھر بولی۔ نمبر نائین مال کب جائے گا۔"

" کل صبح دس بجے جہاز گہرے سمندر کی طرف روانہ ہو جائے گا۔"

" ٹھیک ہے۔ تم ہمارے لئے انتظام کرو۔ ہم شام سے پہلے اسے سمندر میں پکڑ لینا چاہتے ہیں۔ انتظام ہر طرح مکمل ہونا چاہیئے۔"

" رائٹ مادام ـــــ نمبر نائین نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

" نمبر ٹین تم اپنے پروگرام پر عمل شروع کر سکتے ہو۔ پولیس کو پہلا فون صبح دس بجکر دس منٹ پر موصول ہو جانا چاہیئے۔"

" رائٹ مادام ـــــ" وہ سر ہلا کر بولا

" میرے ساتھ صرف پانچ آدمی جائیں گے بقیہ کا انتخاب تمہارے ذمہ ہے "

بلیک کوئین نے نمبر نائین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس نے سر کو ہلکا سا خم دے کر اثبات میں حامی بھری۔

" رائٹ بلیک کوئین نے کہا۔ اور دیوار پر لٹکے ہوئے پر منڈی کے نقشے کو غور سے دیکھنے لگی

اس کے ساتھی اب اٹھنے لگے تھے۔

☆ ــــ ☆ ــــ ☆

زانوں پر پھیلے ہوئے چارٹ پر پرسود کی نگاہ دوڑ رہی تھی۔ اس وقت اس کا جہاز پانچسو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے شمال کی طرف سیدھا پرواز کر رہا تھا۔ نامعلوم فضائی اڈے سے بمبار جہاز لے کر پرواز کرتے ہوئے اسے دس منٹ گزر چکے تھے ان گزرے ہوئے دس منٹ کے اندر اس نے بہت کچھ کیا تھا اور بہت کچھ سوچ چکا تھا سب سے پہلے اس نے جہاز متوازی پرواز میں کر کے نقشوں پر نظر ڈالی تھی اسے شمالی علاقہ ہی ایسا نظر آیا تھا جو پرمودا سے برمنڈی کے دوسرے شہروں کو ملاتا تھا۔ اس نے جہاز کو اسی راہ پر ڈال دیا اس سے اس کا مقصد یہی تھا۔ کہ وہ برمنڈی کے لڑاکا بمبار طیاروں سے محفوظ رہ سکے اگر وہ سرحد کی طرف جاتا تو اس بات کا خدشہ تھا کہ برمنڈی کے اس اڈے سے پرواز کرنے والے لڑاکا طیارے اسے پکڑ لیں گے۔ کیونکہ وہ لوگ اب اسے غیر ملکی جاسوس ہی سمجھ کر ٹریٹ کر رہے تھے اس طرح طیارے کو ایک دم لے بھاگنے سے ایک عام آدمی بھی یہی نتیجہ اخذ کرتا کہ وہ کوئی جاسوس ہی ہے جس نے برمنڈی سے فرار ہونے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ اسی لئے اس نے سرحد کی طرف پرواز کرنے کی بجائے اندرونی علاقوں پر پرواز کرنا پسند کیا تھا۔ اس طرح وہ اس وقت تک محفوظ رہ سکتا تھا جب تک لڑاکا طیارے سرحدوں سے مایوس ہو کر پرمودا کے قریبی شہروں کے اطراف کو اپنا ہدف نہ بنا لیتے اور اب وہ ان لوگوں کے اس طرف رخ کرنے سے پہلے ہی کوئی ایسی جگہ تلاش کر لینا چاہتا تھا جہاں بحفاظت تمام جہاز کو اتارا جا سکے۔ اس نے چارٹ طے کر کے رکھ دیا اور نقشے کو پھر سامنے پھیلا لیا۔

اس کی تیز اور مجسس نگاہیں نقشے کے ایک ایک حصّے کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"اوہ" دفعتاً اس کی نگاہیں چمکنے لگیں پرموداکے جنوب میں اسے ایک ایسی جگہ نظر آ گئی تھی جہاں وہ طیارہ اتار سکتا تھا نقشے میں دیئے ہوئے نشانات کے مطابق وہ جگہ پرموداکا ساحلی علاقہ تھا یہاں سمندر کے ساتھ ساتھ پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ بعض جگہ چٹانیں سمندر کے اندر تک تھیں اور پہاڑیاں پانی کا سینہ چیر کر اپنی عظمت کا اعلان کر رہی تھیں ان پہاڑیوں کے بیچ ایک وسیع و عریض میدان تھا میدان میں سبز نشانات اس بات پر دال تھے کہ وہاں سبزہ بھی موجود ہے لیکن درخت کا کوئی نشان نہیں تھا بس بعض خالی جگہ خاکی رنگ کے الٹے دی جیسے نشانات بنے ہوئے تھے۔ پرمود چند لمحے ان کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر سر ہلا کر نقشے کو بند کر کے ایک طرف رکھ دیا وہ الٹے دی والے نشان کو نہیں سمجھ سکا تھا۔ لیکن اس کا اندازہ تھا۔ کہ وہ نشانات یا تو پہاڑی سلسلے کے ہوں گے یا مٹی کے ٹیلوں کے ورنہ اگر کوئی دوسری چیز ہوتی تو اس کی وضاحت ضرور کی جاتی اس نے فیول بتلانے والے ڈائل پر نظر ڈالی ابھی اس میں کافی فیول باقی تھا۔ کم از کم پانچ گھنٹے وہ اس فیول پر پرواز کر سکتا تھا اس نے جہاز کا رخ موڑا۔ اب وہ جنوب کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ واپس پرمودا کی طرف ـــــ وہ اپنے فیصلے کو عملی جامہ پہنانا چاہتا تھا اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا اگر وہ کسی ہوائی اڈے پر اترتا تو گرفتار کر لیا جاتا۔ دیر تک پرواز کرتے رہنے کی صورت میں لڑاکا طیارے اسے آ لیتے اسی لئے اس نے اب جہاز کو اتار لینے کا فیصلہ کیا تھا اور اس کے لئے وہ جہاز کی تباہی کا خطرہ تک مول لینے کے لیے تیار تھا جہاز کی تباہی کا خطرہ جس کے ساتھ خود اس کی زندگی کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا

تھا۔ دفعتاً اشارہ موصول ہوا۔ اور اس نے وائرلیس سیٹ آن کر دیا۔ دوسری طرف سے کسی کی بھاری آواز ابھر رہی تھی۔

پرواز جی نائین ون سکس تم جو کوئی بھی ہو تمکو حکم دیا جاتا ہے کہ طیارہ لے کر فوراً اسی اڈے پر واپس آجاؤ جہاں سے پرواز کی ہے ...... ہمارا طیارہ لے کر فرار ہونے کی کوشش ایک سنگین جرم ہے تم کو دیئے ہوئے وقت میں اب صرف پانچ منٹ باقی ہیں پانچ منٹ بعد ہمارے لڑاکا طیارے تم کو گھیر لیں گے۔ اور اس صورت میں تمہارے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جائے گی۔ تمہارے لیئے یہی بہتر ہے کہ طیارے سمیت خود کو حکام کے حوالے کر دو یاد رکھو اسی میں تمہاری بہتری ہے ـــــ ہیلو پرواز ـــــ جی ـــــ نائین ـــــ ون ـــــ سکس ـــــ تم جو کوئی بھی ہو۔ تم کو حکم دیا جاتا ہے......

پرمود نے ہاتھ بڑھا کر وائرلیس سیٹ آف کر دیا بائیس منٹ کی پرواز میں یہ ساتویں مرتبہ اس کے لیئے وارننگ جاری کی گئی تھی۔ بیس منٹ پہلے اسے پچیس منٹ کی مہلت دی گئی تھی۔ کہ وہ طیارہ واپس کر کے خود کو مقامی حکام کے حوالے کر دے اور اب اس مدت میں صرف پانچ منٹ باقی تھے اس نے پیغام اور وارننگ سن تو لیں تھیں مگر خود کوئی جواب نہیں دیا تھا کیونکہ اس کو ڈر تھا کہ جیسے ہی اس نے جواب دیا ہوائی اڈے کے آپریشن روم میں موجود سمتیں بتانے والی مشین اس کی آواز کی لرزش سے اس کے پرواز کے راستے کا پتہ لگا لے گی۔ اور پھر وہ صحیح سمت میں اپنے لڑاکا طیارے بھیجنے شروع کر دیتے اس صورت میں پرمود کے لیئے بچنا مشکل ہو جاتا۔ اس مشکل سے بچنے کی خاطر اس نے بولنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔......

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

اور جہاز کی تمام بتیاں بجھا رکھی تھیں۔ نقشے دیکھنے کے لئے بھی اس نے جیبی ٹارچ کا استعمال کیا تھا۔

مقررہ جگہ پر پہنچ کر اس نے رفتار بھی کم کر دی اور بلندی سے نیچے آ گیا اب وہ سمندر پر پرواز کر رہا تھا۔ نیچے جہازوں میں ہونے والی روشنی اسے نظر آنے لگی تھی بعض روشنیاں متحرک تھیں۔ پرمود نے اندازہ لگایا کہ وہ چھوٹے اسٹیمر یا لانچیں ہی ہو سکتی ہیں۔ اس نے جہاز کو موڑا اور اس کا رخ اس میدان کی طرف کر دیا۔ جس کی نقشے سے نشاندہی کی تھی نقشے کے مطابق اندازاً اس جگہ پہنچ کر جہاں اس کے خیال کے مطابق میدان تھا۔ اس نے نیچے جھانکا۔ لیکن اندھیرے میں وہ اسے صرف سیاہ سیاہ دھبے ہی نظر آسکے۔ پھر وہ دھبے پیچھے نکل گئے۔ اب سوائے تاریکی کے اسے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا سیاہ دھبوں کو اس نے پہاڑیاں قرار دیا تھا اور اب وہ اپنے خیال کے مطابق میدان پر پرواز کر رہا تھا۔ اس نے ڈائلوں پر نظر ڈالی اور پھر نیچے اترنے کے لئے اس نے جہاز کو نیچے کی طرف جھکا دیا۔

اب وہ اس بٹن کو تلاش کر رہا تھا جس کے دبتے ہی جہاز کے پہیے کھل جاتے ایک جگہ لگے ہوئے چھ سات مختلف رنگوں کے بٹنوں میں سے ایک پر اس کی نظریں جم گئیں اس بٹن پر گول دائرہ بنا ہوا تھا اور درمیان میں کراس کا نشان تھا اس نے بٹن پر انگلی رکھی اور دباؤ ڈال دیا۔ دوسرے ہی لمحے جہاز کو جھٹکا لگا۔ فضا میں تیز سیٹی کی سی آواز ہوئی اور پھر...... اس کا ذہن جھنجھنا اٹھا۔ اس کے جہاز کے نیچے سے دو شعلے سے نکلے اور بڑی تیزی سے اس کے آگے نکلتے چلے گئے۔ اور پھر کافی فاصلے پر آگ اور شعلوں نے تاریکی کو نگل لیا۔

"راکٹ۔" اسکے ذہن میں ایک ہی لفظ ابھرا تھا۔ اس نے پہیئے کھول لینے کی کوشش میں دھوکے میں آکر وہ بٹن دبا دیا تھا جو راکٹوں کو نشانے پر پھینکنے کے لئے لگا ہوا تھا۔ ابھی اس کی سوچ کی پرتو آگے نہیں بڑھ سکی تھی کہ نیچے دو شعلے کوندے گڑگڑاہٹ ہوئی اور پلک جھپکنے کی رفتار سے اس کے جہاز کے دائیں بائیں سے دو انگارے شائیں سے گزرنے لگے۔

"میزائیل ۔۔۔۔۔۔" اس کے ذہن میں ابھرا ۔۔۔ تو کیا ۔۔۔ تو کیا اس جگہ جسے وہ میدان سمجھا تھا کوئی فوجی اڈہ ہے ۔۔۔۔۔؟ یقیناً یہی بات تھی اگر ایسا نہ ہوتا تو اسکے جہاز پر میزائل کس طرح چلائے جاتے اس کے اس خیال کی تصدیق دوسرے راؤنڈ نے کردی اس مرتبہ پھر دو میزائیل چلائے گئے تھے ۔۔۔ پھر دو ۔۔۔ پھر دو ۔۔۔ اور جیسے ایک سلسلہ ہی قائم ہو گیا۔ اب ایک تسلسل سے اسکے جہاز پر میزائل سے فائر کئے جا رہے تھے۔ اور وہ بڑی مشکل سے ان سے جہاز کو بچا رہا تھا اس نے جہاز کے پہیئے کھول لینے کے لئے پھر ایک بٹن کو دبایا ایک مرتبہ پھر زناٹے کی آواز گونجی اور اس کے جہاز سے پھر دو راکٹ نکلے ۔۔۔۔ دھماکا ہوا ۔۔۔۔۔ اور تسلسل سے فائر ہونے والے میزائیلوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ۔۔۔ ایک لمحہ ۔۔۔ مگر دوسرے ہی لمحہ طیارہ شکن توپیں گرجنے لگیں اور خطرے کے سائرن اپنی بھیانک آوازیں چلانے لگے ۔۔۔ پرمود نے پورے پرمود کو تاریکی میں ڈوبتے دیکھا ۔۔۔ بس اچانک ہی پورے پرمود کی بتیاں بجھ گئی تھیں شاید پاور ہاؤس سے لائنیں ہی کاٹ دی گئی تھیں ۔۔۔ اب ہر سو اندھیرا تھا۔ پرمود کا دل لرز اٹھا۔ اس لئے نہیں کہ وہ خطرے میں پھنس گیا تھا بلکہ اس لئے کہ اسکی ذرا سی غلطی نے کتنی زبردست مشکلات اس کی راہ میں کھڑی کردی تھیں۔

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

برسود والے اس کے انجانے پن سے فائر ہونے والے راکٹوں کے حملے سے شاید یہی سمجھے تھے کہ شاید کسی دشمن نے ان پر حملہ کر دیا ہے ۔ دفعتاً وہ خیالات سے چونکا۔ طیارہ اب طیارہ شکن توپوں کی زد میں پھنس چکا تھا۔ دہکتے ہوئے انگارے اس کے دائیں بائیں اور سامنے سے نکل رہے تھے۔ اس نے پیراشوٹ کو اچھی طرح سے دیکھا کہ وہ ٹھیک ہے یا نہیں...... پھر جہاز سے کودنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ طیارے کو اس کی قسمت پر چھوڑ دے۔ اسے امید تھی کہ جہاز اب طیارہ شکن توپوں کے گولوں سے بچ کر نہ نکل سکے گا۔ کیونکہ وہ بہت نیچا پرواز کر رہا تھا دفعتاً جہاز کو جھٹکا سا لگا۔ پھر ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی چیز چرچرائی ہو۔ برسود چونکا پھر دوسرے ہی لمحے اس نے جہاز کا کاک پٹ کھولا۔ اور چھلانگ لگا دی۔ اسی لمحہ اس نے تڑاخے کی آواز سنی تھی اس کے دیکھتے ہی دیکھتے جہاز پھٹا اور ہزاروں ٹکڑوں میں بٹ کر فضا میں منتشر ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی طیارہ شکن توپیں بھی خاموش ہو گئیں۔

وہ آہستہ آہستہ نیچے اتر رہا تھا ـــــ اسے علم نہیں تھا کہ وہ کس جگہ اترے گا ..... میدان میں ..... پہاڑیوں پر ..... یا فوجی اڈے پر ـــــ طیارے کو فرار ہوتے وقت تاروں بھرا آسمان اسے نظر آ رہا تھا ـــــ لیکن اب ـــــ اب بادلوں نے آسمان کو ڈھک کر زمین کو تاروں کی چھاؤں سے بھی محروم کر دیا تھا۔ دفعتاً اس نے اپنے سر پر گونج سنی پھر لڑاکا طیارے اس کے سر پر سے گزرنے لگے۔ دائیں سے بائیں بائیں سے دائیں ..... آگے پیچھے ـــــ وہ فضا میں سرچ پرواز کر رہے تھے کہ اب بھی مبینہ دشمن کا کوئی طیارہ موجود ہے یا نہیں ـــــ دفعتاً ایسا ہی محسوس ہوا جیسے زمین پر بیک وقت کئی سورج اتر آئے ہوں۔ تیز روشنی کے جھماکے ـــــ اور پھر

زمین سے فضا تک اکڑی ٹیڑھی روشنی کی لکیریں پرواز کرنے لگیں تین چار سرچ لائٹیں فضا کا سینہ کھنگال رہی تھیں۔ پیرسود پھر مشکل میں پڑ گیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اگر سرچ لائٹ کی روشنی نے اسے گرفت میں کر لیا۔ تو پھر اس کا بچ کر نکل جانا ناممکنات میں سے ہوگا۔ نیچے اترتے ہی اسے تھام لیا جاتا۔ یا پھر روشنی کی زد میں آتے ہی گولیوں کی بوچھاڑ اس کو چھلنی کر سکتی تھی..... پھر..... ؟ اس نے سوچا۔ اس کے لئے یہی محفوظ طریقہ تھا۔ کہ جس قدر جلد ہو سکے وہ زمین پر اتر جائے۔ لیکن..... اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچ سکتا گزرتی ہوئی سرچ لائٹ کی روشنی نے اسے زد میں لے لیا پہلے وہ اس پر سے گزر گئی تھی..... پھر فوراً ہی پلٹی ــــ اور اب وہ اس کی زد میں تھا دفعتاً۔ روشنی اس پر سے غائب ہو گئی۔ اور ایک ہی لمحے کے بعد اس کے پیر کسی ٹھوس چیز سے ٹکرائے اور اس کا پورا جسم ہل کر رہ گیا ہڈیاں چیخ پڑی تھیں ــــ پھر ذہن بھی کیوں نہ جھنجھناتا ــــ"

وہ جس چیز سے ٹکرایا تھا وہ ایک ابھری ہوئی چٹان تھی اس سے ٹکرا کر وہ الٹ گیا تھا اور پھر سر کے ہی بل نیچے کی طرف گرا تھا لیکن پیراشوٹ ابھی فضا میں تھا اس کے سہارے سیدھا ہوتے ہوتے اسکی کمر زمین سے ٹکرا گئی اور پھر سر بھی کسی چیز سے ٹکرایا تھا۔

اسے سنبھلنے میں چند لمحے سے زیادہ نہیں لگے تھے..... بڑی تیزی سے اس نے اپنے جسم سے پیراشوٹ کی ڈوریاں الگ کی تھیں۔ پھر اسے کھینچنے لگا۔ کچھ کھینچا بھی مگر پھر باوجود کافی طاقت لگانے کی وہ پیراشوٹ نہ کھینچ سکا۔ وہ کسی جگہ پھنس گیا تھا اس نے پیراشوٹ اسی جگہ چھوڑا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا ٹانگوں میں شدید درد محسوس

ہوا تھا پہلے وہ یہی سمجھا کہ کوئی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ لیکن دبانے کے بعد اسے اطمینان ہو گیا۔ کہ یہ صرف چٹان سے ٹکرانے کا نتیجہ ہے۔

جیسے ٹارچ کی روشنی میں وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا اب اسکی سمجھ میں یہ بھی آ گیا تھا کہ یک بیک اس کے جسم پر سے سرچ لائٹ کی روشنی کیسے غائب ہو گئی تھی۔ دراصل روشنی غائب نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اس کے جسم اور روشنی کے درمیان ایک بہت زیادہ بلند چٹان آ گئی تھی۔ اسی کے سائے نے اسے اپنے دامن میں چھپا لیا تھا ورنہ روشنی تو اب بھی پڑ رہی تھی۔ پھر وہ ٹھٹک کر رک گیا یک بیک متعدد جگہ چٹانیں روشن ہو گئی تھیں اسے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ آسمان کا سینہ چیرنے والی تمام سرچ لائٹیں اب پہاڑیوں کو کھنگالنے کے لئے رخ بدل چکی تھیں۔ اس نے ٹارچ بجھا دی اور آگے بڑھنے لگا اب وہاں اتنی روشنی پھیل چکی تھی کہ وہ با آسانی راستہ طے کر سکتا تھا۔

٭ ٭ ٭

وہ ٹھٹک کر رک گیا۔ اسے اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ کہ آواز کس طرف سے آئی ہے۔ لیکن اس کا یقین تھا کہ اس نے کسی قسم کی آواز ضرور سنی ہے چند لمحے وہ ساکت کھڑا رہا ـــــ آس پاس پھیلا ہوا سناٹا ایسا ہی تھا جیسے وہ کسی ویرانے میں نکل آیا ہو سرچ لائٹوں کی روشنیاں اب بھی پہاڑیوں پر پھیلی ہوئی تھیں مگر وہ ان کی زد سے دور تھا چند لمحے بعد وہ پھر چلنے لگا۔ لیکن دوسرا قدم اٹھانے سے پہلے ہی وہ رک گیا اس مرتبہ سنائی دینے والی آوازیں پہلے سے زیادہ صاف اور واضح تھیں۔ اور اسے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ کس قسم کی آوازیں ہو سکتی ہیں

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

وہ یقیناً جوتوں کی آوازیں تھیں ـــــــ آنے والے ایک سے زیادہ معلوم ہوتے تھے اس کے اندازے کے مطابق آنے والے فوجی ہی ہو سکتے تھے۔ بھاری جوتوں کی دھمک اسی پر دال تھی۔

اس نے نرغے میں آئے ہوئے شیر کی طرح چاروں طرف دیکھا۔ دائیں بائیں سرچ لائٹوں کی روشنیاں پھیلی ہوئی تھیں جن سے بچ کر نکل جانا ناممکن تھا۔ بائیں طرف اونچی نیچی پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں اور اس کے سامنے کے رخ پر سربلند چٹانیں تھیں جن کے درمیان سے گزرنے کے لئے قدرتی راستہ بنا ہوا تھا۔

آنے والے اسی سمت سے آرہے تھے جس طرف سرچ لائٹوں نے دن نکال رکھا تھا۔ اس کے پاس چھپنے کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ اس نے ریوالور کو کھول کر راؤنڈ چیک کئے۔ اور پھر ایک ابھری ہوئی چٹان کے پیچھے رینگ گیا۔ اس کا عقب ایک دوسری ابھری ہوئی چٹان سے محفوظ تھا۔ پھر اس طرف سے کسی کے آنے کا احتمال بھی نہیں تھا۔ وہ خاموشی سے آنے والوں کا انتظار کرتا رہا۔

پھر وہ لوگ سامنے آنے لگے۔ اس کا اندازہ صحیح تھا آنے والے فوجی ہی تھے برکودا کے فوجی ان کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں تھیں اور سر پر لوہے کی ٹوپیاں وہ بہت چوکنے انداز میں چل رہے تھے۔ ..... اس طرف آنے والے پانچ فوجی تھے۔ ایک اسی چٹان کی طرف آیا جس کے پیچھے پرمود چھپا ہوا تھا دو اس کی مخالف سمت میں چلے گئے۔ اور بقیہ دو ایک ابھری ہوئی چٹان کے پاس رک گئے۔ پرمود نے محسوس کیا کہ چٹان کے پاس رکنے والے فوجی فوجی آفیسر ہیں۔ کیونکہ ان کے سر پر لوہے کی ٹوپی کی جگہ کپڑے کی ٹوپی تھی۔ اور سینے پر کئی تمغے سجے ہوئے تھے۔ اس نے سر نیچے کر لیا۔ آنے والا فوجی اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ پرمود کا

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

دل دھڑک اٹھا۔

اس کی ذرا سی بھی لغزش اسے موت ہی سے ہمکنار کر سکتی تھی۔ ایسی موت سے جس کا اس کے ساتھی صرف تصور کر سکتے تھے وہ چٹان سے کچھ اور چپک گیا۔ فوجی اب اس سے صرف چار فٹ کے فاصلے پر تھا اگر یہاں اندھیرا نہ ہوتا تو اس کا دیکھ لیا جانا ناممکن نہ تھا ــــ اندھیرے کی چادر ہی نے اسے دشمن کی نظروں سے محفوظ رکھا تھا اور فاصلہ گھٹنے لگا ــــ ۳ فٹ ــــ دو فٹ ــــ ایک فٹ ..... اب وہ اس کے اس قدر قریب تھا۔ کہ اگر پرمود سانس نہ روک لیتا تو وہ اس کی موجودگی سے باخبر ہو جاتا پھر گویا وہ اس جگہ جم سا گیا ..... ایک لمحہ ..... دو لمحے ..... تین لمحے ۔ آدھا منٹ ..... منٹ کے سیکنڈ گھنٹے بن کر گزر رہے تھے۔ مگر فوجی شاید اس جگہ سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں تھا پرمود نے محسوس کیا کہ اگر اور چند لمحے اس نے سانس نہ روکا تو ...... وہ اس سے آگے نہ سوچ سکا ــــ ایک منٹ گزر چکا تھا اور دوسرا گزر رہا تھا ــــ وہ سانس روکے رہا ــــ روکے رہا ــــ روکے رہا ــــ مگر تابکے ــــ منہ کھلا اور سانس سانپ کی پھنکار جیسی آواز کے ساتھ اس کے حلق سے آزاد ہو گیا اسی لمحے اس نے فوجی کو اچھل کر پرے ہٹتے دیکھا تھا۔ پھر ٹارچ روشن ہوئی تھی ــــ مگر فوجی کو دیر ہو چکی تھی سانس حلق سے آزاد کرتے ہی پرمود نے چھلانگ لگائی تھی۔ ادھر ٹارچ روشن ہوئی اور ادھر پرمود اسے چھاپ بیٹھا۔ وہ ٹارچ کی روشنی میں بس ایک بڑے سائے کو ہی دیکھ سکا تھا۔ اس کے بعد اسے چیخنے کی بھی مہلت نہ مل سکی۔ پرمود نے اسے دبوچتے ہی گلا پکڑ کر دبانا شروع کر دیا تھا۔ چند لمحے بعد وہ اس کے نیچے بے جان پڑا تھا۔

بڑی تیزی سے پرمود نے اپنے لباس کو اتار کر فوجی وردی پہنی تھی۔ فوجی وردی کے نیچے اس نے سفید قمیض اور سیاہ پتلون رہنے دی تھی۔ سیاہ پتلون پر فوجی وردی کی پتلون پہنی تھی۔ اور اس نے پھر فوجی کی لاش کو کندھے پر لادا فولادی ٹوپی پہنی ٹامی گن کی بیلٹ شانے پر ڈال کر اسے پکڑا اور چل پڑا۔ اس کا رخ اسی طرف تھا جس طرف اس نے اور فوجیوں کو چٹان کے سہارے کھڑے دیکھا تھا۔ اور جو اس کے اندازے کے مطابق فوجی آفیسر ہو سکتے تھے۔ چٹان کی آڑ سے نکل کر اس نے فوجی کو زمین پر ڈالا اور آہستہ سے سیٹی بجائی۔ دوسرے ہی لمحے اس نے چٹان کے پاس کھڑے رہنے والوں کو چونکتے دیکھا۔ پھر ایک ٹارچ روشن ہوئی اور اس نے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ بظاہر اس نے ہاتھ ہلا کر ان کو قریب آنے کا اشارہ کیا تھا مگر اس طرح ہاتھ اٹھانے سے اس کا اصل مقصد اپنا چہرہ چھپانا تھا۔ دونوں فوجی اس کی طرف بڑھے۔ ٹارچ کی روشنی کا دائرہ اب اس فوجی کی لاش پر پڑ رہا تھا جو اوندھی پڑی ہوئی تھی — وہ قریب آ گئے۔"

"کون ہے — یہ۔"

"پتہ نہیں۔" پرمود بھرائے ہوئے لہجے میں بولا اس نے مجھ پر چاقو سے حملہ کیا تھا۔"

"اوہ — کیا یہ مر گیا —"

"یہ بھی پتہ نہیں —— میں نے اس کا سر چٹان سے ٹکرایا تھا —— ہو سکتا ہے صرف بے ہوش ہی ہو۔"

"اوہ —— ٹارچ والے نے کہا۔ اور بڑی تیزی سے لاش کے قریب آ کر بیٹھ گیا

دوسرا اس کے پاس ہی کھڑا ہوا تھا۔ پرمود نے ان کو بغور دیکھا اس کا اندازہ ٹھیک ہی تھا وہ دونوں ہی آفیسر تھے۔ ان میں سے ایک کرنل تھا اور دوسرا کیپٹن۔ کرنل زمین پر بیٹھا اور لاش کو دیکھ رہا تھا اور کیپٹن کھڑا ہوا تھا۔ لیکن اسکی توجہ بھی لاش ہی کی طرف تھی۔ پھر کرنل نے کیپٹن کے ہاتھ میں ٹارچ تھمادی اور لاش کو سیدھا کرنے لگا۔ پرمود کے جسم میں گویا بجلیاں سی کوندنے لگیں خطرہ پہلے سے بڑھ گیا تھا جیسے ہی لاش سیدھی ہوتی وہ دونوں اس کا چہرہ دیکھ کر اسے شناخت کر لیتے۔ اور پھر اس سے آگے سوچنے کا اسے موقعہ نہ مل سکا۔ لاش سیدھی ہو چکی تھی۔ اور کیپٹن کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹارچ کی روشنی کا ہالہ نرجی کے چہرے کو پوری طرح گرفت میں لئے ہوئے تھا۔

"اوہ۔ یہ کیا...... ! کرنل کے منہ سے نکلا پھر وہ پلٹا ہی تھا۔ کہ پرمود کے ہاتھوں میں دبی ہوئی ٹامی گن کا دستہ اسکی کھوپڑی پر پڑا۔ اور وہ کراہ کر کسی تناور درخت کی طرح زمین پر گر پڑا۔ اتنی دیر میں کیپٹن ریوالور نکال چکا تھا۔ دونوں ہاتھوں میں دبی ہوئی ٹامی گن کی بھرپور ضرب کیپٹن کے ہاتھوں پر پڑی اور ریوالور اس کے ہاتھوں سے نکل کر اڑتا ہوا نشیب کی طرف جا رہا...... دوسری ضرب نے کیپٹن کا کندھا توڑ دیا..... نشانہ سر ہی کا لیا گیا تھا۔ اگر وہ پھرتی سے جھک نہ جاتا تو سر ہی کا بھرتہ بنتا۔ تیسرے وار سے پہلے ہی وہ پرمود سے لپٹ پڑا تھا۔ مگر..... اس کی حسرت دل ہی میں رہ گئی۔ پرمود کا گھٹنا پوری قوت سے دونوں ٹانگوں کے درمیان لگا تھا۔ پھر جیسے ہی وہ —— اس کے اوپر جھکا پرمود کے دونوں ہاتھوں میں دبی ہوئی ٹامی گن کا دستہ اس کی گدی پر پڑا۔ اور وہ آواز نکالے بغیر ڈھیر ہو گیا۔

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

ایک مرتبہ پھر وہ وردی اتار رہا تھا۔ اس مرتبہ اس نے کرنل والی وردی پہنی تھی۔ پھر پرمود فوجی کو اس کی وردی پہنائی اور ایک ایک کر کے اس نے تینوں کو بڑی چٹان کے پیچھے چھپا دیا...... پھر وہ اٹھا ہی تھا کہ دوسری طرف جانے والے فوجی بھی پلٹ آئے۔ وہ اس کے قریب ہی رکے تھے۔

"کیا رہا ـــــ" پرمود نے کھانستے ہوئے پوچھا مقصد یہی تھا کہ وہ اس کی آواز شناخت نہ کر سکیں..... اس میں اسے کامیابی بھی ہوئی تھی۔

"اس طرف کوئی نہیں ہے جناب ـــ"

"اس طرف دیکھو ـــ" پرمود نے اس حصے کی طرف اشارہ کیا جو دستی والی سمت کے سامنے تھا۔

"اس طرف راستہ نہیں ہے جناب ـــ"

"ہم ـ" پرمود بظاہر سوچ میں پڑ گیا۔

"ہو سکتا ہے جناب ـــ وہ اسی راہ سے نیچے اتر گیا ہو آپ کہیں تو ہم اتر کر اسے تلاش کریں۔"

"جاؤ......" پرمود نے کہا۔ اور وہ دونوں اس طرف بڑھ گئے۔ پرمود نے ٹارچ روشن کی اور ان دونوں فوجیوں کو راستہ دکھانے لگا۔ اس طرف پہاڑیاں ڈھلوان میں تھیں۔ یعنی وہ بتدریج نیچے ہوتی ہوتی سطح زمین سے صرف چند فٹ بلند رہ گئی تھیں وہ دونوں فوجی چند فٹ نیچے اترے پھر چاروں طرف اپنی ٹارچ کی روشنی ڈالی اور واپس پلٹ پڑے ـــــ ان کے خیال کے مطابق مفرور اس طرف سے فرار نہیں ہوا تھا۔ وہ پھر اوپر آ گئے۔

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

"اس طرف بھی نہیں ہے جناب ۔" ان میں سے ایک نے کہا ۔

"پھر وہ کہاں غائب ہو سکتا ہے ۔۔۔۔" پرمود بظاہر سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں بولا حالانکہ اس وقت اس کا ذہن سوچ و بچار کی حد سے آگے تھا ۔ اور بجلی کی طرح کام کر رہا تھا ۔

"وہ تو صاحب شیطان کی طرح غائب ہو گیا ہے ۔۔۔۔" ان میں سے ایک بولا ۔

"لیکن اس بے چارے کو کیا پتہ کہ جس کو وہ شیطان کہہ رہا ہے وہ اس کے سامنے ہی کرنل کی وردی میں موجود ان کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے ۔

"خیر جائے گا کہاں ۔۔۔۔ چاروں طرف اپنے آدمی موجود ہیں کسی بھی جگہ ہو بچ کر نہیں جا سکتا ۔۔۔۔" پرمود نے کہا لہجے میں رعونیت اور فوجیوں کا مخصوص اکھڑ پن تھا ۔۔۔۔ وہ ۔۔۔ دونوں سر ہلا کر رہ گئے ۔

"آؤ واپس چلیں ۔۔۔۔"

"اور دوسرے ساتھی جناب ۔"

"وہ کیپٹن کے ساتھ واپس جا چکے ہیں ۔۔۔۔"

"بہتر ہے ۔۔۔۔" دونوں نے کہا اور وہ پرمود کے ساتھ ہی واپس پلٹ پڑے بغیر اس چیز کا خیال کئے ہوئے کہ وہ اپنے ساتھ جس شخص کو لے جا رہے ہیں وہ واقعی کرنل ہے ۔ یا کوئی دوسرا ۔۔۔۔ وہ پرمود کی آواز کے اوپر بھی شبہ نہیں کر سکے گا ۔ یا تو اس کی آواز کرنل کی آواز سے ملتی جلتی تھی اور یا پھر ان لوگوں کو آواز کی تبدیلی کا خیال ہی نہیں آیا تھا ۔ وہ پہاڑی سے اترنے لگے ۔

۵

سطح زمین اور پہاڑیوں کا سامنے کا حصہ سرچ لائیٹوں کی روشنیوں سے منور تھا پرمود کی طرح اور بھی بہت سے فوجی پہاڑیوں سے اتر رہے تھے کچھ پیر چڑھ بھی رہے تھے۔ نیچے کئی جیپ گاڑیاں اور فوجی لاریاں کھڑی ہوئی تھیں سرچ لائیٹوں کی روشنی کیمپ ہی سے پڑ رہی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کیمپ زیادہ دور نہیں ہے وہ لوگ جیسے ہی نیچے پہنچے ایک جیپ اسٹارٹ ہو کر ان کے قریب آ کر رک گئی۔ دونوں فوجی اس میں سوار ہو گئے۔ پرمود ڈرائیور کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ جیپ روانہ ہو گئی۔۔۔۔۔۔

پرمود اب سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ فوجیوں کے حلقے سے وہ نکل آیا تھا لیکن ابھی اس علاقے سے نکل کر شہر تک پہنچنا باقی تھا۔ اور شہر تک پہنچنا یقیناً آسان نہیں تھا۔ کیونکہ اس کے اندازے کے مطابق اس وقت کیمپ کے اطراف میں فوجی پہرہ لگ چکا تھا اور شہر جانے والے راستوں کی نگرانی شروع کی جا چکی تھی تاکہ ان کا دشمن نکل کر نہ جا سکے۔

ایسی صورت میں وہ کسی طرح بھی کیمپ سے باہر نہیں جا سکتا تھا اور یہ بھی ناممکن تھا کہ وہ کیمپ میں ٹھہر جاتا۔ پہاڑیوں میں تو اس کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی تھی لیکن کیمپ میں ممکن تھا کہ کرنل کے شناسا اسے کرنل سمجھ کر مخاطب کر بیٹھتے اور اس کا بھانڈا پھوٹ جاتا۔ ایسی صورت میں گرفتار ہونے پر اسے بدترین قسم کی موت نصیب ہوتی۔ اور اس میں نہ اس کی حکومت اس کی مدد کرتی اور نہ ہی

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

وہ زبان کھولتا۔ کہ وہ بلگاریہ کی سیکرٹ سروس کا ایک اعلیٰ دماغ ہے۔

وہ سوچتا رہا ـــــ جیپ کیمپ کی طرف دوڑ رہی تھی۔ رفتار زیادہ نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی تیز ہی کہی جا سکتی تھی۔ ..... پرمود کا ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا پھر ترکیب بھی اس کی سمجھ میں آگئی اور وہ ڈرائیور سے کہنے لگا۔

" مجھے شہر جانا ہے۔ ان لوگوں کو کیمپ چھوڑ کر شہر چلو"

" بہت بہتر جناب ..... " ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا۔

" تم لوگ میرا انتظار کرو گے ...... " پرمود نے پیچھے بیٹھے ہوئے دونوں فوجیوں سے کہا۔ کیپٹن کے پاس ہی رکنا ہے ان سے کہنا میں ایک گھنٹے میں واپس لوٹوں گا۔ سمجھ گئے ـــ "

" یس سر ـــ "

" رائٹ ..... " پرمود نے سر ہلا دیا۔ جیپ ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ کیمپ کے خار دار تاروں میں بنے ہوئے دروازے سے گزر کر وہ کافی دور جا کر رکی اور دونوں فوجی اتر گئے۔ جیپ پھر چل پڑی تھی۔ .....

تقریباً دس منٹ تک وہ تیز رفتاری سے دوڑتی رہی پھر اس نے دائیں طرف موڑ کاٹا۔ اور رفتار ہلکی ہونے لگی۔

سامنے ہی گیٹ نظر آ رہا تھا۔ گیٹ پر چار پانچ فوجی ٹامی گنیں سنبھالے ہوئے کھڑے تھے۔ جیپ جیسے ہی ان کے قریب پہنچی ان میں سے ایک نے اسے رکنے کا اشارہ کیا تھا۔ جیپ رکی نہیں تھی۔ لیکن رفتار کسی قدر کم ہو گئی۔ ....

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

ان..... فوجیوں میں سے ایک نے ٹارچ روشن کی اور پرمود نے ہاتھ اٹھا دیا۔ دوسرے ہی لمحے ٹارچ بجھ گئی۔ اور گیٹ پر کھڑے ہوئے فوجی سلوٹ کرتے ہوئے راہ سے ہٹ گئے۔ جیپ آگے نکل چلی گئی۔ پرمود نے ٹارچ کی روشنی سے بچنے کیلئے ہاتھ اٹھایا تھا جبکہ فوجی دروازے سے ہٹ جانے کا اشارہ سمجھے تھے ٹارچ کی روشنی میں وردی پر لگے ہوئے نشانات تو وہ دیکھ ہی چکے تھے۔ اب پرمود سوچ رہا تھا کہ اس جیپ سے کس طرح پیچھا چھڑائے۔ وہ سوچتا رہا۔ جیپ تیز رفتاری سے فاصلہ نگل رہی تھی اب چاروں طرف تاریکی تھی فوجی کیمپ پیچھے رہ گیا تھا اور وہ صرف سرچ لائٹوں کی روشنی کا وہ عکس دیکھ سکتے تھے۔ جو پہاڑیوں پر پڑ کر منعکس ہوتی تھی.....

"سر——" دفعتاً جیپ ڈرائیور نے پرمود کو مخاطب کیا۔

"ہُم——" پرمود نے کہا۔

"کیا میں سگریٹ پی سکتا ہوں——"

"ہاں——" پرمود نے مختصراً کہا تھا۔

"شکریہ——" وہ جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالتا ہوا بولا پھر اس نے سگریٹ منہ سے لگا کر لائٹر سے سلگائی اور دھیرے دھیرے کش لینے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ پھر پرمود سے مخاطب ہوا——"

"سر——کیا میں کچھ پوچھ سکتا ہوں"

"ہاں کہو——" پرمود نے کہا ویسے اسے اندیشہ ہوا تھا کہ کہیں وہ کوئی ایسی بات نہ پوچھ بیٹھے جس کا صرف کرنل کی ذات سے تعلق ہو اور وہ جواب دینے

میں گر کر پڑا جائے۔ اگر ایسا ہوا تو ڈرائیور کا فوراً ہی مشکوک ہو جانا قدرتی بات ہو گی۔؟

"جس جہاز کو ہماری توپوں نے مار گرایا ہے۔ وہ کس ملک کا ہو سکتا ہے۔"

"تم نے بہت غلط سوال پوچھا ہے۔" پرمود نے کہا لہجہ بھرایا ہوا تھا۔

"یہ جہاز ہمارا ہی تھا جناب اسے کوئی غیر ملکی جاسوس سکس ایرپورٹ سے لے بھاگا تھا اس وقت یہ تجرباتی پرواز کے لئے کھڑا ہوا تھا۔

"تم کو کیسے معلوم ہوا۔" پرمود نے چونکتے ہوئے پوچھا مگر تاریکی کی وجہ سے وہ پرمود کو چونکتے ہوئے نہ دیکھ سکا۔

"پورے کیمپ میں اس چیز کا شہرہ ہو رہا ہے جناب یہ اطلاع نمبر سکس ایرپورٹ سے مل چکی ہے کہ وہ کوئی جاسوس تھا جو ٹریننگ سنٹر کی بلڈنگ سے نکل بھاگا تھا۔ ٹریننگ سنٹر کے انچارج کا بیان ہے کہ وہ وہاں سے کوئی قیمتی راز اڑا کر بھاگ رہا تھا کہ ان لوگوں کی نظروں میں آ گیا وہاں کے محافظوں نے اس کا پیچھا کیا تھا مگر وہ کسی نہ کسی طرح نمبر سکس ایرپورٹ تک پہنچ گیا اور پھر تجرباتی پرواز پر جانے کے لئے رن وے پر کھڑے ہوئے طیارے کو لے بھاگا۔

"ہُم۔ اور کیا اطلاع ملی ہے۔"

"عام خیال یہی ہے۔ کہ اس نے ہمارے راکٹوں کے اڈے اور ہیزاپیلوں کے بلیٹ فارم تباہ کرنے کا پروگرام بنایا تھا اسی لئے اس نے ہمارے کیمپ پر بمباری کی اور راکٹ برسائے تھے۔"

"ممکن ہے۔ یہ خیال ٹھیک ہو۔" پرمود نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا کوئی

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

قطعی بات اس وقت تک نہیں کہی جا سکتی جب تک کہ وہ جاسوس گرفتار نہ ہو جائے اس کے پکڑے جانے کے بعد ہی یہ راز کھل سکے گا۔ کہ اس نے کیمپ پر کس لئے اور کس کے اشارے پر بمباری کی ہے۔

"یہی خیال بریگیڈیئر صاحب کا بھی ہے ـــ" ڈرائیور نے کہا۔

"ٹھیک خیال ہے۔" پرمود نے کہا اس کی نگاہیں دور نظر آنے والی شہر کی روشنیوں پر جمی ہوئی تھیں روشنیوں کے نظر آنے کا مطلب یہی تھا خطرے کی وجہ سے یکدم بلیک آؤٹ جو کیا گیا تھا اسے ختم کر دیا گیا ہے اور یہ شاید اس وقت ختم کیا گیا ہو گا جب اس کا طیارہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فضا میں بکھر گیا تھا۔ اور وہ پہاڑیوں پر گرا تھا۔

"اب کس طرف چلوں جناب ـــ" ڈرائیور نے پوچھا۔ وہ شہر کی حد میں داخل ہو چکے تھے۔ پرمود نے ایک لمحہ کے لئے سوچا کہ اسے کہاں جانا چاہیئے ہوٹل بنگول وہ جا نہیں سکتا تھا نہ ہی نیازی کے مکان پر جا سکتا تھا پھر کہاں جائے۔ وہ ایک دو لمحے سوچتا رہا پھر سر جھٹک دیا کوئی جگہ ذہن میں نہ آ سکتی تھی اس نے سر ہلا دیا اور کہا۔

"چلتے رہو۔ جب مڑنا ہو گا بتا دوں گا۔"

"بہت بہتر جناب ـــ"

جیپ شہر کی سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔ اس وقت سڑکوں پر کافی رش تھا اور لوگ ٹولیوں میں بٹ کر آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ پرمود نے اندازہ لگایا کہ وہ لوگ کچھ دیر پہلے ہونے والے بلیک آؤٹ کے ہی بارے میں گفتگو کر رہے ہوں گے۔

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی ایسی بات نہیں ہو سکتی تھی جس کے لئے اس شدومد سے لوگ اکھٹا ہو کر بحث و مباحثہ کرتے۔

"بس روک دو۔" پرمود نے کہا اس وقت وہ ایک ہوٹل کے قریب تھے۔ پرمود اس ہوٹل میں کئی مرتبہ آچکا تھا اور یہ ہوٹل بنگلوں سے قریب ہی تھا جیپ رکتے ہی وہ اتر پڑا اور بولا

"بس اب تم لوٹ جاؤ میں گاڑی سے آجاؤں گا۔"

"رائٹ سر۔"

ڈرائیور نے سر ہلا کر کہا۔ اور جیپ آگے بڑھ کر نصف فرلانگ بعد چوراہا تھا وہ اس سے گھومی اور پرمود کے راستے سے گزرتی ہوئی واپس کیمپ کی طرف چلی گئی۔ پرمود نے اطمینان کا سانس لیا ایک بڑی مشکل حل ہو گئی تھی ورنہ ...... اس کا جرم تو اتنا سنگین تھا۔ کہ اسے فوراً ہی گولی مار دینے میں عار نہ سمجھا جاتا تھا وہ ہوٹل کی طرف چلنے لگا۔ چھ سات قدم چلنے کے بعد ہی اس نے محسوس کیا کہ اگر جلد ہی اس نے کرنل کی وردی سے چھٹکارا نہ پایا تو وہ ایک اور بڑی مشکل میں پھنس جائے گا۔ کیونکہ وہ جس جگہ سے بھی گزر رہا تھا وہاں کھڑے ہوئے لوگ اسے سلام کرتے اور ایک طرف ہٹ کر اس کے لئے راستہ چھوڑ دیتے تھے اس نے کسی قسم کی جھجک کا اظہار نہ کیا اسی طرح چلتا ہوا ہوٹل کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا ارادہ ہوٹل کے برابر والی گلی میں گھسنے کا تھا تاکہ وردی سے پیچھا چھڑا سکے اور ہوٹل میں اطمینان سے بیٹھ سکے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہوٹل کے قریب پہنچتا بائیں طرف سے ایک انسپکٹر نمودار ہوا۔ یہ تاریک گلی سے نکلا تھا۔ پرمود پر اس نے گہری نظر ڈالی تھی۔ پھر وہ اس کے قریب آگیا۔

"کیا میں کچھ پوچھ سکتا ہوں" انسپکٹر نے سلام کرتے ہوئے پرمود سے کہا۔

"پوچھیے۔"

"میں کچھ دیر پہلے ہونے والے بلیک آؤٹ کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔"

"بلیک آؤٹ۔" پرمود نے انسپکٹر کی طرف گہری نظروں سے دیکھا اور وہ گڑبڑا گیا پھر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا "وہ میں اپنے طور پر یہ بات پوچھ رہا ہوں آپ کسی شبے میں مبتلا نہ ہوں مجھے اس کے لئے تشویش ہے کبھی ایسا نہیں ہوا۔"

"ہم۔" پرمود ہنس کر بولا ـــــ "آؤ ہوٹل چلتے ہیں پھر بات کرینگے۔"

"چلیے۔" انسپکٹر نے بھی مسکرا کر کہا۔ شاید اب اس کے حواس ٹھیک ہو گئے تھے ورنہ پرمود کو گھورتے دیکھ کر وہ یہی سمجھا تھا۔ کہ شاید پرمود اس پر شبہ کر رہا ہے۔ دوسری طرف پرمود کے ذہن میں فوری طور پر ایک اسکیم آ گئی تھی۔ اور اب وہ انسپکٹر سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا ہوٹل پہنچ کر وہ ایک ایسی میز کی طرف بڑھ گئے۔ جو کونے میں تھی اور اس کے آس پاس کوئی اور بیٹھا ہوا نہیں تھا۔ انسپکٹر کو دیکھ کر کاؤنٹر کلرک نے سلام کیا تھا شاید وہ اسے پہچانتا ہو۔

"بیٹھو۔" پرمود نے کہا۔ "مجھے بتاؤ تمہاری ڈیوٹی کس علاقے میں ہے"

"اسی علاقے میں جناب ـــــ" انسپکٹر نے بیٹھنے کے بعد کہا۔ "یہ ہوٹل میرے ہی علاقے میں ہے اور میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں"

"گڈ ـــــ اب پوچھو کیا پوچھ رہے ہو۔"

"بلیک آؤٹ کے......"

"ہاں بلیک آؤٹ ـــــ" پرمود نے زیر لب مسکرا کر کہا۔ "بلیک آؤٹ اس لئے

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

ہوا تھا کہ ہمارا ایک طیارہ ایک غیر ملکی جاسوس لے بھاگا تھا۔ اور اس نے اس طیارے سے کیمپ پر بمباری کی تھی۔

"اوہ ـــــ" اس کے ہونٹ سکڑ گئے ـــــ کیا وہ پکڑا گیا۔"

"ہاں۔" پرمود نے سر ہلا کر کہا۔ مگر ہم ابھی یہی کہیں گے کہ وہ ابھی مفرور ہے اور اس کی تلاش جاری ہے۔"

"میں سمجھا نہیں جناب ـــــ" انسپکٹر نے کہا

"یوں سمجھو ـــ میں یہاں بلا مقصد نہیں آیا ہمیں اس جاسوس نے بتایا ہے کہ اس کے کچھ آدمی اور اسی علاقے میں ہیں اور وہ فوجی ٹھکانوں کے لئے تخریب کاری کا منصوبہ رکھتے ہیں مجھے ان ہی کو تلاش کر کے پکڑنے کا فرض سونپا گیا ہے"

"اوہ ـــ" انسپکٹر کے منہ سے نکلا۔ آپ تنہا انہیں کیسے تلاش کر سکیں گے۔"

"کروں گا ـــــ" پرمود نے کہا جو جاسوس پکڑا گیا ہے اسی کا ایک ساتھی ہوٹل بنیگوں میں مقیم تھا۔ اور وہ ایک آدمی کو قتل کر کے بھاگ نکلا ہے۔ جس طرح وہ بنیگوں میں مقیم تھا اسی طرح اس کے دوسرے ساتھی بھی آس پاس کے ہوٹلوں اور پرائیویٹ فلیٹوں میں مقیم ہیں۔

"اوہ ـــ آپ کو اس کی اطلاع کیسے ملی ـــ؟

"کس کی ـــ؟

"ہوٹل بنیگوں میں قتل کی۔"

"اس کے بارے میں اسی جاسوس نے بتلایا تھا پھر ہمارے ایجنٹوں نے رپورٹ دی کہ وہ ابھی تک پکڑا نہیں جا سکا اور پولیس اسے تلاش کر رہی ہے۔

"آپ کو ٹھیک رپورٹ ملی ہے۔ وہ واقعی بڑا خطرناک جاسوس ہے بند کمرے سے وہ اسی طرح غائب ہو گیا جیسے کوئی بھوت ہو۔"

"ھم ۔"

"آپ شاید یقین نہ کریں جناب ۔" انسپکٹر نے کہا۔ "وہ جس منزل پر مقیم تھا اس سے کئی منزل نیچے والے فلیٹ میں وہ کسی بھوت کی طرح نمودار ہوا اور پھر وہاں مقیم ایک جوڑے کی آڑ میں فرار ہو گیا۔"

"ہم ۔۔۔" پرمود نے تفصیلات نہیں پوچھیں

"جس روم میں وہ مقیم تھا وہاں سے نیچے تک جانے کا سوائے دروازے کے کوئی راستہ نہیں ہے۔ مگر حیرت ہے جناب کہ وہ معلوم کس طرح نچلی منزل تک جا پہنچا تھا"

"ممکن ہے وہ کمرے میں ہی نہ ہو اور پولیس کو دھوکہ ہوا ہو کہ وہ کمرے میں ہے"

"جی نہیں۔ ہمارے مخبر نے اپنی آنکھوں سے اسے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا پھر پولیس کے وہاں پہنچنے تک وہ راہداری میں رہا تھا ایسی صورت میں دھوکے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"پولیس کو یہ اطلاع کس ذریعے سے ملی تھی کہ اس نے کوئی قتل کیا ہے یا۔ ہوٹل بینگولس کے فلاں کمرے میں کوئی قتل ہو گیا ہے۔"

"ایک عورت نے یہ اطلاع دی تھی جناب پھر اسی عورت نے ہمارے مخبر کو یہ بتایا کہ وہ ہوٹل میں داخل ہو گیا ہے۔"

"کیا مطلب" ۔۔۔ "قتل کی اطلاع ملتے ہی ہم نے ایک آدمی وہاں بھیجدیا تھا کیونکہ

عورت نے کہا تھا۔ کہ قاتل ابھی ہوٹل کے باہر ہے پھر جب وہ ہوٹل میں داخل ہوا تو ہمارے مخبر کو عورت نے اشارے سے بتلا دیا کہ وہ آ گیا ہے پھر اسی عورت نے مخبر سے کہا۔ کہ وہ کمرے تک اسکے پیچھے جائے وہ خود پولیس کو اطلاع کر دے گی . . . کہ قاتل آ گیا ہے۔ پھر اس نے اطلاع بھی دی جس کے ملتے ہی ہم وہاں پہنچ گئے تھے۔ لیکن افسوس کہ وہ نکل گیا۔

"آپکے افسران کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔"

"ان لوگوں کا خیال آپ سے مختلف نہیں ہے"

"یعنی وہ اسے غیر ملکی جاسوس سمجھتے ہیں ——"

"جی ہاں۔ کیونکہ مخبری کرنے والی عورت نے اسے جاسوس ہی کہا تھا۔

"اس کے روم سے کوئی سراغ ملا۔"

"جی نہیں —— وہ بہت چالاک تھا۔"

"ہم ——" پرمود سوچتا ہوا بولا —میں جلدی میں اس طرف آ گیا اور وردی نہ بدل سکا —— اب مجھے دوبارہ کیمپ تک جانا پڑے گا۔"

"وہ کیوں ——"

"میں سادے لباس میں رہ کر ان لوگوں کو تلاش کرونگا وردی میں تو وہ لوگ مجھ کو شناخت کر لیں گے۔

"ٹھیک ہے —— " انسپکٹر نے سر ہلا کر کہا۔

"اوہ —— " پرمود لیطاہر چونکتا ہوا بولا۔ ایک ترکیب سمجھ میں آئی ہے۔"

"وہ کیا —— ؟

"کیوں نہ میں یہاں ہوٹل ہی میں ایک کمرہ لے لوں تاکہ کیمپ تک آنے جانے کی

زحمت سے بچا رہوں اور اس طرح مجھ پر کوئی شک بھی نہیں کر سکے گا۔ ورنہ روزانہ کیمپ آنے جانے کی وجہ سے میں دشمن کی نظر میں بھی آ سکتا ہوں۔"

"یہ تو بہت اچھا خیال ہے جناب ــــــ اگر میرے لائق کوئی حکم ہو تو کہیئے"

حکم نہیں ــ پرمود نے کہا۔ آج سے ہم دونوں دوست ہیں۔"

"نوازش ہے آپ کی ــــــ" انسپکٹر نے انکساری سے کہا۔

"یہاں تمہارے تعلقات کیسے ہیں ــــــ

"ہوٹل والوں سے ــــــ" انسپکٹر نے پوچھا پرمود کا سر اثبات میں ہلتے دیکھ کر بولا۔ بہت اچھے ہیں۔ کیوں ــــــ"

"میں اسی ہوٹل میں کمرہ لیے لیتا ہوں ــــــ بس تم اتنا کرو کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ایک سرکاری آدمی ہوں اور وہ میری حرکتوں سے مشتبہ نہ ہوں۔"

"ضرور جناب ــــــ یہ کونسی مشکل بات ہے ــــــ" انسپکٹر نے کہا اور اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا پرمود کے لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

پرمود ایسی کسی عمارت کے ایک کمرے میں دہ پانچ آدمی ایک ٹیلیویژن اسکرین کے سامنے خاموش اور باادب کھڑے ہوئے تھے اسکرین پر اس وقت کسی کمرے کا منظر ابھرا ہوا تھا۔ کمرے میں ایک آدمی جس کی ایک آنکھ پر کپڑے کا ٹکڑا لٹکا ہوا تھا کھڑا ان کو گھور رہا تھا دفعتاً اس کے ہونٹ ہلے اور وہ بولا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ پولیس کو ہمارے سارے ٹھکانوں کا علم ہو گیا ہے"

"جی ہاں ـــــ ڈاکٹر برمارروڈ والے بنگلے سے ڈاکٹر سنگراش مادام رومہ اور پروفیسر سینل کو پکڑ کر لے جا چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ڈی ایس ٹریڈرز کے آفس پر بھی چھاپہ مارا تھا اور پولیس نے نہ صرف وہاں کا سارا ریکارڈ اپنے قبضہ میں لے لیا ہے بلکہ اس نے مینجر ڈائرکٹر اور دوسرے ذمہ دار افراد کو بھی گرفتار کر لیا ہے پولیس کی اطلاع کے مطابق وہاں سے اسے کاغذات کے کئی نائل ملے ہیں جن سے ڈی ایس ٹریڈرز کا تعلق ڈاکٹر سینن لیبنی آپ سے ظاہر ہوتا ہے اسکے ساتھ ہی وہاں سے اسمگلنگ کا سامان بھی ملا ہے اور اسمگلنگ ریکٹ سے متعلق ریکارڈ بھی۔

"بہت برا ہوا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسکرین پر نظر آنے والے نے کہا۔ بہت بڑا نقصان جس کا کوئی اندازہ نہیں۔ ۔ ۔ ۔ لگا سکتا۔"

"اب ہمارے لئے کیا حکم ہے"

"تم لوگ ڈاکٹر سنگراش مادام رومہ اور پروفیسر سنبل کو آزاد کرانے کی کوشش کرو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ساتھ ہی اس کا پتہ بھی لگا ؤ کہ انہیں ڈاکٹر کے برمارڈ والے بنگلے اور ڈی ایس ٹریڈرز پر کس طرح شبہ ہوا تھا۔"

"اس کا سبب بلیک کوئین ہے ــــ" ان میں سے ایک نے کہا

"کیا مطلب ـــ"

"گذشتہ رات بلیک کوئین نے ڈی ایس ٹریڈرز کے دفتر پر چھاپہ مارا تھا اور اس کے بعد ہی پولیس وہاں پہنچی تھی ـ"

"لیکن۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسکرین پر نظر آنے والے نے کہا۔ ابھی تم نے کیا کہا تھا کہ پولیس نے دونوں جگہ ساڑھے دس بجے چھاپہ مارا ہے۔ یہ غلط بیانی کیوں ــــ؟"

"ڈاکٹر۔" وہ مودب ہو کر جھکتے ہوئے بولا گزشتہ رات پولیس کو جو کیلما یا کسی دوسرے نے یہ اطلاع دی تھی کہ کچھ لوگ بینک لوٹنا چاہتے ہیں چونکہ اس سے پہلے پولیس اس قسم کی افواہوں پر یقین نہیں کرتی تھی جس کی بناء پر اسے زک اٹھانی پڑی تھی اور چور ڈاکہ مار کر چلے گئے تھے اس مرتبہ جیسے ہی اطلاع ملی پولیس دوڑ پڑی مگر افسوس کہ پولیس کچھ بھی نہ کر سکی۔

"کیا وہ پولیس کے آنے سے پہلے جا چکی تھی ۔"

"نہیں ——— بلکہ اس نے ایک آفیسر کو ڈھال بنا کر بھاگنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ جو سو فیصدی کامیاب رہا اور وہ نکل گئی۔"

"بلیک کوئین ———" اسکرین پر نظر آنے والے فرد نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اب اس کا انتظام کرنا ہی پڑے گا۔

"یقیناً ڈاکٹر اس ہی نے پولیس کو ہمارے ٹھکانوں سے مطلع کیا ہوگا۔"

"یہ کام کیپٹن پرمود بھی کر سکتا ہے۔"

"مگر۔ ...... وہ رک کر چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا ——— کیپٹن پرمود کو ڈی ایس ٹریڈرز کے متعلق کسی بھی چیز کا علم نہیں ہے یہ کام بلیک کوئین کے سوا اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔"

"ھمم۔ اسکرین پر نظر آنے والا فرد نے جو ڈاکٹر سین ہی تو تھا کہا۔ اب اسے مرنا پڑے گا۔ ڈاکٹر سین سے ٹکرانے والوں کا انجام بہت بھیانک ہوتا ہے۔

"تم لوگ ان دونوں ہی کی تلاش جاری رکھو۔ پینڈورا کے مشن سے واپس آتے ہی میں اسے نئی تجاویز سے آگاہ کر دوں گا۔"

"رائٹ ڈاکٹر"

"دوسرے حکم کے ملنے تک تمام کاروبار سیل کر دو۔ جو چیز جس جگہ ہے اسی جگہ اسٹاپ کر دو۔ ہال کی کسی بھی قسم کی نقل و حرکت نہیں ہونی چاہیئے۔"

"بہت بہتر ڈاکٹر ——" ان میں سے ایک نے کہا۔ اور پھر وہ سب ہی جھک گئے۔ دوبارہ جب انہوں نے سر اٹھائے تو اسکرین تاریک ہو چکا تھا۔

کیپٹن پرمود نے کھڑکی سے باہر دیکھا دن نکل آیا تھا سورج آسمان پر چمک رہا تھا لیکن اس کے باوجود ابھی تک دھوپ نہیں نکلی تھی۔ نکلتی بھی کیسے جبکہ آسمان ہی بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ کوئی گوشہ ایسا نہیں تھا جہاں سے سورج کی ننھی سی کرن بھی زمین تک پہنچ سکتی۔ ماحول میں خنکی تھی اور تیز چلنے والی ہوائیں ہونٹوں پر پپڑیاں جما رہی تھیں صبح ہی اس نے مقامی خبروں میں موسم کا حال سنا تھا۔ محکمہ موسمیات کی پیشین گوئی کے مطابق آج بارش کا امکان تھا۔ اور پرمود سوچ رہا تھا کہ اگر بارش ہوتی تو اس کا پروگرام ادھورا ہی رہ جائے گا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ کسی فوٹوگرافر کی دکان میں گھس کر اسے ریوالور کے بل پر کور کر کے ان تمام فلموں کو دھو کر ان کے پرنٹ نکال لے جو اس نے ڈاکٹر سین کے بریارورڈ والے بنگلے کے اندر سے اور شہر سے باہر . . . والی عمارت کے ایک کمرے میں موجود فائلوں کی بنائی تھی اس کے بعد اسے امید تھی کہ وہ ڈاکٹر سین کے بارے میں اس بات کا قطعی فیصلہ کر سکے گا۔ کہ وہ کہاں ہے۔ برمودا میں بیلیم لیڈ یا پیرگس میں۔ لیکن اگر بارش ہو جاتی ہے تو اس کا یہ پروگرام آج ردیہ عمل

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

عمل نہیں آسکتا۔ کیونکہ اس طرح اس کا ہوٹل سے نکلنا ہی ناممکن سا بن جاتا پھر یہ بھی ممکن تھا کہ فوٹو گرافر دوکان ہی نہ کھولتے اس کا امکان اس لئے اور بھی توی تھا کہ اس طرح کے بارش زدہ موسم میں کون فوٹو کھچوانے آتا۔ یہی سوچتا ہوا وہ بادلوں کو تشویش آمیز نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً وہ چونکا دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تھی وہ مڑا پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور پر گرفت کی اور بولا

"کون ہے ۔؟"

"ویٹر جناب ۔۔۔" باہر سے آواز آئی آپ کے لئے ناشتہ لایا ہوں"

"آجاؤ ۔۔۔" پرمود نے کہا۔ ریوالور پر اس کی گرفت اب بھی قائم تھی دروازہ کھلا اور ویٹر ہاتھوں پر ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا ٹرے اس نے میز کے کنارے پر رکھی اور برتن چننے لگا پھر جیسے ہی جانے کے لئے مڑا پرمود نے اسے ٹوک دیا تھا۔

"جو ویٹر آرڈر لے کر گیا تھا وہ کہاں ہے"

"جی ۔۔۔ اس کی ڈیوٹی ختم ہو گئی ۔۔۔ ویٹر نے مڑے بغیر کہا۔ اب وہ دوبارہ رات ہی کو ڈیوٹی پر آئے گا۔ کیا آپ کو اس سے کوئی کام تھا؟

"نہیں ۔۔۔ "پرمود نے سر ہلا کر کہا۔ میں نے ایسے ہی پوچھ لیا تھا۔ کیونکہ آرڈر لے کر جانے والا ویٹر کی غیر موجودگی سے چونک پڑا تھا۔

"میرے لائق کوئی اور خدمت ۔" ویٹر نے پوچھا

"نہیں ۔ پرمود نے کہا ۔۔۔ اب تم جا سکتے ہو۔ آدھے گھنٹے بعد برتن لے جانا ۔"

"بہت بہتر جناب ——" ویٹر نے کہا۔ اور ایڑیوں پر گھوم کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

پرمود ناشتے کی طرف بڑھا پھر کرسی پر بیٹھ کر میز اپنی طرف کھسکائی ناشتے میں کافی کے علاوہ ابلے ہوئے انڈے ایک ہاف فرائی انڈا۔ سینڈوچز اور بٹر سلائیس تھے پرمود نے پہلے کافی پیالی پھر انڈے چھیلے اور دس منٹ میں وہ ناشتے سے فارغ ہو گیا۔ کافی کا آخری گھونٹ لے کر اس نے کپ رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا اب وہ پھر ڈاکٹر سیلن کے بارے میں سوچ رہا تھا رات کے گزرے ہوئے واقعات کے بارے میں سوچ رہا تھا اور ... گزرے ہوئے واقعات ایک ایک کر کے اس کے ذہن میں کسی فلم کی طرح منعکس ہو رہے تھے۔ اس کے ذہن کے پردے پر گذشتہ واقعات کی فلم چل رہی تھی۔ مگر ... مگر ... یہ کیا ... ... پرمود الجھ گیا کوئی چیز اس کے ذہن میں چبھ رہی تھی۔ کوئی چیز ... ... مگر کون سی چیز چبھ رہی تھی —— سوچتے ہوئے اس کے ذہن میں بار بار وہ چیز کھٹک رہی تھی۔ لیکن وہ کیا چیز تھی۔ اس کا وہ اندازہ نہیں لگا سکا شعور اور لاشعور کے دروازے نہیں کھول سکا اور وہ اسی طرح سوچ میں ڈوبا ٹہلتا رہا —— پندرہ منٹ —— بیس منٹ —— پچیس منٹ —— اور تیس منٹ —— اکتیس —— بتیس —— پینتیس۔ جیسے ہی اس کی رسٹ واچ کی بڑی سوئی سات کے ہندسے پر پہنچی کمرے کے باہر قدموں کی چاپ ابھری تھی —— بھاری بھاری قدموں کی چاپ —— آنے والا تنہا ہی تھا چاپ نزدیک آتی جا رہی تھی۔ ... نزدیک اور نزدیک ... ... قریب اور قریب دفعتاً پرمود کے ذہن میں چھناکا سا ہوا بس یہی معلوم ہوا تھا جیسے بجلیاں سی اس کے

ذہن کے پردوں پر جھک کے معدوم ہو گئی ہوں۔ بھاری قدموں کی آواز نے اس کے لاشعور کے دروازے کھول دیئے تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ چیز لاشعور سے پھسل آئی تھی۔ جو اتنی دیر سے چبھ رہی تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چبھنے والی چیز تھی۔ ویٹر کا انداز خرام وہ چلتے وقت ایڑیوں کے بل گھوما تھا۔ پھر نپے تلے قدموں سے چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ اگر وہ ویٹر ہی تھا تو اس کا یہ انداز حیرت انگیز تھا جس انداز سے وہ دوسرا ویٹر جس نے اسے ناشتہ سرد کیا تھا گھوما تھا۔ نہ کسی عام آدمی کا ہرگز نہیں ہو سکتا تھا یہ انداز ایسے ہی آدمی کا ہو سکتا تھا جو فوجی یا پولیس کی ٹریننگ حاصل کر چکا ہو اس کے علاوہ اس کے نپے تلے قدم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کے ذہن میں پھر چھپا کا ہوا۔ بڑی تیزی سے اس نے الماری سے اپنا لباس نکال کر پہنا چمڑے کی جیکٹ بھی پہنی پھر سہری کا تکیہ اٹھا کر چادر کے نیچے سے اپنا ریوالور نکال کر جیب میں ڈالا۔ دوسری وہ تمام چیزیں جیبوں میں ڈالیں جو اس نے رات کو سوتے وقت چادر کے نیچے رکھدی تھی پھر بڑی تیزی سے اس نے اسٹریچی پہن لیا۔ کرنل کی وردی اس نے وہیں چھوڑ دی تھی اب اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اب وہ وردی پہن کر کیا کرتا جبکہ نصرت وہ شناخت کر لیا گیا تھا۔ بلکہ خطرہ سر پہ بھی آموجود ہوا تھا پہلے جو ویٹر آرڈر لے کر گیا تھا وہ یقیناً ہوٹل کا آدمی تھا۔ لیکن جس نے اسے سرد کیا تھا وہ ویٹر ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کی چال۔ مڑنے کا انداز ـــــ اور پھر بات کرنے کا طریقہ ـــــ سو فیصدی ایسی چیزیں تھیں جن سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ کم از کم ویٹر ہرگز نہیں ہے وہ یا تو کوئی پولیس آفیسر تھا یا کوئی پولیس انفارمر ـــــ اور اس کی تصدیق ان بھاری قدموں کی آواز نے پوری کر دی تھی۔ جو اس کے دروازے ہی پر آ کر رک گئی تھیں۔ پھر دستک سنائی دی

وہ تیزی سے پنجوں کے بل چلتا ہوا باتھ روم میں پہنچا پھر بیسن کا نل کھول کر اس نے دروازے کا نچلا کھٹکا کھولا یہ کھٹکا زمین میں بنے ہوئے ایک سوراخ میں جا کر فٹ ہوتا تھا۔ اسے کھولتے ہی وہ فرش پر گھٹنے ٹکا۔ پھر جیسے ہی باہر نکل کر پرمود نے دروازہ چوکھٹ کے برابر کیا ہلکی سی کلک کی سی آواز پیدا ہوئی۔ اور ادھر کے کھٹکے کا فولادی راڈ فرش میں بنے ہوئے سوراخ میں بیٹھ گئی۔ اب اگر کوئی کمرے میں آتا تو باتھ روم میں بہنے والے پانی کا شور سن کر یہی سمجھتا کہ پرمود باتھ روم میں ہے اس کی تصدیق اندر سے بند دروازہ کر دیتا۔

اب وہ تیزی سے کمرے کے اس حصے کی طرف بڑھ رہا تھا جس طرف دوسرا دروازہ تھا دستک دوبارہ سنائی دی تھی۔ پھر جیسے ہی وہ دوسرے کمرے کے دروازے پر پہنچا باہر کا دروازہ کھلا ـــــ اور ایک کے بعد ایک تین آدمی اندر گھس آئے پرمود نے پردے کی اوٹ سے ان کو دیکھا اور پلٹ پڑا ـــــ اس کا خیال صحیح نکلا تھا آنے والے پولیس کے ہی آدمی تھے اور باتھ روم سے پانی کے گرنے کی آواز سن کر اسی طرف بڑھے تھے ان کے ہاتھوں میں ریوالور بھی دبے ہوئے تھے۔ ان میں سب سے آگے وہی ویٹر تھا جس نے اسے ناشتہ سرو کیا تھا وہ کوئی آفیسر ہی تھا کیونکہ بقیہ دو کا انداز مودبانہ تھا دوسرے کمرے کی راہداری میں کھلنے والے دروازے کے پاس پہنچ کر وہ رک گیا پہلے کمرے سے اب اس قسم کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے دروازہ توڑا جا رہا ہو ـــــ پرمود نے اس دروازے کو آہستگی سے کھولا۔ اور پھرتی سے باہر جھانکنے لگا۔ دروازے کے سامنے ہی ایک پولیس کانسٹیبل ٹہل رہا تھا اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور وہ پوری راہداری کی نگرانی کر رہا تھا۔

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

اس نے دروازہ بند کر دیا اب کیا ہو۔ پرمود نے سوچا ابھی کا بھانڈا جلدی ہی پھوٹنے والا تھا جیسے ہی دروازہ ٹوٹتا ان لوگوں پر یہ راز منکشف ہو جاتا کہ پرمود نے ان کو دھوکہ دیا ہے اور پھر اس کے بعد وہ اسی دوسرے کمرے کی طرف دوڑ پڑتے جس میں اس وقت وہ موجود تھا۔ پھر۔۔۔ اب وہ کیا کرے؟ پرمود چند لمحے سوچتا رہا اس کے ساتھ اب ایک ہی صورت تھی اس سے پہلے کہ پولیس آفیسر باتھ روم کا دروازہ توڑ ڈالنے میں کامیاب ہوں اسے کمرے سے نکل جانا چاہیئے۔ خواہ اس کے لئے اسے کسی کا خون ہی کیوں نہ کرنا پڑے

وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے دوبارہ دروازے کے پٹوں میں سے جھری پیدا کی اور جھانکنے لگا۔ اس مرتبہ جیسے ہی کانسٹیبل اسکے سامنے سے گزر کر دوسرے کمرے کی طرف بڑھا اس نے بڑی تیزی سے مگر آواز پیدا کئے بغیر دروازے کے پٹ کھولے اور راہداری میں نکل آیا۔ پھر بڑی پھرتی سے آگے بڑھ کر اس نے کانسٹیبل کی گردن دبوچی تھی اسے اتنی مہلت نہ ملی کہ وہ اپنے حملہ آور کو ہی دیکھ سکتا پرمود اس وقت تک اس کا گلا دباتا رہا جب تک کہ اس نے ہاتھ پیر نہ ڈال دیئے چند لمحے بعد وہ اسے فرش پر ڈال کر اس کی نبض دیکھ رہا تھا پھر مطمئن انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔ کانسٹیبل دو گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا تھا۔ اس نے آخری مرتبہ پلٹ کر اس دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے مسلسل باتھ روم کے دروازے پر پڑنے والی ضربات کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں پھر وہ زینوں کی طرف بڑھ گیا۔ پہلی منزل پر پہنچ کر وہ رکا۔ اب وہ پہلے سے بھی زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔ اور اس کے لئے ایک دم نیچے جانا مناسب نہیں سمجھتا تھا اس لئے کہ اس بات کا امکان بھی موجود تھا کہ چند

پولیس والے نیچے بھی موجود ہوں گے۔ مگر چند لمحے اس نے ذہن میں ابھرنے والے نئے خیال پر غور کیا پھر تیزی سے زینے طے کرنے لگا۔ نچلے ہال میں پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لیے رکا پھر اس نے جیب سے سگریٹ کیس نکال کر سگریٹ سلگائی اور کش لیتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ یہاں ہال میں پولیس موجود تھی ایک انسپکٹر چار کانسٹیبلوں کے ساتھ موجود تھا۔ وہ ہر آنے جانے والے کو بغور دیکھ رہا تھا اس نے پرمود کو بھی دیکھا پھر دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔ اور پرمود کاؤنٹر پر رک کر کاؤنٹر کلرک سے باتیں کرنے لگا۔ دفعتاً پرمود نے محسوس کیا کہ کاؤنٹر کلرک کچھ مضطرب سا ہے پھر اس کے اضطراب کی وجہ بھی اس کی سمجھ میں آ گئی۔ وہ یقیناً پرمود کو پہچانتا تھا۔ اور اسے شاید یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی۔ کہ وہ پولیس سے بچ کر کمرے سے ہال تک کیسے پہنچ گیا پھر اس نے محسوس کیا جیسے وہ اضطراری حرکات کر کے ہال میں موجود کانسٹیبلوں یا انسپکٹر کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے۔ پرمود کے لبوں پر مسکراہٹ کی ہلکی سی لکیر کھنچ گئی۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر نکالا ——— اور کاؤنٹر کلرک سے مخاطب ہوا۔

"یہ دیکھو ——— !" کاؤنٹر کلرک نے پرمود کے ہاتھ کی طرف دیکھا اور خوف سے پیلا پڑ گیا اس کی نظریں پرمود کے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور پر جمی ہوئی تھیں۔

"ادھر تم ہلے ادھر چھٹانک بھر سیسہ تمہاری کھوپڑی میں اترا ———"

"م ... نہ ... نہ ... نہیں ... بول ..." کاؤنٹر کلرک

صرف ہکلا کر رہ گیا۔ اس کے منہ سے ان ٹوٹے پھوٹے جملوں کے سوا اور کچھ نہ نکل سکا تھا۔

"جب تک تم خاموش رہو گے اس وقت تک تمہاری زندگی کی ضمانت بھی دے سکتا ہوں سمجھ گئے۔" پرمود نے کہا اور کاؤنٹر کلرک سر ہلا کر رہ گیا۔

"بس اب کاؤنٹر کسی دوسرے کے حوالے کرو اور میرے ساتھ کچن کی طرف چلو۔ کوئی پوچھے تو کہہ دینا میں سپلائر ہوں سمجھے۔"

"س س سمجھ گیا۔" کاؤنٹر کلرک نے ہکلا کر کہا

"اپنے آپ پر قابو پاؤ ——— اسکے بعد آگے قدم بڑھانا۔"

پرمود نے کہا اس مرتبہ لہجہ نرم تھا کاؤنٹر کلرک نے اپنے پیچھے کی ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک بوتل نکال کر کارک ہٹایا اور گلاس میں دو انگل شراب انڈیل کر پی گیا۔ یہ برانڈی کی خاص شراب "سوئیکا" تھی چند لمحے بعد کاؤنٹر کلرک نے پرمود کی طرف دیکھا اور اس کا اشارہ پا کر اس نے ایک ویٹر کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔

"میں کچن تک جا رہا ہوں اتنی دیر تم کاؤنٹر پر رکو گے۔"

"بہت اچھا صاحب ———" ویٹر نے سر ہلا دیا

"آئیے جناب ———" کاؤنٹر کلرک نے کہا۔ اور پرمود اس کے ساتھ ہی بڑھ گیا ریوالور وہ پہلے ہی جیب میں ڈال چکا تھا اور اب اس طرح کاؤنٹر کلرک کے ساتھ چل رہا تھا جیسے عرصہ سے جان پہچان ہو۔

وہ لوگ کچن میں آئے۔ پرمود کی توقع کے مطابق یہاں پولیس کی پرچھائیں

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

تک نہیں تھی۔ انہیں دیکھ کر کچن میں کام کرنے والے چونک گئے۔

"فرمائیے ــــ" ان میں سے ایک نے پوچھا

"تم اپنا کام کرو ــ" کاؤنٹر کلرک نے پرمود کا اشارہ پا کر کہا۔

"عقبی راستہ کس طرف ہے۔" پرمود نے کچن میں کام کرنے والوں سے ہٹ جانے کے بعد کاؤنٹر کلرک سے پوچھا اور وہ اس کے آگے چلنے لگا۔ دفعتاً پرمود نے ہلکے سے شور کی آواز سنی۔ یہ آواز ہال کی طرف سے آئی تھی۔ اس کا دل دھڑک اٹھا۔ یقیناً بھانڈا پھوٹ چکا تھا۔ اور وہ لوگ اب ہال میں آ پہنچے تھے۔ اس نے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

عقبی دروازہ ایک ایسی گلی میں کھلا تھا جو دونوں طرف دور دور یہ مکانوں سے گھری ہوئی سیدھی چلی گئی تھی اس طرف گندے پانی کی نالیاں تھیں اور گلی میں پھیلا ہوا کچرا ابلتے ہوئے گٹر کے پانی میں سڑ رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے پرمود جھجک گیا وہاں ایسی ہی بو پھیلی ہوئی تھی مگر دوسرے ہی لمحے پیچھے سے سنائی دینے والے شور کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"تم نے اگر کسی کو میرے بارے میں بتایا تو سمجھ لینا گولی سے استقبال کروں گا"

پرمود نے دروازے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ بچے میں درندگی تھی۔ پھر اس نے دروازہ بند کیا اور باہر سے کھٹکا لگا دیا۔ آخری سیڑھی پر رک کر اس نے گلی کے دونوں سروں پر نظر ڈالی دائیں طرف اسے کچھ فاصلے پر اس گلی سے ایک اور گلی پھوٹتی نظر آئی تھی اس نے اسی طرف چلنے کا فیصلہ کیا۔

یہ گلی دوسری گلی میں جا کر ختم ہو گئی تھی۔ اور دوسری سے کئی گلیاں پھوٹتی

تھیں۔ پرمود تیزی سے ان پر پیچ گلیوں میں چل رہا تھا یہاں کہیں گندگی سے اٹی پڑی تھیں تو کہیں نہایت صاف ستھری تھیں۔ وہ چلتا رہا۔۔۔ گلیوں کا جال پھیلتا ہی جا رہا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ یہ جال کہیں اس کے لئے کوئی نئی دشواری نہ کھڑی کر دے وہ ہر طرف سے چوکنا ہو کر چلتا رہا تقریباً تیس منٹ بعد وہ ایک بڑی سڑک پر نکلا تھا۔ اس نے اپنے جوتوں کی طرف دیکھا جو کیچڑ سے آلودہ تھے وہ سوچتا رہا کہ انہیں کیسے صاف کرے اس طرح اگر وہ سڑک پر نکل آتا تو ہر ایک کی توجہ کا مرکز بن جاتا۔ پھر۔۔۔ دفعتاً اس کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی۔ سڑک کے دوسرے سرے پر ایک ہیر کٹنگ سیلون تھا اس پر سیلون کے نیچے ہی حمام کے الفاظ بھی تحریر تھے۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا حمام میں داخل ہو گیا۔ حمام بڑا تھا۔۔۔۔۔ یہاں اسے متعدد لڑکیاں اور مرد نظر آئے مرد صرف کٹنگ کر رہے تھے لڑکیاں البتہ حمام پر مامور تھیں ان ہی میں سے ایک اس کی طرف بڑھی تھی۔

"حمام۔۔۔۔" پرمود نے ان ہی کی زبان میں کہا۔ اور اس لڑکی نے اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور مڑ گئی۔ دس پندرہ قدم چلنے کے بعد وہ ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ پرمود اس کے پیچھے تھا۔ یہاں دو طرفہ غسل خانے بنے ہوئے تھے اور ان کے درمیان چھ سات فٹ کی راہداری تھی لڑکی نے ایک خالی غسل خانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"پانی گرم ہے۔" "صابن اندر ہے۔ تولیہ اور تیل وغیرہ الماری میں ہے"

"شکریہ" پرمود نے سر ہلا دیا۔

"کیا میں اور کوئی خدمت کروں ـــــ اُس کا اشارہ پرمود کی کمر ملنے تیل ملنے اور مالش وغیرہ سے تھا۔

"نہیں شکریہ۔ پرمود نے کہا۔ اور اندر گھس کر دروازہ بند کر لیا۔
لڑکی چند لمحے کھڑی بند دروازے کو گھورتی رہی پھر آگے بڑھ گئی۔

△

پینڈورا جہاز کے عرشے پر ایزی چیئر پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں ہاتھ چیئر کے ہتھے پر رکھے ہوئے تھے ٹانگیں پھیلی ہوئی تھیں اور ان پر ... ایک رسالہ کھلا ہوا الٹا رکھا ہوا تھا۔ اس کا سیاہ چشمہ ٹھوڑی میں اٹکا ہوا تھا اس کے جسم پر اس وقت سوئمنگ ڈریس تھا جسے پہن کر وہ غسل آفتابی سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ تیز دھوپ نے اس کے بدن کو سرخ کر دیا تھا۔

یہ جہاز درمیانہ درجہ کا تھا۔ بظاہر سامان بردار نظر آتا تھا مگر ایک منٹ کے اندر ہی اندر اسے جنگی جہاز بنایا جا سکتا تھا۔ وقت ضرورت صرف چند ... بٹن دباتے ہی ایک میکنزم حرکت کرتا اور پوشیدہ جگہ سے دور مار توپیں جہاز کے عرشے پر نمودار ہو جاتیں ـــــ یہ توپیں ایک منٹ میں اسی گرنے فائر کرنے کی اہلیت رکھتی تھیں۔ یہ جہاز ڈاکٹر سین کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ان جہازوں میں سے ایک تھا جن کے ذریعے وہ نہ صرف اسمگلنگ ہی کرتا تھا بلکہ ان ہی کے ذریعہ وہ مختلف حکومتوں کو اسلحہ اور دیگر چیزیں بھی سپلائی کرتا تھا اس میں اسی قسم کے گودام تھے۔ جہاں بیک وقت چھ ہوائی جہاز یا چودہ ریلی

کا پٹر یا سترہ ٹینک رکھے جا سکتے تھے۔ اسی جہاز کے ایک حصے میں خفیہ اسلحہ خانہ تھا جہاں ہر قسم کے بم۔ راکٹ اور دیگر چیزیں موجود تھیں اسی جہاز پر نظر آنے والے افراد بظاہر ملاح ۔۔۔ ستری۔ الیکٹریشن اور کیپٹن تھے۔ مگر پس پردہ یہ لوگ بہترین قسم کے تربیت یافتہ فوجی تھے۔ اور ہر قسم کی لڑائی کا تجربہ رکھتے تھے انہیں کہاں تربیت دی گئی تھی یہ کسی کو بھی نہیں معلوم تھا لیکن ان میں مستند ایسے افراد تھے جو مختلف جنگوں میں حصہ لے چکے تھے۔ اور ڈاکٹر سین کی بیش کش قبول کر کے اس کے گروہ میں شامل ہو گئے تھے۔

جہاز میں اس وقت بھی کروڑوں کا سونا ہیرے چرس اور دیگر سامان بھرا ہوا تھا۔ جسے برمودا سے ریڈ گلف اسمگلنگ کیا جا رہا تھا یہاں سے اس جہاز کو ریڈ گلف کے کسی نامعلوم ساحل پر لنگر انداز ہو کر سامان اتارنا تھا۔

دن کے ساڑھے گیارہ بج چکے تھے۔ دھوپ میں اب پہلے سے زیادہ شدت تھی لیکن پینیڈورا سوچ رہی تھی۔ کہ محکمہ موسمیات کی پیشگوئی کے مطابق اگر بارش شروع ہو گئی۔ تب وہ غسل آفتابی سے کئی روز تک لطف اندوز نہ ہو سکے گی۔

دفعتاً وہ چونکی ۔۔۔ اپنے پیچھے اس نے قدموں کی چاپ سنی تھی پھر وہ نزدیک آ کر رک گئی۔ اس کے پیچھے کوئی کھڑا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے ۔۔۔" اس نے آنکھیں کھولے بغیر پوچھا

"آپ کی کال ہے ۔" اسکے پیچھے کھڑے ہوئے جہاز کے کیپٹن نے کہا۔

"ہمم ۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسکے اٹھنے کی وجہ سے رسالہ زانوں پر سے فرش پر گر پڑا تھا مگر اس نے پلٹ کر دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی اب وہ

تیز تیز قدموں سے کیبنوں کی طرف بڑھ رہی تھی کیپٹن نے بھی رسالہ اٹھایا اور بینڈورا کے پیچھے چل پڑا۔

کیبنوں کے پاس پہنچ کر وہ پہلے فلور کے لئے دائرے نما زینے طے کرنے لگی اس کے ذہن میں اس وقت ایک ہی خیال تھا۔ اور وہ تھا اس کال کا جس کی اسے اطلاع ملی تھی وہ کال یقیناً ڈاکٹر سین ہی کی ہو گی اگر کسی اور کی ہوتی تو کیپٹن اسے کال کی اطلاع دینے کی بجائے موصول ہونے والے پیغام کی کاپی بھیجتا۔ پہلے فلور کے ایک کمرے میں داخل ہو کر وہ سیدھی اس مشین کی طرف بڑھتی چلی گئی جس پر ایک ٹیلیویژن اسکرین لگا ہوا تھا۔ اسکرین پر بجلیاں سی کوند رہی تھیں اور ای۔ سی۔ سی کی آوازیں اس سے خارج ہو رہی تھیں وہ سکرین کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی پھر اس نے مشین کا ایک بٹن دبایا اور بولی۔

"ایس ڈی پی ایس۔ اسپیکنگ ہیئر۔"

"یس۔ دوسری جانب سے آواز سنائی دی جس کے ساتھ ہی اسکرین پر کوندنے والی بجلیاں غائب ہو گئیں اور اس کی جگہ ایک کمرے کا منظر ابھر آیا کمرے میں ایک آدمی اسکرین پر کھڑا نظر آیا اس کی ایک آنکھ پر ڈوری سے بندھا ہوا کپڑا لٹکا ہوا تھا اور وہ ایک آنکھ سے اسے گھور رہا تھا دفعتاً اس کے لب ہلے

"بینڈورا۔ کیا تم بدلے ہوئے حالات سے واقف ہو۔"

"میں مطلب نہیں سمجھی ڈاکٹر سین ۔۔۔۔۔" بینڈورا نے چونک کر کہا۔

"میں تم کو آج کی کہانی سناتا ہوں آج سوا دس بجے برمود (کی خفیہ پولیس نے برہارورڈ ولے ۔۔۔ ڈاکٹر کے بنگلے پر چھاپہ مارا اور وہاں سے مادام ردمہ پروفیسر

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

سمبل اور ڈاکٹر سنبگراش کو پکڑ کر لے گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہاں موجود تمام ریکارڈ پر بھی قبضہ کر لیا۔ ٹھیک پونے گیارہ بجے انہوں نے ڈی ایس ٹریڈرز پر چھاپہ مارا اور وہاں کے عملے کو گرفتار کر کے تمام ریکارڈ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد جانتی ہو کیا ہوا۔" ڈاکٹر سین نے پوچھا پھر پنیڈورا کا انکار میں ہلتا ہوا سر دیکھ کر بولا
پونے گیارہ سے اب تک پرمود ایں موجود ہمارے ہر اڈے پر مقامی پولیس کا قبضہ ہو چکا تھا سوائے ان اڈوں کے جن کا کوئی ریکارڈ پرمارود کے بنگلے یا ڈی ایس ٹریڈرز کی فائلوں میں نہیں ہے جانتی ہو یہ سب کیسے ہوا۔؟

"جی نہیں ___" پنیڈورا نے سر ہلا کر جواب دیا

"یہ صرف ایک عورت کی وجہ سے ہوا ہے۔"

"ایک عورت ___" پنیڈورا نے دہرایا ___ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں بلیک کوئین کا نام ابھرا تھا مگر اس نے اظہار نہیں کیا۔

"ہاں ___ اس کا نام ہے بلیک کوئین۔"

"بلیک کوئین ___"

"ہاں ___" ڈاکٹر سین نے سرد لہجے میں کہا۔ تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکا کہ تم ایک عورت ہی کو راہ سے ہٹا دیتیں اس عورت کی وجہ سے ہمارے بہترین آدمی مارے گئے اس نے قدم قدم پر تم کو شکست دی تمہارے ہر کام میں رخنہ انداز ہوئی یہاں تک کہ اس نے تمہارے منہ سے تمہارے شکار کیپٹن پرمود تک کو چھین لیا۔ لیکن تم اس کا کیا بگاڑ سکیں ___ یہی نا کہ اس کا چیلنج قبول کر کے رہ گئیں ___"

"ڈاکٹر ___" پنیڈورا نے کہا۔ میں اس مشن سے واپس آجاؤں پھر اس سے

سمجھ لوں گی میں کسی حد تک اس چالاک اور مکار عورت کے بارے میں جان چکی ہوں اگر میرا خیال صحیح ہے تو یقین کیجئے میں اسے ایک چوہیا کی طرح سے اٹلانٹا کر آپ کے سامنے پیش کر دوں گی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس چالاک سیکرٹ ـــ ایجنٹ کیپٹن پرمود کو بھی جس کی وجہ سے میرے کئی بہترین دماغ سٹ چکے ہیں۔"

"رہنے دو پینڈورا ـــ رہنے دو ـــ" ڈاکٹر سین زہر خند ہو کر بولا۔ میں یہ سمجھتا تھا۔ کہ جو علاقہ تم کو دیا گیا ہے تم اس پر قابو رکھو گی۔ مگر...... اب ظاہر ہوتا ہے کہ تمہاری صلاحیتوں کو زنگ لگتا جا رہا ہے۔ اور یہ کہ بلیک کریتن اور کیپٹن پرمود کا تم کچھ نہ بگاڑ سکو گی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے ڈاکٹر ـــ"

"غلط ـــ! تم نے اسے ہوٹل بینگول میں پھنسانے کی کوشش کی تھی مگر کیا نتیجہ نکلا وہ وہاں سے پراسرار طریقہ پر نہ صرف پولیس بلکہ تمہارے آدمیوں کی آنکھوں میں بھی دھول جھونک کر فرار ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کیمپ سکس کی ٹریننگ سنیٹر والی عمارت تک بھی جا پہنچا تھا۔ وہاں کافی دیر رہا پھر پیرد نیبر سنیل دغیرہ کو کسی طرح اس کی بابت علم ہو گیا۔ اور اس پر چیر لیکن وہاں سے فرار ہو کر سکس ایر پورٹ پہنچا اور وہاں سے ایک جہاز لے اڑا نتیجہ کے طور پر پرمود کی توجہ کو اپنے ایک ساحلی اڈے سے ہاتھ دھونے پڑے یہ اڈہ ارا کٹ اور میرائیلوں کا اڈا تھا پھر اسے پہاڑیوں میں گھیرا گیا اور ڈاکٹر سین تفصیلات بتلاتا چلا گیا ـــ اب کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کہاں ہے ہوٹل سے نکل کر جاتے ہوئے اسے صرف کاؤنٹر کلرک دیکھ سکا تھا اس کے لئے تمام گلیاں چھان ڈالنے کے باوجود اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ اور وہ اس طرح غائب ہو گیا جیسے

گدھے کے سر سے سینگ ۔ اب تم اسے کہاں تلاش کرو گی ۔۔۔۔ ؟"

"میں اسے پاتال سے بھی کھود لاؤں گی ۔۔۔۔" پینڈورا دانت پیستے ہوئے بولی

"وہ بریار ووڈ والے بنگلے میں گھسا تھا پھر ہوائی اڈے والا ٹریننگ سنٹر کی عمارت میں بھی گھسا تھا کیا تم اندازہ لگا سکتی ہو کہ وہ وہاں کیوں گیا تھا۔ اور اس نے وہاں سے کیا کچھ پایا ہے۔" ڈاکٹر سین نے پوچھا لہجہ زہر میں بجھا ہوا تھا۔

"اس سلسلے میں ہم اس کے آئندہ اقدام کے بعد ہی کوئی اندازہ لگا سکیں گے"

"بکواس ۔۔۔" ڈاکٹر سین غرایا۔ "تم سب نکمے ہوتے جا رہے ہو۔ تمہاری لاپروائی نے میری برسہا برس کی شہرت کو نقصان پہنچایا ہے۔ اب مجھے ان تمام معاملات کو خود ہی دیکھنا پڑے گا۔"

"ڈاکٹر ۔۔۔ میں ایک موقعہ اور چاہتی ہوں ۔۔۔۔" پینڈورا بولی اس کے لہجے میں نہ طنز تھا اور نہ ہی درخواست کرنے کا انداز ۔۔۔ ڈاکٹر سین چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر اس کے لب ہلے اور کمرے میں آواز گونج گئی۔

"میں تم کو صرف ۳۶ گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں زندہ یا مردہ دونوں کو میرے سامنے پیش کرو۔ صرف چھتیس گھنٹے ۔۔۔۔۔" ڈاکٹر سین نے کہا۔ اور مڑ کر اس طرف چلا گیا جہاں اسکرین میں پس منظر میں متعدد مشینیں اور ان پر بیٹھے ہوئے آدمی نظر آ رہے تھے ایک لمحہ بعد اسکرین تاریک ہو گیا۔ پینڈورا چند لمحے کرسی پر بیٹھی سکرین کو گھورتی رہی پھر مڑی اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ اس کا چہرہ غصے کی زیادتی کے سبب سرخ ہو رہا تھا۔ کیپٹن جو دروازے سے چند فٹ دور کھڑا تھا پینڈورا کو غصے میں دیکھ کر سہما ہوا ایک طرف ہٹ گیا۔

"میرے لئے ہیلی کاپٹر کا انتظام کرو۔ میں واپس برمودا جاؤں گی۔"

وہ کیپٹن کے پاس رک کر اس کے چہرے کو اپنی آگ برساتی ہوئی نظروں سے گھورکر بولی اس مشین کو میں تمہارے سپرد کر رہی ہوں۔ مجھے ایک ایک پل کی اطلاع ملتی رہنی چاہیے۔"

"یس مادام۔" کیپٹن نے جھک کر کہا۔

"جاؤ۔" وہ عزائی اور کیپٹن تقریباً دوڑتا ہوا زینے کی طرف بڑھ گیا۔

پینڈورا ایک اور کمرے کی طرف بڑھی۔

اب وہ بڑی تیزی سے لباس بدل رہی تھی۔ اس نے سوئمنگ ڈریس اتار کر پہلے چست لباس پہنا پھر پتلون پہنی چمڑے کی جیکٹ سے پہلے بلاؤز پہنا اور زپ بند کرکے ریوالور جیکٹ کی جیب میں رکھتے ہی ریوالور رکھ کر اس نے مائیکرو ڈسک میز پر سے اٹھائی چمڑے کا خود جس کا تھوڑا کے درمیان فولاد کی ٹوپی تھی سر پر پہنا پھر فل بوٹ پیروں میں ڈالے اور ہیٹ کے تسمے کستی ہوئی کمرے سے نکل آئی۔

کمرے سے نکلتے ہی اس کی مڈبھیڑ کیپٹن سے ہوئی تھی۔

"کیا بات ہے۔" پینڈورا غرائی

"مادام۔ ایک چھوٹا سا جہاز ہم سے کچھ فاصلے پر نمودار ہوا ہے۔"

"پھر۔" کم سے کم الفاظ میں اپنا مافی الضمیر واضح کرو سمجھے۔" وہ غرائی بس یہی معلوم ہوا تھا جیسے زخمی شیرنی چنگھاڑی ہو۔

"اس جہاز نے روشنی کے سگنلوں سے ہمیں مدد کا پیغام بھیجا ہے شاید ان کے جہاز میں کوئی خرابی ہوگئی ہے۔ ان کا سگنل ایمرجنسی ہے۔"

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

"ہم —— " پینڈورا غزالی —— آنے دو۔"

"کیا ان کی مدد کی جائے۔"

"نہیں۔ ابھی انہیں قریب آنے دو اس کے بعد دیکھیں گے۔ کہ کیا معاملہ ہے اگر وہ پولیس کے آدمی نہ ہوئے تو ان کی مدد کر دی جائے گی۔"

"پولیس —— یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مادام —— پولیس ہماری گرد بھی نہیں پا سکتی ——"

"اب وہ وقت ختم ہو گیا ہے —— پینڈورا نے کہا۔ ہرمرد امیں ہمارے بیشتر اڈے پولیس کی تحویل میں جا چکے ہیں۔ پروفیسر سنیل ڈاکٹر شنگراش اور سدرہ جیسی ہستیاں پکڑ کر لاک اپ میں ڈالی جا چکی ہیں۔ ہمارا ہر قدم ... اب نپا تلا اٹھنا چاہیے ذرا سی بھی لغزش موت ہی سے ہمکنار کرے گی۔"

"بہت بہتر مادام —— ہم ان کے قریب آنے کا انتظار کرتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ سب کو تیار رہنے کا سگنل دے دو —— میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروں گی —— جاؤ ——" وہ غزالی اور کیپٹن سر ہلاتا ہوا وہاں سے لوٹ گیا وہ اب اپنے کمرے کی طرف دوڑ رہا تھا۔ پینڈورا واپس کمرے میں گھسا۔ دوبارہ باہر آئی تو اس کے ہاتھوں میں دوربین تھی پھر وہ دوربین آنکھوں سے جا لگی۔

△

پرسوہام کے برابر میں ایک کیفے میں بیٹھا جائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہا تھا۔ سگریٹ اس کی انگلیوں میں دبی ہوئی تھی۔ اور اس کی فراخ پیشانی پر فکر و تردد

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

کی ہلکی ہلکی پرچھائیاں پھیلی ہوئی تھیں تقریباً بیس پچیس منٹ بعد وہ وہاں سے اٹھا تھا۔

کاؤنٹر پر بل کی رقم ادا کر کے وہ سڑک پر نکل آیا۔ اب اس کا رخ چوراہے کی طرف تھا۔ اس نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی ساڑھے بارہ بج چکے تھے۔ اسے ہوٹل سے فرار ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے تھے اور اب اسے امید تھی کہ پولیس اس کی گرفتاری سے ناامید ہو چکی ہو گی۔ چوراہے پر پہنچ کر اس نے چاروں طرف نظر ڈالی جس اسکیم کو اس نے ہوٹل کے کمرے میں ترتیب دیا تھا۔ اس پر عمل کرنے کے لئے اسے فوٹو گرافر کی تلاش تھی۔ ایسے فوٹو گرافر کی جس کی دوکان میں پرنٹ ڈیولپنگ وغیرہ سب چیز کا انتظام ہو جلد ہی اسے ایک ایسی دوکان نظر آگئی یہاں اسے کاؤنٹر پر ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس کے پیچھے دو آدمی اور تھے جو فوٹوؤں پر ٹچنگ کر رہے تھے۔ ممکن ہے اور آدمی اندر رہے ہوں۔ مگر پرمود کو تین ہی نظر آ سکے تھے۔ وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ دوکان کو اچھی طرح دیکھ سکتا تھا دوکان کی ساخت بتا رہی تھی کہ اندر بھی کچھ آدمی ضرور موجود ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ ڈارک روم میں ورک کر رہے ہوں۔ اس نے آس پاس کوئی ایسی جگہ تلاش کرنے کے لئے نظر ڈالی جہاں وہ کچھ دیر بیٹھ سکے۔ جگہ نظر بھی آ گئی۔ مگر وہ دور تھی اس کی مطلوبہ فوٹو گرافر والی دکان سے اس کا فاصلہ یہاں سے آٹھ نو منٹ کے قریب تھا پرمود نے چند لمحے سوچا پھر اسی طرف بڑھ گیا اسے بہرحال اپنی اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وقت کا انتظار کرنا تھا جبکہ فوٹو گرافر کی دوکان میں موجود افراد لنچ کے لئے نہ اٹھ جاتے اسکے بعد ہی اس کا کام شروع ہوتا

تقریباً نصف گھنٹے بعد سوا ایک بجے کے قریب دکان سے ایک ایک کرکے آدمی باہر آنے لگے۔ یہ تعداد میں سات تھے۔ ان میں لڑکی نہیں تھی وہ ساتوں ایک گاڑی میں بیٹھے اور روانہ ہو گئے۔ پرمود نے اطمینان کی سانس لی ان کے گاڑی میں بیٹھ جانے کا مطلب یہ تھا کہ وہ ایک گھنٹے سے قبل واپس نہیں آئیں گے چند لمحے بعد وہ پھر فوٹو گرافر کی دکان کی طرف بڑھ گیا۔

"فرمایئے ـــــ؟" لڑکی نے اسے دیکھتے ہی پوچھا

"مجھے کچھ اپنی تصویریں بنوانی ہیں ـــــ پرمود نے کہا۔ کیا اس وقت آپ یہ کام کریں گی۔"

"جی نہیں ـــــ یہ لنچ ٹائم ہے ـــــ سب لوگ گئے ہوئے ہیں وہ سوا دو یا ڈھائی بجے تک لوٹ سکیں گے۔ اس کے بعد ہی آپ کا کام ہوگا۔"

"اس وقت اور کوئی نہیں ہے کیا۔؟"

"جی نہیں ـــــ کوئی بھی نہیں ہے۔ میں بھی اٹھ جاتی اگر آج میری سیکرٹری بیمار نہ ہوتی ـــــ"

"اوہ ـــــ پرمود نے سر ہلا کر کہا آپ مالک ہیں۔"

"مالکہ کہیئے" وہ مسکرا کر بولی۔ ہاں میں اس کاروبار کی مالک ہوں۔"

"ویری گڈ ـــــ" پرمود نے کہا۔ مجھے کچھ فلموں کو دھونا اور ان کے پرنٹ بنانے ہیں کیا میں آپ کا اسٹوڈیو استعمال کر سکتا ہوں۔"

"جی نہیں۔ آپ فلمیں دے جائیں دھو کر پرنٹ نکلوا دوں گی۔

"مگر میں خود یہ کام کرنا چاہتا ہوں ـــــ" پرمود نے چاروں طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔ میں آپ کو اس کا معقول معاوضہ ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

"ویری ساری مسٹر۔۔۔۔۔ وہ مسکرا کر بولی پھر دوبارہ فائل پر جھک گئی

"ہم ـــــ پرمود نے ایک بار پھر آس پاس کا جائزہ لیا اور جیب سے ہاتھ باہر نکال لیا اس کے ہاتھ میں ریوالور دبا ہوا تھا اب چپ چاپ اٹھو ـــــ اور اندر چلی چلو۔"

"اوہ ـــــ وہ سر ہلا کر بولی ـــــ سمجھی تم کیا چاہتے ہو"

"کیا چاہتا ہوں ـــــ؟ پرمود نے پوچھا

"تم اس طرح ریوالور کے بل پر مجھے بے عزت کرنا چاہتے ہو۔"

"غلط خیال ہے تمہارا۔ پرمود نے کہا میں صرف وہی کرنا چاہتا ہوں جس کے لئے تم سے کہا ہے۔

"زبردستی ہے کوئی ـــــ"

"ہاں ـــــ پرمود نے کہا زبردستی ہی سہی ـــــ چلو اٹھو۔"

"کہاں ـــــ؟ وہ گڑبڑا کر بولی

"اندر ـــــ" پرمود نے کہا اس مرتبہ اس نے لہجہ سخت کر لیا تھا۔ مجبوراً لڑکی کو وہی کچھ کرنا پڑا جو پرمود چاہتا تھا۔ وہ باہر کا سامان اور کاغذات درازوں میں ڈال کر پرمود کے ساتھ اسٹوڈیو کے اس حصے میں آ گئی جہاں فوٹو کھینچے جاتے تھے۔ پرمود نے بلب روشن کر دیئے۔

"تمہارا نام ـــــ" پرمود نے کہا۔

"ماریا۔"

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

"صرف ماریا۔" پرمود نے پوچھا

"ماریا ڈولفن ۔۔۔" وہ ناخوشگوار لہجے میں بولی

"گڈ۔۔ پیارا نام ہے ۔۔۔" پرمود نے کہا۔ اب تو مس ماریا میری ہدایتیں آپ غور سے سنیں تاکہ کام کرتے ہوئے پریشانی نہ ہو۔"

"کیا مطلب۔"

"میرے ایک سوال کا جواب دو۔ کیا تم فوٹو گرافی کا کام جانتی ہو۔۔۔"

"ہاں ۔۔ مگر مجھ سے مطلب۔"

"عمدہ ۔۔" پرمود مسکرا کر بولا۔ سب سے پہلے تم اس چیز کو ذہن میں رکھ لو کہ میں تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔"

"ہونہہ ۔۔" وہ بے بسی سے بولی

"دوسرے فلموں کو دھونے اور پرنٹ نکالنے میں تم میری مدد کرو گی۔ تاکہ کام جلد از جلد ختم ہو جائے اور میں تم سے رخصت ہو جاؤں"

ماریا کچھ نہیں بولی وہ بیزاری سے دیوار کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"اس کے ساتھ تم کو اپنے آدمیوں کی آمد کا خیال بھی رکھنا پڑے گا جب وہ آئیں تو تم ان سے میرے متعلق صرف اتنا کہو گی کہ میں تمہارا دوست ہوں اور ایک پرسنل کام کر رہا ہوں جس میں تم میری معاون ہو۔"

"اور اگر میں یہ سب نہ کروں تو ۔۔۔" وہ پرمود کو گھور کر بولی

"تو مجبوراً مجھے پھر ریوالور نکالنا پڑے گا۔"

"آخر تم ہو کون ۔۔؟"

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

" کوئی بھی کیوں نہ ہوں تم کو اس سے مطلب نہ ہونا چاہیئے۔" پرمود نے کہا میرا کام اتنا ضروری ہے کہ اس کے لئے میں قتل تک کر سکتا ہوں اسی سے تم اسکی اہمیت کا اندازہ کر سکتی ہو۔"

" اگر میں تمہاری مرضی کے مطابق کام کردوں تو ـــــ"

" میں ایک اچھے گاہک کی طرح تم سے رخصت ہو جاؤں گا۔"

" ہم ـــــ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی ٹھیک ہے اب بتاؤ مجھے کیا کرنا ہے"

" ڈارک روم کس طرف ہے "

" میرے ساتھ آؤ۔" ماریلا نے کہا۔ اور وہ ایک ملحقہ دروازے کی طرف بڑھنے لگی دروازہ کھلتے ہی سیڑھیاں نظر آئی تھیں یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا کمرے کے وسط میں ایک سرخ رنگ کا بلب اندھیرے کو دور کرنے کی سعی کر رہا تھا۔

△

پرمود نے نم آلود پرنٹوں کو دیکھا پھر انہیں ایک کاغذی تھیلے میں رکھنے لگا۔ پندرہ منٹ میں وہ اس سے فارغ ہو گیا فلموں کو دھونے اور ان کے پرنٹ نکالنے میں اسے دو سوا دو گھنٹے لگ گئے تھے ماریلا نے اپنے ملازموں سے وہی کچھ کہا تھا جو پرمود نے اس کے ذہن نشین کرایا تھا کسی نے اس پر توجہ نہیں دی تھی جس سے پرمود نے اندازہ لگایا کہ ماریلا کے اکثر دوست اسی طرح آتے رہتے ہوں گے۔ لفافہ اس نے ہاتھ میں پکڑا اور ماریلا کی طرف مڑتے ہوئے بولا

"اچھا مس ماریلا۔ تعاون کا شکریہ کیا پیش کروں۔"

"کچھ بھی نہیں —" وہ مسکرا کر بولی

"کیا مطلب —"

"مطلب یہ کہ تم اب واقعی میرے دوست ہو۔ کہتے کہتے اس نے پرمود کے گلے میں بازو حمائل کر دیئے اور اس کے سینے سے چپک گئی۔"

"سوری مس ماریا — پرمود نے کہا۔ مجھے اس چیز سے دلچسپی نہیں ہے"

"کیا —" ماریا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"ہاں — میں اس وقت صرف کام کرنا چاہتا ہوں اور یہ چیز میرے پروگرام میں شامل نہیں تھی —"

"اوہ — وہ مسکرائی۔ پھر بلاوز کے گریبان سے ایک وزیٹنگ کارڈ نکال کر پرمود کو دیتی ہوئی بولی آج شام کو یا رات کو دس بجے تک اس پتے پر آجایئے میں منتظر رہوں گی —"

"کوشش کروں گا —" پرمود نے سر ہلا کر کہا۔

"کوشش نہیں وعدہ کیجئے —" وہ دوبارہ پرمود کے گلے میں بانہیں ڈال کر بولی پھر زبردستی اس کے ہونٹوں سے ہونٹ چپکا دیئے پرمود کو مجبوراً اسے برداشت کرنا تھا وہ اس وقت تفریح کے موڈ میں نہیں تھا اور نہ ہی اس کے جذبات اس قدر آزاد تھے کہ بھیر جاتے۔ اس نے بڑی آہستگی سے اپنے سینے سے اسے الگ کیا اور بولا

"بس اب زیادہ بیقراری مت دکھاؤ۔ رات کو آجاؤں گا۔"

"ویری گڈ —" وہ مسکرائی۔ پرمود نے رومال سے ہونٹوں کو صاف کیا پھر اسے جیب میں رکھتا ہوا ڈارک روم سے نکل آیا سٹوڈیو کے دروازے پر اانہیں

رکن پڑا تھا۔ شاید اندر کسی کی تصویر اتاری جا رہی تھی۔ پانچ منٹ بعد دروازے کے اوپر سبز بلب چمکا اور وہ دروازہ کھول کر دوسرے کمرے میں آگئے۔ یہاں دو عورتیں دو بچے اور ایک مرد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک آدمی کیمرہ درست کر رہا تھا وہ اس کمرے سے گزر کر باہر آگئے پر مڑتے اس پر الوداعی نظریں ڈالیں اور ہاتھ ملاتا ہوا دوکان سے باہر نکل آیا۔

ماریا اس وقت تک اسے دیکھتی رہی تھی جب تک وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ نہ ہو گیا اس نے تیزی سے دراز سے پنسل اور کاغذ نکالا اور کچھ لکھنے لگی پھر اس نے فون اپنی جانب کھسکایا اور کسی جگہ کے نمبر ڈائل کرنے لگی فوراً ہی سلسلہ ملا تھا۔

"او ہیلو ــــ پولیس اسٹیشن ـــ دیکھئے میں ماریا فوٹو اسٹوڈیو سے بول رہی ہوں ـــ جی ہاں ـــ کچھ دیر پہلے میرے اسٹوڈیو سے ایک آدمی نکل کر گیا ہے جی ..... وہ آدمی مشتبہ ہے ـــ وہ یہاں ڈھائی گھنٹے پہلے آیا تھا اور ابھی ابھی گیا ہے ـــ اس نے ریوالور کے بل پر کئی فلموں کے پرنٹ بنواتے اور انہیں دھرایا تھا ـــ جی ہاں ..... میں نے ان کو پڑھا ہے وہ کچھ عجیب قسم کے کاغذات ہیں ـــ جی ہاں کچھ یاد ہیں ـــ جی ـــ جی ـــ وہ ایک ٹیکسی میں روانہ ہوا ہے اس کا نمبر سیون سکس ..... بی زیڈ زیڈ ہے ـــ جی ہاں ..... بہت بہتر آپ انسپکٹر کو بھیج دیجئے میں پورا بیان نوٹ کرا دوں گی۔ حلیہ ..... وہ حلیہ بتاتی رہی پھر بولی ٹھیک ہے میں انتظار کر رہی ہوں ـــ ویسے میں نے اسے محبت کا جھانسہ دے دیا ہے اور وہ رات کو میری کوٹھی پر آئے گا۔ او ..... کے ..... " اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اور اسی طرف دیکھنے لگی جس طرف وہ مڑ گیا تھا۔ اس کا ہاتھ

اٹھا۔ اور ایک انگلی اضطراری طور پر دونوں ہونٹوں پر پھیرنے لگا۔

پرمود دکان سے کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ ایک خالی ٹیکسی نظر آگئی۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا اور اس میں بیٹھتا ہوا بولا۔

"پرنس اسٹریٹ۔"

ڈرائیور نے سر ہلایا۔ پھر اتر کر میٹر ڈاؤن کیا اور ٹیکسی اسٹارٹ کر دی ...

اب یوں سوچ رہا تھا۔ پرمود کو اسے کسی ایسی جگہ جا کر رکنا چاہیے جہاں وہ سکون سے اپنے بنائے ہوئے فوٹو پرنٹس کا معائنہ کر سکے۔ فوٹو بناتے ہوئے اس نے کہیں کہیں سے ان کی تحریر پڑھی تھی اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کاغذات اس سے بھی زیادہ اہم ہیں جتنا اس نے انہیں سمجھا تھا۔ یہ فوٹو ان ہی فلموں کے تھے جو اس نے بربار روڈ والے بنگلے اور ٹریننگ سنٹر کی عمارت سے اس وقت اتارے تھے۔ جب ڈاکٹر سین کے ساتھی وہاں تقریر سن رہے تھے۔ اسے اب سو فیصدی امید ہو گئی تھی کہ وہ ڈاکٹر سین کا پتہ با آسانی لگا لے گا۔ گاڑی دوڑتی رہی اور اس کے ساتھ ہی اس کے خیالات کا سلسلہ بھی دراز ہوتا گیا وہ آئندہ کے لئے لائحہ عمل منتخب کر رہا تھا۔ دفعتاً وہ چونکا ٹیکسی فٹ پاتھ کے کنارے رک گئی تھی پرنس اسٹریٹ آگئی تھی وہ کرایہ ادا کر کے اتر گیا۔ اب وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا دفعتاً اس کے ذہن میں نیازی کا خیال آیا کئی دن سے اس نے نیازی سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ خیال کے آتے ہی اس کی نظریں کسی پبلک بوتھ کی تلاش میں متحرک ہو گئیں

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

جلد ہی اسے بوتھ نظر آگیا چند فٹ کے فاصلے پر دوسری طرف کے فٹ پاتھ پر ایک بوتھ موجود تھا وہ اسی طرف بڑھنے لگا۔ بوتھ کے اندر داخل ہو کر اس نے ریسیور اٹھا لیا اور نیازی کے نمبر پریس کرنے لگا۔ سلسلہ فوراً ہی مل گیا تھا۔

"ہیلو — اس نے دوسری طرف کی آواز سن کر کہا تھا۔ کون ہے؟

"ملازم جناب —" دوسری جانب سے آواز آئی۔

"مجھے نیازی سے بات کرنی ہے۔" پرمود نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے کوڈ ورڈز میں اپنی شناخت بھی ملازم کو کرا دی تھی۔ کیونکہ اسے علم تھا کہ نیازی کے پاس جو ملازم ہیں ان میں سے کوئی بھی ریسیور اٹھانے کا مجاز نہیں ہے۔ اور اس وقت بولنے کا مطلب یہی تھا کہ وہ جو کوئی بھی تھا ملازم نہیں تھا ممکن ہے کوئی ساتھی ہی ہو۔

"وہ کسی جگہ گئے ہوئے ہیں جناب — دوسری جانب سے کہا گیا اور شام سے پہلے ان کی واپسی ممکن نہیں ہے۔"

"اوہ —" پرمود کے لبوں سے نکلا کوئی خاص اطلاع۔"

"جی ہاں جناب — دوسری طرف سے کہا گیا

"کہو" پرمود نے کہا اور ریسیور کو اپنے کان سے پیوست کر لیا دوسری جانب سے جو کچھ کہا جا رہا تھا اسے وہ بڑی توجہ اور غور سے سن رہا تھا چند لمحے بعد اس کے چہرے پر ہلکی سی سلوٹ پڑی پھر مٹ گئی۔

"بہت اچھے — اس نے کہا۔ بس اب تمہارا کام ختم ہوا نیازی سے کہنا کہ اب اس پروگرام کی دوسری شق پر عمل کر ڈالے ہاں — ٹھیک — بس اور

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

کچھ نہیں کہنا۔ نہیں یاں یہ نہیں بتا رکتا۔ . . . میں سردست کسی ایک جگہ نہیں ٹھہرتا ـــــ ہاں ٹھیک ـــــ اس نے ٹھیک کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر مڑا اس کا الٹا ہاتھ بوتھ کا آٹومیٹک دروازہ کھولنے کے لئے اٹھا تھا مگر پھر ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ نیچے گر گیا اس کی نظریں دوسری طرف کے فٹ پاتھ پر جمی ہوئی تھیں جہاں ایک ٹیکسی کے گرد چار پولیس والے اور ایک انسپکٹر کھڑا ادائیں بائیں دیکھ رہا تھا۔ اور ـــــ یہ ٹیکسی وہی تھی جس میں بیٹھ کر وہ یہاں تک آیا تھا خطرہ ـــــ اس کے ذہن میں ایک خیال گونجا اور اس کے پورے جسم میں بجلیاں سی کوندنے لگیں اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور پر گرفت کی اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اب وہ اس سمت میں جا رہا تھا جس طرف اس نے ایک بڑے اسٹور کو دیکھا تھا۔

اسٹور میں داخل ہونے سے پہلے اس نے پلٹ کر دیکھا پولیس والے اور ٹیکسی ڈرائیور اسی کی طرف دیکھ رہے تھے پھر وہ اسی طرف دوڑ پڑے۔ یہ مرد تیزی سے اسٹور میں داخل ہو گیا۔ اس اسٹور میں اس وقت بے تحاشہ رش تھا عورتوں اور مردوں کی بھیڑ تھی خریدار اسٹور کے دروازے سے اندر داخل ہو کر ایک چھوٹی سی ہاتھ گاڑی کاؤنٹر کے پاس سے لیتے اور آگے بڑھ جاتے۔ اس گاڑی کے ساتھ وہ اس بڑے اسٹور میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک گھوم جاتے تھے۔ اور کاؤنٹر پر پہنچ جاتے جہاں موجود لڑکیاں فوری طور پر ان کے سامان کو پیک کر کے اس پر بل چسپاں کر دیتیں۔ جنہیں وہ کیشئر کے پاس ادا کر کے اسٹور سے نکل جاتے تھے کیشئر کی پشت والی دیوار میں ایک بڑا شیشے کا دروازہ تھا جو ایک بڑے ہال میں کھلتا

تھا۔ اس ہال میں سینکڑوں کی تعداد میں مرد عورتوں اور بچوں کے پلاسٹک کے بنے ہوئے ہال مختلف قسم کے زنانہ مردانہ بچگانہ کپڑے بھرے پڑے تھے۔ ضرورت مند اس ہال میں ماڈل پر چڑھے ہوئے کپڑوں کو دیکھ کر ڈیزائن پسند کرتے اور اس پر لگی ہوئی چٹ میں سے الماری کا نمبر لے کر الماری کی طرف بڑھ جاتے وہاں بھرے ہوئے لباسوں میں سے وہ اپنے سائز کا لباس نکالتے اور واپس کاؤنٹر پر پہنچ کر اسے پیکنگ کے لئے لڑکیوں کے حوالے کر دیتے تھے اس اسٹور میں تقریباً ضرورت کی ہر چیز مل جاتی ہے پرمود نے اس اسٹور کے بارے میں مقامی اخبارات میں پڑھا تھا۔ مگر عملی طور پر اسے دیکھنے کا اتفاق آج ہی ہوا تھا اندر داخل ہو کر اس نے سرسری طور پر اسٹور اور وہاں موجود افراد کا جائزہ لیا کوئی کسی کی طرف متوجہ نہیں تھا اس نے ایک ہی نظر میں اندازہ لگا لیا کہ کس طرح خود کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے..... وہ اس ہال کی طرف بڑھ گیا۔ جو کلاتھ روم کہلاتا تھا۔ تیز تیز قدموں سے وہ ہال کے آخری کونے کی طرف بڑھنے لگا۔ یہاں اسے تین عورتیں دو مرد اور دو بچے نظر آئے تھے اور وہ بھی شاید باہر جانے والے تھے کیونکہ ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں لباسوں کے ڈبے پکڑے ہوئے تھے پرمود تیزی سے وہاں موجود مجسموں کا جائزہ لینے لگا جلد ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ کس طرح خود کو بچا سکتا ہے اس نے بڑی تیزی سے ایک الماری سے تھری پیس شیروانی نکال کر پہنی پرانے زمانے کی اونچے ہڈ والی پلیٹ سیٹ پہنی پھر ایک ہیٹ بھی لی ہاتھوں میں دستانے پہنے اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ شیشوں والے دروازے سے اس نے دوسری طرف نگاہ ڈالی پولیس والے ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ اسے تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ وہ دروازے

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

کے پاس پہنچا۔ اور انتظار کرنے لگا۔ پرزنٹوں کا لفافہ اس نے کپڑوں کی ایک الماری میں چھپا دیا تھا اسے اس وقت کا انتظار تھا۔ جبکہ پولیس والے اس کی تلاش میں اس ہال میں آتے ...... تین منٹ کے بعد اس کا انتظار ختم ہوا اور اس نے پولیس والوں کو ہال کی طرف آتے دیکھا ٹیکسی ڈرائیور بھی ان کے ساتھ تھا وہ بڑی تیزی سے جھک گیا۔ اس کا ایک ہاتھ فلیٹ ہیٹ کو پکڑ کر سر سے دو انچ اوپر اٹھا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ سینے پر تھا۔ سینے والے ہاتھ میں بینت لٹکی ہوئی تھی۔ اور وہ تقریباً رکوع کے انداز میں جھکا ہوا تھا۔ دروازہ کھلا اور وہ لوگ اندر داخل ہو گئے۔

"تم اس طرف سے دیکھو ......" انسپکٹر نے کہا۔ اور خود پرمود کے قریب ہی کھڑا ہو گیا پولیس والے اسے ہال میں ڈھونڈنے لگے۔ ٹیکسی ڈرائیور بھی ان کے ہمراہ تھا۔ تقریباً تین منٹ کے بعد وہ انسپکٹر کے سامنے کھڑے تھے۔ اور وہ ان سے کہہ رہا تھا۔

"کیا بات ہے — وہ کہاں غائب ہو گیا۔" مخاطب ٹیکسی ڈرائیور سے تھا

"معلوم نہیں جناب —" ایک پولیس والے نے کہا۔ ہم نے اسے ہر طرف تلاش کر لیا مگر وہ نہیں مل سکا — پتہ نہیں وہ کہاں غائب ہو گیا۔"

"ارے — انسپکٹر ... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا میں اسے اچھی طرح پہچان گیا تھا وہ فون بوتھ سے نکل کر اس طرف آیا تھا

"ارے جب وہ فون بوتھ سے نکلا ہے تب ہی کیوں نہیں بتا دیا تھا۔"

انسپکٹر نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

"میں اسے شناخت کرنے کی کوشش کر رہا تھا جناب جب یقین ہو گیا کہ وہ وہی ہے جسے میں نے یہاں لا کر چھوڑا تھا تو آپ سے کہہ دیا تھا۔"

"اس کا حلیہ پھر بتاؤ ـــــ" انسپکٹر نے کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور حلیہ بتانے لگا۔ یہ حلیہ سو فیصدی پرمود کا تھا۔

"ٹھیک ہے یہی حلیہ ہے ـــــ اسی حلیئے کو ماریلا نے بھی بتایا تھا۔ انسپکٹر نے سر ہلا کر کہا پھر جیب سے سگریٹ نکال کر سلگائی اور کش لینے لگا۔ اس کی تیز نظریں پورے ہال کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"ایک مرتبہ پھر تلاش کرو ـــــ انسپکٹر نے کہا۔ ان مجمعوں کو بھی دیکھ ڈالو جو بڑے گھیرے کی فراکیں پہنے ہوئے ہیں یا غبارے والے اسکرٹ ـــــ"

"بہت بہتر جناب ـــــ سپاہیوں نے کہا۔ اور دوبارہ ہال میں پھیل گئے ان کی تعداد صرف تین تھی ایک کو شاید انہوں نے دروازے پر چھوڑ دیا تھا ـــــ پانچ منٹ بعد سپاہی پھر اپنی ناکامی کا اعتراف کر رہے تھے۔

"کیا وہ بھوت ہے ـــــ" انسپکٹر نے بڑبڑا کر کہا اور بڑھ کر پرمود کی کمر پر ہاتھ رکھ کر رک گیا ـــــ اب وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

"تم نے باہر موجود تمام مردوں کو اچھی طرح دیکھا ہے نا ـــــ انسپکٹر نے ڈرائیور سے پوچھا اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر وہ کہاں گیا ـــــ انسپکٹر بڑبڑایا ـــــ کیا وہ جادوگر ہے ـــــ یا کوئی شیطان ـــــ"

وہ سوچ میں ڈوب گیا اسے کیا خبر کہ جس کی اسے تلاش ہے وہ اس کے

قدموں کے پاس ہی ماڈل کے روپ میں جھکا اس کی نگاہوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ وقت گزرتا رہا..... دو تین منٹ ...... پانچ منٹ ...... انسپکٹر اسی طرح پرمود سے ٹکرا کسی سوچ میں گم تھا اور پرمود ـــــ وہ سوچ رہا تھا۔ کہ اگر اس کا بیلنس ذرا بھی بگڑا تو وہ چونک جائیں گے۔ اور پھر اسے ہتھکڑیاں اور جیل کی چہار دیواری ہی نصیب ہو گی۔ اس کے بعد..... پھانسی کا پھندا یا ریوالور کی گولی ہی اس کا انجام بنے گی۔ اس طرح جھکے جھکے اس کی کمر دکھنے لگی تھی اگر صرف جھکنے کا مسئلہ ہوتا تب بھی وہ مزید کچھ دیر اور آسانی سے جھکا رہتا مگر اس کے جسم پر تو جھکنے کے ساتھ ہی انسپکٹر کا بوجھ بھی لدا ہوا تھا اس کی ذرا سی بھی حرکت اس کے لئے خطرہ بن سکتی تھی۔ موت کی دو دھاری تلوار کچے دھاگے سے بندھی ہوئی اس کے سر پر لٹک رہی تھی اس کے پیر لرزنے لگے...... ریڑھ کی ہڈی جواب دینے لگی۔ ہاتھوں میں سنسنیاں پیدا ہو گئیں۔ بس یہی معلوم ہونے لگا جیسے کچھ دیر بعد اس کا جسم شل ہو جائے گا۔ اور وہ حقیقتاً پتھر کا بن جائے گا۔ اس کا جسم اب مزید انسپکٹر کا بوجھ برداشت کر کے جھکے رہنے پر تیار نہیں تھا۔ ہاتھ بعض اوقات ہل جاتا تھا اور ایسے وقت پرمود کا سانس سینے ہی میں اٹک جاتا ـــــ بس یہی محسوس ہوتا۔ جیسے اس کی حرکت نے اسے مشتبہ کیا اور وہ پکڑا گیا ـــــ چند لمحے مزید گزرے اب پرمود کے لئے جھکے رہنا تقریباً ناممکن ہو گیا تھا اس کے پیر بری طرح سے لرز رہے تھے دفعتاً ایک اور خطرہ اس کے سر پر آموجود ہوا اسٹور کا مالک یا کیشیئر وہ جو کوئی بھی تھا دروازہ کھول کر اندر آگیا۔

"کیوں انسپکٹر صاحب کیا آپ کا مجرم مل گیا۔؟"

"جی نہیں۔ میں یہی سوچ رہا ہوں کہ وہ کہاں غائب ہو گیا۔"

"کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ وہ ادھر آیا ہی نہ ہو۔"

"اس کا امکان تھا مگر وہ ختم ہو گیا۔ اسے یہاں داخل ہوتے ہوئے شناخت کر لیا گیا ہے اس لئے ہم اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے یہاں آئے تھے۔

"حیرت ہے اگر وہ یہاں آیا تھا تو کہاں غائب ہو گیا۔

"کیا یہاں سے باہر نکلنے کا اور بھی کوئی راستہ ہے۔" انسپکٹر نے پوچھا

"جی نہیں۔ بس ایک ہی بڑا گیٹ ہے"

"پھر تو اس کا اس طرح غائب ہو جانا حیرت انگیز ہے"

"یقیناً۔ ویسے میں یہ سوچ رہا ہوں کہ وہ یہاں آیا ہی نہیں"

"ممکن ہے۔" انسپکٹر نے کہا "وہ ہم کو دیکھ کر دروازے میں ہی رک گیا ہو!

دوسرے گاہکوں کے ساتھ مل کر ہمارے آنے سے پہلے ہی فرار ہو گیا ہو"

"یہ بھی ممکن ہے۔" دوکان کے مالک یا کیشیئر نے کہا۔ آپ کے آنے سے ہی پہلے تین مرد دو عورتیں اور چار بچے نکلے تھے۔ ان میں سے ایک نے کچھ بھی نہیں خریدا تھا۔ میں سمجھا تھا کہ وہ ان عورتوں کے ساتھ ہے۔ مگر اب خیال آتا ہے کہ وہ آپ کا مطلوبہ مجرم تھا۔

"یقیناً آپ کا خیال درست معلوم ہو رہا ہے۔" انسپکٹر نے کہا۔ کیونکہ اگر وہ یہاں موجود ہوتا تو غائب نہیں ہو سکتا تھا۔ جبکہ دروازہ بھی ایک ہی ہے"

"جی ہاں۔ ویسے کیا آپ بتائیں گے کہ وہ کس قسم کا مجرم ہے"

"بہت خطرناک۔ گذشتہ رات کے ہنگامے اسی کی ذات سے وابستہ

ہیں۔ اسے اور اس کے ساتھی کو بلا وارنٹ گرفتار کرتے اور بھاگنے کی صورت میں گولی مار دینے کے احکامات اوپر سے ملے ہیں۔

"اوہ ــــ" وہ سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں بولا۔ اگر وہ ایسا خطرناک مجرم ہے۔ تو اس کی تصویریں اخبارات میں شائع کیوں نہیں کی جاتیں اس طرح وہ با آسانی پکڑ لیا جائے گا۔

"اس کی تصویریں ہمارے پاس نہیں ہیں ورنہ ابھی تک کبھی کی شائع کر دی جاتیں ــــ"

"اوہ ــــ" وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا۔

"اچھا مسٹر مائیکل میں چلتا ہوں ــــ وہ تو گدھے کے سر سے غائب ہونے والے سینگوں کی طرح غائب ہو گیا ہے۔

بہتر ہے۔" مائیکل نے سر ہلایا

"چلو ــــ انسپکٹر نے پولیس والوں سے کہا اور وہ دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ پرمود پر سے انسپکٹر کا بوجھ کم ہوا تو اسے کچھ سکون ہوا مگر ٹانگیں اب بھی لرزش محسوس کر رہی تھیں دفعتاً پرمود نے محسوس کیا جیسے اس سے چند قدم کے فاصلے پر کوئی موجود ہے پھر آہٹ ہوئی اور کوئی قریب آ گیا۔ آنے والے دو تھے۔ پرمود کو چار پیر نظر آ رہے تھے وہ پولیس کے آدمی نہیں تھے ان میں سے ایک مائیکل اور دوسرا ٹیکسی ڈرائیور ہی ہو سکتا تھا۔

اس نے محسوس کیا جیسے وہ دونوں اسی کو گھور رہے ہوں لمحے گزر رہے تھے۔ پرمود کا دل دھڑک رہا تھا خطرہ اس کے سر پر تھا۔

"یہ ماڈل بہت خوبصورت ہے ـــــــ" اسے ٹیکسی ڈرائیور کی آواز سنائی دی۔

"ماڈل ـــــــ" مائیکل نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن یہ ابھی کچھ دیر پہلے تو یہاں نہیں تھا۔

"کیا مطلب ـــــــ" ٹیکسی ڈرائیور نے چونک کر پوچھا

"یہ ماڈل یہاں کیسے آیا ـــــــ میں یہی سوچ رہا ہوں کیونکہ اس طرح کا کوئی ماڈل ہمارے پاس نہیں تھا۔

"اوہ ـــــــ" ٹیکسی ڈرائیور کے منہ سے نکلا پھر پرمود نے اسے بیٹھے دیکھا اور..... دوسرے ہی لمحے اس کا دل اچھل کر حلق میں آ اٹکا۔ ٹیکسی ڈرائیور اسی کے منہ پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ پرمود نے سوچا کھیل ختم ہو گیا۔ اب اس طرح سے ماڈل بنے رہنا بیکار ہے۔ وہ اٹھنا ہی چاہتا تھا کہ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو اچھل کر کھڑے ہوتے دیکھا پھر شاید وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ پرمود سیدھا ہو گیا اور مائیکل خوفزدہ ہو کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ پرمود نے ٹانگ اڑا دی اور وہ اوندھے منہ گر پڑا ٹھیک اسی لمحے اس نے چھلانگ لگائی اور دروازے تک پہنچ جانے والے مائیکل پر جا پڑا اس کے ہاتھ کی بھرپور ضرب مائیکل کی گردن پر پڑی اور وہ آواز نکالے بغیر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ پرمود پلٹا اور شوکیس پر کپڑے دبانے کے لئے رکھے ہوئے شیشے کے گولے کو اٹھا کر ٹیکسی ڈرائیور کے منہ میں گھسیڑ دیا اور اس کی بے ساختہ بلند ہونے والی چیخ حلق ہی میں گھٹ کر رہ گئی۔ اب وہ اس کی گردن دبا رہا تھا۔ چند لمحے

وہ پرمود کی گرفت میں تڑپتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔

پرمود نے جیسے ہی اسے چھوڑا اس کا بے جان جسم فرش پر لڑھک گیا وہ مڑا اور بے ساختہ اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں انسپکٹر ریوالور لیے اس کے سامنے کھڑا تھا اور اس کے چہرے پر کینہ توز مسکراہٹ تھی۔

"مجھے افسوس ہے کہ پہلے تم کو نہ پہچان سکا۔" انسپکٹر نے کہا۔ "مجھے باہر نکل جانے کے بعد احساس ہوا کہ جس مجسمے سے میں نے ٹیک لگا رکھی تھی وہ ہل رہا تھا اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا تھا کہ اگر وہ ماڈل ہی تھا تو میرا وزن کیسے برداشت کر گیا۔ ظاہر ہے ماڈل معمولی وزن کے سہارے کھڑے کئے جاتے ہیں اس لحاظ سے میرے وزن سے ماڈل کو گر پڑنا چاہیئے تھا۔ مگر وہ مسکرایا۔ پھر بولا اگر وہ ماڈل ہوتا تب گرتا۔ ——— بس یہی چیز مجھے کھٹک گئی تھی اسی لیے میں واپس آیا تاکہ ماڈل کو چیک کر سکوں ——— مگر تم پہلے ہی اپنا بھانڈا پھوڑ چکے تھے۔ اب ہاتھ اوپر کر کے میرے ساتھ آؤ۔"

"اگر میں انکار کر دوں تو ———" پرمود کے لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ کی لکیر کھنچ گئی۔ جو انسپکٹر کو غصہ دلانے کے لئے کافی تھی۔

"میں تم کو شوٹ بھی کر سکتا ہوں ——— وہ زہریلے لہجے میں بولا تم نے شاید ان دونوں کو بھی مار ڈالا ہے۔"

"ہاں۔" پرمود نے کہا۔ موت اور زندگی کی میری نظروں میں کوئی وقعت نہیں ہے

"پھر ڈاکٹر کے سامنے تمہارے دم خم دیکھوں گا۔ انسپکٹر غرایا۔ اب سیدھی طرح چلو۔ ورنہ شوٹ کر دوں گا۔"

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

"پھر سنو" پرمود نے کہا۔ میں نے یہاں کچھ نوٹ پرنٹ چھپائے ہیں وہ

بھی لے لو۔۔۔۔"

"دھوکہ دینا چاہتے ہو۔"

"خود چیک کر لو۔۔۔۔" پرمود نے لاپرواہی سے کہا۔ اور انسپکٹر اسی طرف

بڑھ گیا۔ پرمود کی بتائی ہوئی الماری کے کپڑے اوپر کرتے ہی اسے لفافہ نظر آ گیا

اس نے لفافہ ہاتھ میں لے کر تولا پھر پرمود سے مخاطب ہوا۔

"اس میں کیا ہے۔ میرا مطلب ہے کس قسم کے فوٹو ہیں۔"

"تمہارے ساحلی اڈوں کی تصویریں ہیں۔"

"اوہ۔۔۔۔" وہ چونک کر بولا پھر اس نے بیساختہ ریوالور والے ہاتھ سے

تصویروں کا لفافہ کھولنا شروع کیا ہی تھا کہ پرمود نے چھلانگ لگا دی دوسرے

ہی لمحے وہ تلے اوپر ڈھیر ہو گئے

انسپکٹر نے چیخنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ پرمود نے اس کی گردن پر اپنی

کلائی رکھی اور دباؤ ڈالا۔ دوسرے ہی لمحے انسپکٹر کی آنکھیں باہر نکلنے لگیں اس

کا دم گھٹنے لگا تھا۔۔۔۔ چیخ مارنے کے لئے کھلا ہوا منہ کھلا ہی رہ گیا تھا۔ وہ

ایک ہاتھ سے پرمود کی کلائی ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا اور دوسرے ہاتھ میں پکڑے

ہوئے ریوالور کی نال کا رخ پرمود کی طرف کرنے کی۔۔۔۔ لیکن پرمود۔۔۔۔ اس

کی پھرتی۔۔۔۔ اور چالاکی تک پہونچنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں تھا اس نے انسپکٹر

کا ریوالور والا ہاتھ پکڑ کر ٹریگر میں اس طرح انگلی پھنسا رکھی تھی کہ وہ فائر تک

نہیں کر سکتا تھا۔

وہ اس وقت تک اس کی گردن دبائے رہا۔ جب تک کہ اس کا دم نہ نکل گیا وہ ہاتھ جھاڑتا ہوا اٹھا انسپکٹر پر آخری نظر ڈالی اور بھری پیس شیروانی اتارنے لگا۔ شیروانی اتار کر اس نے فوٹو پرنٹ کا لفافہ اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا اس اسٹور میں ابھی بھی کافی رش تھا جیسے ہی دو تین عورتیں کیشیئر کے پاس پہنچیں وہ تیزی سے ہال سے نکل گیا۔ پھر باہر نکلنے میں بھی دشواری نہیں ہوئی تھی۔ اسٹور سے بیس پچیس قدم کے فاصلے پر چار دن پولیس والے کھڑے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے وہ ان پر سرسری نظریں ڈالتا ہوا آگے بڑھ گیا اب وہ سوچ رہا تھا کہ پولیس ٹیکسی ڈرائیور تک کس طرح پہنچی ہوگی۔ اگر پولیس کو اس کے بارے میں علم ہوتا تو وہ اسے اسی وقت پکڑ سکتے تھے۔ جب وہ فلموں سے پرنٹ تیار کر رہا تھا۔ اس کا یہ مطلب تھا۔ کہ پولیس کو اس کے بارے میں اس وقت علم ہوا ہے جب وہ اسٹوڈیو سے نکل چکا تھا۔ لیکن پولیس کو علم کس ذریعے سے ہوا ہوگا۔

وہ سوچتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ دفعتاً وہ چونکا۔۔۔۔۔۔ اس کا خیال اسٹوڈیو کی مالک لڑکی کی طرف چلا گیا تھا یہ ممکن تھا۔ کہ اس نے پولیس کو فون کر دیا ہو اس کا رویہ بھی عجیب سا رہا تھا۔ پہلے وہ اس کی مخالف تھی پھر اس کا کام کرنے پر آمادہ ہوئی اور اس حد تک آگے بڑھی کہ اس نے اپنے گھر آنے تک کی دعوت دے ڈالی

ہوں۔۔۔ اس نے سر ہلایا اب ساری بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی۔ کہ پولیس اس تک کیسے پہنچی ہوگی اسٹوڈیو کی مالکہ نے پولیس کو فون کر کے اس کے بارے میں اطلاع دی ہوگی اور اس ٹیکسی کا نمبر بھی یقیناً بتایا ہوگا جس میں بیٹھ کر وہ روانہ ہوا تھا ورنہ پولیس اس قدر جلد اس ٹیکسی ڈرائیور کو نہ پکڑ سکتی۔۔۔۔ ٹیکسی کا نمبر ملتے ہی پولیس

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

نے اپنے پیٹرولنگ اسکواڈ کو مطلع کیا ہو گا۔ اور نتیجہ ——— اس کا سامنے تھا وہ سوچتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ چند منٹ بعد وہ رکا۔ اب وہ ۱۵ اسٹور سے کافی آگے نکل آیا تھا اس نے سڑک کے دونوں سروں کی طرف نگاہ دوڑائی اسے ٹیکسی کی تلاش تھی ساتھ ہی وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ دشمن ملک میں ٹیکسیوں میں سفر کرنا خطرناک ہی ہوتا ہے۔ اس قسم کی دشواریوں سے وہ پہلے بھی نمٹ چکا تھا۔ اور آج بھی وہی دشواریاں درپیش تھیں لیکن اگر وہ ٹیکسیوں پر سفر نہ کرتا تو پھر کسی طرح کام چلتا۔ ٹیکسیوں کے بغیر وہ ایک قدم نہیں چل سکتا تھا۔ وہ سوچتا رہا۔ چند لمحے بعد اسے ایک خالی ٹیکسی نظر آئی۔ اس نے اس کے قریب ہی ایک سواری اتاری تھی پرمود نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا اور منزل کا پتہ بتا کر بیٹھ گیا ——— ٹیکسی حرکت میں آ گئی اب وہ مطمئن تھا کہ پولیس والے اس کا سراغ نہ پا سکیں گے۔ کیونکہ اس مرتبہ اس نے موقعہ واردات سے کافی دور آنے کے بعد ٹیکسی پکڑی تھی۔ ویسے اب وہ بھی یہ سوچ رہا تھا۔ کہ اگر اس کی اپنی گاڑی اس وقت ہوتی تو وہ اس طرح پولیس سے بار بار نہیں الجھتا ——— اپنی گاڑی ——— دفعتاً اس کے ذہن میں چھناکا سا ہوا اپنی گاڑی کا لفظ ہتھوڑا بن کر اس کے ذہن پر ضربیں لگا رہا تھا۔ کوئی چیز تھی ——— کوئی بات ——— کوئی خیال جو اس کے ذہن میں گھوم رہا تھا۔ گردش کر رہا تھا مگر اس کا ذہن اس خیال کی واضح شکل اس کے سامنے پیش نہ کر سکا۔ . . . . وہ سوچتا رہا ——— ذہن پر زور ڈالنے لگا۔ تاکہ شعور میں کھٹکنے والی چیز پھسل پڑے دفعتاً اس کے منہ سے تحیر آمیز آواز نکل گئی۔ اس کی نظریں کھڑکی سے باہر سڑک پہ تھیں آگے راستہ بند تھا اور پولیس والے گاڑیوں کی چیکنگ کر رہے تھے۔ پرمود

چند لمحے انہیں دیکھتا رہا اور ـــــ یک بیک اس کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں اس نے محسوس کیا کہ پولیس والے صرف ٹیکسیوں کو ہی چیک کر رہے ہیں کاروں کی طرف وہ نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے کوئی اور موقعہ ہوتا تو وہ یہی سمجھتا کہ پولیس والے ٹیکسیوں کے لائسنس یا پاسنگ کے سلسلے میں چیکنگ کر رہے ہیں ... مگر اس وقت جبکہ چند منٹ قبل وہ ایک خطرے سے بچ کر آیا تھا وہ کسی قسم کا خطرہ مول لینے کے لئے تیار نہیں تھا اس نے جیب سے پرس نکالا اور چند نوٹ نکالے اور ان کو ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھاتا ہوا بولا

"یہ رکھو ــ میں اتر رہا ہوں ـــــ یہاں تو کافی دیر چیکنگ میں لگ جائے گی ـ"

"بہت بہتر جناب ـــــ" ڈرائیور نے کہا ـ اور پربود ٹیکسی سے اتر گیا اب وہ پیدل ہی آگے بڑھ رہا تھا اس وقت شدت سے اس بات کا احساس ہوا تھا کہ اس کے پاس اس وقت ذاتی گاڑی ہوتی تو وہ ان خواہ مخواہ کی الجھنوں میں پڑنے سے بچ سکتا تھا ـــــ اپنی گاڑی ـــــ اس کے ذہن میں ایک بار پھر جھپاکا ہوا اور وہ ٹھٹک کر رک گیا ـــ اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کی لکیر کھنچ گئی اسے یاد آ گیا تھا کہ اس کے ذہن میں کون سی چیز گردش کر رہی ہے ـ وہ اپنی مخصوص گاڑی رولیکس کو تو بھول ہی گیا تھا رولیکس جسے اس نے خاص طور پر تیار کرایا تھا اور جو اس کی فرمائش پر پربود آ چکی تھی ـ اور وہ اسے اب تک بھولا ہوا تھا اس کی موجودگی میں تو اس کا بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا تھا اس کی موجودگی میں اس کا تعاقب نہیں کر سکتا تھا اور وہ اب تک ایسی چیز کو بھولا

ہوا تھا۔ جو اسے کے لئے کئی آسانیاں فراہم کر سکتی تھی۔ اس نے سر جھٹکا اور اپنی بیر توفانہ بھول پر مسکراتا ہوا چل پڑا ___ اب اسے پھر ٹیکسی کی تلاش تھی تاکہ وہاں جا پہنچے جہاں اسکی مخصوص گاڑی آئی ہوئی تھی۔

△

دوسرا جہاز قریب پہنچتا جا رہا تھا۔ پینیڈورلے نے جہاز کے عرشے پر دو تین آدمیوں کو لیٹے ہوئے دیکھا تھا دو تین وہاں اور بھی کھڑے تھے۔ پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ان میں سے ایک اور لڑکھڑایا۔ اور عرشے پر ڈھیر ہو گیا۔

"اوہ ___ پینیڈورلے کے منہ سے نکلا تھا۔ جہاز تیزی سے قریب آتا جا رہا تھا ویسے اس کی رفتار تیز ہونے کے باوجود اس قسم کی تھی جیسے کوئی شرابی راستہ پر چل رہا ہو اس کا رخ کبھی دائیں طرف ہو جاتا اور کبھی بائیں طرف بس ایسا ہی لگ رہا تھا۔ جیسے اسے چلانے والا شراب کو حلق تک بھرے ہوئے ہو یہ ایک بڑا جہاز تھا۔ اسمیٹر سے ملتا ہوا جہاز لیکن پینیڈورلے کے جہاز سے کافی چھوٹا۔

"یہ تو کوئی مچھلی پکڑنے والا جہاز ہے ___" اسکے کیپٹن نے کہا

"ایسا ہی معلوم ہوتا ہے ___ پینیڈورلے دوربین سے بدستور دیکھتے ہوئے کہا۔ اور شاید کسی حادثے سے دوچار ہوا ہے"

"جی ہاں ___" کیپٹن نے سر ہلا دیا

"ان لوگوں کی مدد کرو ___" پینیڈورلے نے کہا۔ دوسرا جہاز اب کافی قریب پہنچ گیا تھا دفعتاً دو دھماکے ہوتے آنے والے جہاز میں سے کوئی چیخ بلند ہو کر

ان کے جہاز کی طرف لپکی ...... دوسرے ہی لمحے پینیڈورا والے جہاز کے عرشے پر دو دھماکے ہوئے اور عرشے کا بڑا حصہ ٹکڑوں میں بٹ گیا جہاز بڑی تیزی سے ڈگمگایا تھا۔

"دشمن —— پینیڈورا چیخی تھی۔ اس نے دھماکے کے ساتھ ہی آنے والے جہاز کے عرشے پر لیٹے ہوئے افراد کو اٹھ کر کیپٹن کے کیبن کے پیچھے بھاگتے دیکھ لیا تھا پھر اس سے پہلے کہ اس کے آدمی سنبھلتے ...... دو دھماکے ہوئے اور جہاز پھر ڈگمگا گیا۔ اتنی دیر میں اس کے جہاز کی توپیں بھی باہر نکل آئی تھیں اور اب دونوں طرف سے گولہ باری ہو رہی تھی آنے والے جہاز کی بہ نسبت پینیڈورا کے جہاز کو گولہ باری سے زیادہ نقصان پہنچ رہا تھا۔ کیونکہ آنے والا جہاز پینیڈورا کے جہاز کی بڑی توپوں کی رینج سے ہٹ کر تھا۔ گولے اس کے پیچھے سمندر میں جا کر گرتے تھے۔ کیونکہ وہ پینیڈورا کے جہاز کے قریب تھا۔ اس کے برعکس آنے والے جہاز کی چھوٹی توپوں کے گولے اس کے جہاز پر گر کر پھٹ رہے تھے۔ جس سے بے تحاشہ نقصان پہنچ رہا تھا ...... دونوں جہاز تیزی سے ایک دوسرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اور فاصلہ گھٹ رہا تھا۔ پھر وہ اتنی قریب پہنچ گئے کہ گولہ باری بے کار ہو کر رہ گئی۔ اور گولوں کی جگہ گولیوں کا تبادلہ ہونے لگا دونوں طرف سے ہلکی اور بھاری ٹامی گنوں اور برین گنوں سے گولیاں برسائی جا رہی تھیں دفعتاً جہاز کے عرشے پر ہینڈ گرنیڈ گر کر پھٹنے لگے۔

"بم مارو —— پینیڈورا چیخی! —— وہ خود بھی ایک ٹامی گن کئے لیے ہوئے ان پر گولیاں برسا رہی تھی —— خود اس کے متعدد آدمی گولیوں کی زد میں آ چکے

تھے اس کے برعکس دشمن کا کوئی آدمی لے گرتا نظر نہ آیا تھا۔ دنا دانت پیسنے لگی
"بم مارو ۔۔۔" وہ دوبارہ غرائی اور اس کے آدمی ہینڈ گرینیڈ پھینکنے لگے
دفعتاً ان کے جہاز کو بڑے زور کا دھکا لگا۔ اور وہ گرتے گرتے بچی آتے والے جہاز
کا اگلا حصہ اس کے جہاز کے درمیانی حصے سے ٹکرایا تھا۔

پینڈورا چند لمحے سوچتی رہی پھر اس نے ٹامی گن ایک طرف پھینکی اور
ایک طرف کی طرف دوڑی۔ چند لمحے بعد وہ پھر اپنی جگہ پر تھی اس مرتبہ اس
کے پاس ہینڈ گرینیڈ کی پیٹی تھی اور وہ دوسرے جہاز پران کی بارش کر رہی تھی
دونوں طرف سے مسلسل گولیاں چل رہی تھیں ۔ بم پھٹ رہے تھے۔ اور
فضا بارود کی بو سے مہک رہی تھی۔

"بارود لاؤ ۔۔۔ پینڈورا غرائی اور ایک آدمی دوڑتا چلا گیا چند لمحے بعد
وہ پلٹا تو اس کے سر پر دو پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں ان دونوں میں ہی بارود بھرا
ہوا تھا ۔۔۔ اس نے پیٹیاں زمین پر رکھیں اور پینڈورا کی طرف دیکھنے لگا
پینڈورا کی نگاہ دوسرے جہاز پر لگی ہوئی تھی ۔۔۔ وہ اس پر سے فائر کرنے والوں
کو کھوج رہی تھی۔

"دو آدمی پیٹی کو دوسرے جہاز کی طرف پوری طاقت سے پھینکو"
دفعتاً اس نے ٹامی گن اٹھاتے ہوئے کہا ۔۔۔ دوسرے ہی لمحے اس کے
حکم کی تعمیل میں دو آدمی آگے بڑھے اور انہوں نے پیٹی اٹھالی چند سیکنڈ وہ
اسے جھکولا دیتے رہے پھر اسے پوری طاقت سے پھینکا۔ پیٹی تیزی سے دوسرے
جہاز کی طرف بڑھی پینڈورا نے ٹامی گن اٹھائی ہی تھی۔ کہ پیٹی ایک دھکے سے

پھٹی۔ اور خود اسی کے جہاز پر آگ پھیل گئی۔ عرشے کا ایک حصہ آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں تھا۔

"یہ کیا کیا ـــــ" وہ غرائی لیکن اپنی غلطی کا اسے احساس ہو چکا تھا اس نے یہی سوچا تھا کہ پیٹی جیسے ہی دوسرے جہاز پر گرنے لگے گی۔ وہ فائرنگ کر کے اسے دھماکے سے پھاڑ دے گی اور اس میں سے برسنے والی آگ یقیناً دوسرے جہاز میں آگ بھڑکا دے گی اس کا منصوبہ درست تھا مگر وہ دوسرے پہلو کو بھول ہی گئی تھی گولیاں دونوں طرف سے مسلسل چل رہی تھیں اور جیسے ہی پیٹی پھینکی گئی کسی طرف سے چلائی جانے والی گولیوں نے اسے دوسرے جہاز تک پہنچنے سے پہلے ہی پھٹ پڑنے پر مجبور کر دیا اور نتیجے کے طور پر اب اسی کے جہاز میں آگ لگی ہوئی تھی وہ مڑی ہی تھی ــــ کہ چونک پڑی ــــ اس نے اپنے پیچھے چار آدمیوں کو کھڑے ہوئے دیکھا تھا۔ ان کے جسموں پر غوطہ خوری کے لباس تھے اور وہ ریوالوروں سے ان کو کور کئے ہوئے تھے۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ ـــــ اور اپنے ساتھیوں کو حکم دو کہ وہ فائرنگ بند کر دیں ـــ" آنے والوں میں سے ایک نے کہا۔ ساتھ ہی ریوالور کی نال اس کی کھوپڑی سے آ لگی تھی اس کے لبوں پر ایک خونخوار مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"تم لوگ گھاٹے میں رہو گے ـــــ" وہ غرائی

"بلیک کوئین کے ساتھی کبھی گھاٹے میں نہیں رہتے ـــــ" ان میں سے ایک نے کہا۔

"بلیک کوئین ـــ" پینڈورا نے دہرایا لیکن اسے زیادہ سوچنے کی مہلت

نہ بول سکی۔ ریوالور کی نال اس کے منہ سے حسب مرضی الفاظ ادا کروا رہی تھی چند ہی لمحوں بعد وہاں سناٹا چھا گیا صرف آگ کی لپٹیں جہاز سے بلند ہو رہی تھیں اور جہاز کے اوپر آسمان پر سیاہ دھوئیں کے بادل چھاتے جا رہے تھے۔

△

وہ دونوں ایک دوسرے کو گھور رہی تھیں۔

پینڈورا ریوالوروں کی چھاؤں میں جلتے ہوئے جہاز کے عرشے پر کھڑی ہوئی تھی اس نے دونوں ہاتھ کولہے پر رکھے ہوئے تھے۔ اور بڑی خونخوار نظروں سے بلیک کوئین کو گھور رہی تھی۔ جو اس سے پندرہ فٹ کے فاصلے پر کھڑی ہوئی تھی اس کے جسم پر سر تا پا چمڑے کا سیاہ لباس تھا ہاتھوں میں دستانے تھے سینے پر بلیک کوئین کا مخصوص نشان تھا اور سیدھے ہاتھ میں ٹامی گن دبی ہوئی تھی اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی اس کے دائیں بائیں اس کے آدمی کھڑے تھے اور کچھ چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے چہرے پر سیاہ نقاب تھی۔

”کیا حال ہے پینڈورا —— بلیک کوئین نے کہا۔ کیا اس دوسری ملاقات سے تم کو خوشی حاصل نہیں ہوئی“

”خوشی —— پینڈورا دانت پیستے ہوئے بولی —— ابھی تمہارے ستارے اچھے ہیں اس لئے من مانی کر رہی ہو —— کرتی رہو“

”اگر ستارے اچھے نہ ہوتے تو کیا ہوتا لیڈی پینڈورا۔“ بلیک کوئین نے کہا۔ لہجہ مضحکہ اڑانے والا تھا۔

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

"کیا ہوتا ——— یہ آنے والا وقت تم کو بتائے گا۔"

"ہونہہ ——— بلیک کوئین نے سر ہلا کر کہا۔ میں نے تم کو ایک دفعہ پہلے بھی کہا تھا اب پرمود کی اسمگلنگ ریکٹ پر میرا قبضہ ہے مگر تم نے اس کو کوئی اہمیت نہ دی اس لئے تم نے بنگول ہوٹل میں کیپٹن پرمود کو پھنسانے کی سازش کی تھی کیا تم نے اس دن سنا نہیں تھا کہ میں نے کیا کہا تھا۔

"کیا کہا تھا۔"

"یہی کہ کیپٹن پرمود میرا شکار ہے تم اسے بھول جاؤ۔"

"تمہارا شکار ——— پینڈورا قہقہہ لگا کر بولی۔ پینڈی کی کبھی نہ کام ہوا۔"

"مجھے خوشی ہے پینڈورا کہ تم ایسے موقعوں پر بھی زندہ دلی دکھا سکتی ہو ویسے میں یہ آخری وارننگ تم کو دے رہی ہوں ——— تم اپنا سارا کنٹرول اس علاقہ پر سے اٹھا لو اب یہاں میری حکومت ہے۔ یہی جتانے کے لئے میں نے آج تمہارے جہاز پر حملہ کیا ہے اور اب اس میں موجود سامان کو لوٹ کر لے جاؤں گی۔"

"ہونہہ ——— دھوکے سے حملہ کر کے کامیابی حاصل کر لینا بزدلوں کا کام ہے"

"مجھے اسی پر غصہ نہیں آیا پینڈورا اس وقت جو کہو گی سن لوں گی۔ کیونکہ کھسیانی بلی صرف کھمبا ہی نوچا کرتی ہے اور کچھ نہیں ———"

"شٹ اپ ——— پینڈورا غرائی میں تم کو اچھی طرح سے جانتی ہوں بلیک کوئین بہتر یہی ہے کہ ڈاکٹر سیلن کی راہ سے ہٹ جاؤ۔"

"میں تمہارے جھوٹ سے محظوظ ہوتی پینڈورا ——— بلیک کوئین نے کہا اگر تم مجھے جانتی ہوتیں تو اب تک میری لاش بھی سڑ گل چکی ہوتی۔"

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

"ہونہہ ___ " بینیڈرا غرائی اس وقت وہ اپنے ہی دانتوں سے اپنی بوٹیاں نوچ لینا چاہتی تھی۔ کسی بھپری ہوئی شیرنی ہی کی طرح وہ غرا رہی تھی۔

"کیا مجھے اس بات کی اجازت دو گی کہ اس جہاز سے مال نکال کرلے جاؤں ___ " بلیک کوئین نے کہا۔ لہجہ مضحکہ اڑانے والا تھا۔

"شٹ اپ ___ " بینیڈرا غرائی۔ اپنے اس دھوکے پر نازاں مت ہو بلیک کوئین یہ ڈاکٹر سین کی مہربانی ہے جس نے تم کو ڈھیل دے رکھی ہے کیونکہ وہ پھولوں کو مسلا نہیں کرتا بلکہ انہیں اپنے گلدان میں سجا کر رکھنا زیادہ پسند کرتا ہے ___ "

"شکریہ لیڈی بینیڈرا کہ تم نے مجھے پھول سے تشبیہ دی لیکن اتنا یاد رکھو کہ میں وہ پھول نہیں ہوں جو ڈاکٹر سین کے گلدان میں سج سکے۔"

"ہونہہ ___ " بینیڈرا حقارت بھرے لہجے میں بولی ___ تمہاری طرح سے متعدد لڑکیاں اس قسم کی خودسری کر چکی ہیں لیکن آخر انہیں ڈاکٹر سین کے سامنے جھکنا ہی پڑا اور ایک دن تمہارا بھی یہی انجام ہو گا۔ اور تم ڈاکٹر سین کے گلدان میں سجی نظر آؤ گی۔

"تم نے پھول اور بارود کو کبھی یکجا دیکھا ہے ___ " بلیک کوئین اس کا جملہ نظر انداز کرتی ہوئی بینیڈرا سے مخاطب ہوئی۔

"کیا مطلب ___ "

"مطلب یہ کہ جس پھول کو تم ڈاکٹر سین کے گلدان میں سجانے کے لئے سوچ رہی ہو اس کے ڈنٹھل میں بارود بھری ہوئی ہے اور یہ پھول اور بارود

ڈاکٹر سین کے گلشن کے پرخچے اڑا دینے کے لئے کافی ہوگا۔ کہتے کہتے بلیک کوئین کا لہجہ سخت ہو گیا۔ اور نقاب کے پیچھے سے اس کی آنکھیں انگارے سے برسانے لگیں۔

"ہونہہ۔" پینڈورا سر ہلا کر بولی۔ تمہاری موت ہی تم کو دھکے دے دے کر میری طرف بھیج رہی ہے اب میں تم کو ایسی اذیت ناک موت ماروں گی کہ دیکھنے اور سننے والوں کو عبرت ہو اور پھر کوئی بلیک کوئین ڈاکٹر سین کی راہ کا روڑا نہ بن سکے گی۔ سمجھیں۔" پینڈورا دانت پیستے ہوئے بولی۔ ٹھیک اسی لمحے بلیک کوئین کے حلق سے قہقہہ ابل پڑا۔

جلتا ہوا جہاز۔ عرشے پر لپکتے ہوئے شعلے اور ان کی زرد زرد روشنی میں کھڑے ہوئے مسلح افراد ایک عجیب پراسرار منظر پیش کر رہے تھے۔ دفعتاً بلیک کوئین نے ہاتھ ہلایا اور اس کے ساتھی چاروں طرف پھیل گئے۔ اب کشتی کے چند آدمی وہاں پینڈورا کے ساتھیوں کو روکے ہوئے کھڑے تھے۔ چند لمحے بعد بلیک کوئین کے ساتھی بڑی بڑی پیٹیاں نکال نکال کر اپنے جہاز پر بار کرنے لگے پینڈورا انہیں دیکھ رہی تھی کبھی کبھی اسکی مٹھیاں بھنچ جاتیں اور چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ بیس منٹ تک یہ سلسلہ چلتا رہا پھر ان میں سے ایک نے بلیک کوئین سے کچھ کہا لہجہ عجیب سا تھا۔ پینڈورا اسے سمجھ نہ سکی تھی بلیک کوئین نے اسی لہجے میں جواب دیا پھر وہ پینڈورا کی طرف مڑی۔

"رخصت پینڈورا ——— میں تمہاری مشکور ہوں کہ اتنا قیمتی سامان تمہاری وساطت سے مجھ تک پہنچا۔ اور مجھے امید ہے کہ تم اب میری بات مان لو گی۔"

"ہم ـــــ" پینڈورا چنگاریاں برساتی ہوئی نظروں سے اسے گھور رہی تھی ـــــ"

"تم کو غصہ آرہا ہے۔ خیر۔ اب میں جا رہی ہوں تم بھی جہاز کو فوراً ہی چھوڑ دینا جہاز میں چھید ہو گئے ہیں اور نچلے حصے میں پانی بھر رہا ہے۔"

پھر وہ جواب کا انتظار کئے بغیر ہی اپنے جہاز پر کود گئی تھی ایک ایک کر کے اس کے ساتھی بھی اس کے جہاز سے ہٹ گئے اور ..... دوسرے ہی لمحے۔ بلیک کوئین کا جہاز ان کے جہاز سے دور ہونے لگا۔

"مادام ـــــ جہاز میں واقعی پانی بھر رہا ہے ـــــ" کیپٹن نے کہا۔

"قیمتی اور ضروری چیزیں کاپٹر میں رکھ دو اور تم لوگ کشتیوں کو اتار کر اس میں بیٹھ جاؤ ـــــ" وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولی

"مادام کاپٹر پرواز نہیں کر سکتے اس میں انہوں نے خرابی پیدا کر دی ہے اور وہ خرابیاں فوری طور پر دور نہیں ہو سکتیں۔"

"اوہ ـــــ پینڈورا کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے شکنیں ابھری تھیں پھر وہ بولی کشتیوں پر ہی سب چیزیں رکھواؤ ـــــ جلدی کرو ـــــ اور ہاں جہاز میں لگے ہوئے ڈائینا مائیٹ کا سوئچ چار منٹ پر آن کر دینا۔"

"رائٹ مادام ـــــ" کیپٹن نے کہا۔ اور واپس لوٹ گیا۔ پینڈورا ریلنگ کا سہارا لئے دور ہوتے ہوئے بلیک کوئین کے جہاز کو دیکھ رہی تھی۔

اب اس کے جہاز کا ایک بڑا حصہ آگ کی لپیٹ میں آچکا تھا۔ اور کوئی دم میں شعلے اس تک پہنچنے والے تھے ..... وہ بلیک کوئین والے جہاز کو دیکھتی ہوئی

سوچتی رہی ..... سوچتی رہی ..... اور وہ اس وقت چونکی جب کیپٹن نے اسے مخاطب کیا تھا۔

" سامان پہنچا دیا گیا ہے مادام ۔۔۔۔ سوئچ چار منٹ پر آن کر دیا گیا ہے اب آپ تشریف لے چلیے۔"

" تم چلو ۔۔۔۔ " پینڈورا نے کہا اور کیپٹن سر ہلا کر واپس لوٹ گیا وہ چند لمحے پہلے دور جانے والے جہاز کو دیکھتی رہی پھر ٹھنڈی سانس لی اور مڑ گئی اب وہ تیز تیز قدموں سے جہاز کے دوسرے حصے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ یہاں ریلنگ سے کشتی تک رسی کی سیڑھی لٹکی ہوئی تھی اور کیپٹن ریلنگ کے پاس ہی اس کا منتظر تھا۔

پینڈورا کے اترنے کے بعد ہی کیپٹن بھی کشتی میں اتر گیا۔ اور وہ جہاز سے دور ہونے لگی۔ آسمان پر دھوئیں نے بادل کی شکل اختیار کر لی تھی۔ اور شعلے بلند سے بلند تر ہوتے جا رہے تھے۔ پینڈورا کی نظریں آگ اگلتے جہاز پر لگی ہوئی تھیں ..... وقت گزرتا رہا ..... ایک منٹ ... دو منٹ ... ڈھائی منٹ ..... کشتیاں جہاز سے دور ہوتی جا رہی تھیں اور ..... ٹھیک اسی لمحے جب کیپٹن نے پینڈورا کو مخاطب کرنا چاہا تھا۔ ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور جہاز کے پرخچے اڑ گئے۔ اس کے ٹکڑے آگ کے آتشیں جن بن کر فضا میں دور دور تک پھیل گئے تھے۔ پھر وہ بڑی تیزی سے نیچے گرنے لگے۔ جلتے ہوئے آگ کے ٹکڑے پگھلا ہوا لوہا اور بڑے بڑے شہتیر ..... دفعتاً ایک سلگتا ہوا شہتیر پینڈورا کے ساتھیوں کی کشتیوں میں سے ایک پر گرا اور دوسرے ہی لمحے وہ الٹ کر سمندر

بس بیٹھ گئی۔

" میں تم سے اس کا زبردست انتقام لوں گی ——— بلیک کوئین ——— وہ دانت پیس کر بولی۔

پرمود کی رولیکس تیزی سے فراٹے بھر رہی تھی ڈرائیونگ خود پرمود ہی کر رہا تھا اسکے برابر ہی نیازی بیٹھا ہوا تھا۔ اور دونوں ہی خاموش تھے۔ پرمود کبھی کبھی پلٹ کر پیچھے کی طرف بھی دیکھ لیا کرتا تھا ان کے پیچھے آنے والی سیاہ رنگت کی گاڑی اب بھی موجود تھی اور اب پرمود کو یقین ہو گیا تھا۔ کہ وہ اسی کا تعاقب کر رہے ہیں۔

" وہ لوگ ہمارے پیچھے ہیں کیپٹن ——" نیازی نے کہا

" آنے دو —— پرمود نے کہا۔ اس وقت وہ میک اپ میں تھا یہ میک اپ اس نے اسی جگہ پر کیا تھا۔ جہاں سے اس نے گاڑی حاصل کی تھی میک اپ کا سامان اسے نیازی نے مہیا کیا تھا جہاں اس کی رولیکس تھی وہیں سے اس نے نیازی کو فون پر میک اپ کے سامان اور چند دوسری چیزوں کے بارے میں ہدایات دی تھیں اور ایک گھنٹے بعد نیازی اس کی مطلوبہ چیزیں لے کر پہنچ گیا تھا۔ اسی سے اس نے بلیم پور جانے والے ایک جہاز میں سیٹ بھی بک کروائی تھی —— رولیکس کو لینے کے لئے جانے سے پہلے اس نے چند گھنٹے ایک معمولی سے ریستوران کے فیملی کیبن میں گزارے تھے۔ اور یہ وقت اس نے فلموں سے بنائے ہوئے فوٹو پرنٹس کے مطالعہ میں گزارہ تھا۔ اس نے فلموں میں آنے والی ایک ایک تصویر

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

اور ایک ایک لفظ کا بغور مطالعہ کیا تھا۔ ان فلموں کے پرنٹس میں نقشے بھی تھے تصویریں بھی تھیں اور مختلف کاغذات کے عکس بھی تھے۔ اور جوں جوں وہ ان چیزوں کو پڑھتا گیا۔ اس کے ذہن کے گوشے میں ڈاکٹر سین سے متعلق خیالات کے تانے بانے بکھرتے چلے گئے تھے۔ اب تک کے تمام اندازے غلط ثابت ہو رہے تھے اور اب اس کے پاس ڈاکٹر سین کے سلسلے میں پکی اور ٹھوس معلومات تھیں۔ ایسی معلومات جن کی روشنی میں وہ بآسانی ڈاکٹر سین کی جائے رہائش کا پتہ لگا سکتا تھا اسے ان کاغذات کے عکس کے مطالعہ سے یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ ڈاکٹر سین جیسے اسکی ٹڈھیڑ پر بارڈ والے بنگلے میں ہوئی تھی کہ وہ کس قسم کی حیثیت رکھتا ہے اور ینڈور اکسا اہمیت کی حامل ہے ذہن پر بیٹھے بیٹھے اس نے اپنے کام کے لئے راہ اور طریقے کا تعین کیا تھا۔ لیکن ابھی تک اس نے اپنے ساتھیوں کو اس سے آگاہ نہیں کیا تھا اس کے پروگرام میں ایک چیز کی رکاوٹ تھی۔ اس نے جو اندازے لگائے تھے ان کی تصدیق ابھی باقی تھی اور اسی تصدیق کے لئے وہ جہاز سے بیلم پور جا رہا تھا تاکہ بر مود اسے بیلم پور تک جاتے ہوئے وہ راستے میں پڑنے والے سمندر اور جزائر کا بھرپور جائزہ لے سکے۔ اس نے ایک مووی کیمرے کا بھی انتظام کرایا تھا اور اب وہ مووی کیمرہ اس کے پاس تھا وہ ان جزائر کی فلم بنانا چاہتا تھا جس پر اسے شبہ تھا کہ وہاں ڈاکٹر سین کی رہائش ہو سکتی ہے۔ کاغذات کے عکس کے مطالعے سے یہی پتہ چلتا تھا۔ کہ ڈاکٹر سین کسی ویران جگہ پر رہتا ہے۔ ایسی جگہ پر جو چاروں طرف پانی سے گھری ہوئی ہے اور ویران ہے۔

لیکن جیسے ہی وہ روانہ ہوا یہ سیاہ رنگ کی گاڑی اس کے پیچھے لگ گئی تھی

اور اب تک اس کے پیچھے تھی۔ وہ حیران تھا۔ کہ ان لوگوں کو کس طرح پتہ چلا کہ وہ وہاں پر موجود ہے۔ دفعتاً وہ چونکا نیازی اسے کہہ رہا تھا۔

"سیاہ گاڑی آگے آ رہی ہے ـــــ شاید وہ اس کو کراس کرنا چاہتی ہے"

"کرنے دو ـــــ پرمود نے کہا مگر ذرا ہوشیار رہنا۔"

"بہتر ہے۔" نیازی نے کہا اور سنبھل کر بیٹھ گیا۔ جس سڑک پر وہ اس وقت تھے یہ زیادہ تر سنسان رہتی تھی اس سڑک پر سے صرف وہی گاڑیاں گزرا کرتی تھیں جن کو ہوائی اڈے پہنچنا ہوتا تھا اور اس وقت پرمود کا رخ بھی ہوائی اڈے کی طرف ہی تھا وہ چار بجے والے طیارے سے پرواز کرنا چاہتا تھا تاکہ دن ہی دن میں اپنا کام مکمل کر سکے رات کے اندھیرے میں وہ ان جزائر کا جائزہ نہیں لے سکتا تھا۔

پچھلی سیاہ گاڑی کی رفتار بڑھ رہی تھی۔ اور وہ اب لمحے بہ لمحے ان کی گاڑی سے قریب ہوتی جا رہی تھی ـــــ قریب ...... اور قریب ـــــ اس گاڑی میں پانچ آدمی ہیں ـــــ" نیازی نے کہا میں نے ایک ٹامی گن کی جھلک بھی دیکھی ہے۔ شاید وہ لوگ حملہ آور ہوں گے۔

"ٹھیک ہے" پرمود نے کہا۔ بس غافل نہ ہونا۔"

"ٹھیک ہے" نیازی نے سر ہلا کر کہا۔

سیاہ گاڑی اب ان کے قریب پہنچ چکی تھی۔ دفعتاً اس کی کھڑکی سے سیاہ رنگ کی نال باہر نکلی اور ریٹ ٹٹ کی آواز کے ساتھ ہی گولیاں رولیکس کے شیشوں کو چکنا چور کرتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی تھیں اس لمحے پرمود نے دل بریک لگائے تھے۔ رولیکس رک گئی۔ اور ...... دس بیس گز کے فاصلے

ہی پر سیاہ گاڑی بھی رک گئی تھی اگر پرمود اور نیازی پہلے سے ہی ہوشیار نہ ہوتے اور انہوں نے سر فوراً ہی نیچے نہ کر لیے ہوتے تو ان کے سر کے پرخچے اڑ جاتے۔

پرمود نے سیاہ گاڑی کا دروازہ کھلتے دیکھا پھر دو آدمی باہر نکلے ان کا رخ اسی طرف تھا شاید وہ اپنی فائرنگ کا انجام دیکھنا چاہتے تھے پرمود نے ہاتھ آگے بڑھایا اور ڈیش بورڈ کے ایک سوئچ کو تین مرتبہ گھما دیا فوراً ہی ہلکی سی کلک کی آواز ہوئی اور ڈیش بورڈ کا وہ حصہ کسی کھڑکی کے پٹ کی طرح کھل گیا۔ اس کے ساتھ ہی خود بخود ایک ڈیڑھ فٹ لمبی سات انچ موٹی اور آٹھ نو انچ چوڑی مشین سی باہر نکل آئی اس مشین کا اگلا حصہ ڈھلوان تھا اور اس پر مختلف رنگوں کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ ان بٹنوں پر ایک سے دس نمبر تک نمبر پڑے ہوئے تھے اس کے ساتھ ہی مشین کے سرے پر ایک خفیف سا چھوٹا سا آن بھی نٹ تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک ستارے کی شکل کا بٹن لگا ہوا تھا اور اس پر کوئی نمبر نہیں تھا مشین کے دوسرے پچھلے حصے میں ایک بڑی سی جالی لگی ہوئی تھی۔ اور اس کے اوپر ہی ایک کلیمپ میں پھنسا ہوا گول ٹیلیفون کے ماؤتھ پیس سے ملتا جلتا آلہ رکھا ہوا تھا جس کے نچلے حصے میں ایک سیاہ رنگ کا ربر کا تار منسلک تھا تار کا دوسرا سرا مشین میں داخل ہو کر غائب ہو گیا تھا۔

پرمود نے مشین میں لگے ہوئے بٹنوں میں سے تین نمبر بٹن کو دبایا ایک لمحے بعد اس نے چار نمبر کے بٹن کو دبایا اور ...... اسی لمحے گاڑی کے اگلے ہیڈ لیمپس سے گولیوں کی باڑھ نکلی اور آنے والے دونوں ہی سڑک پر ڈھیر ہو گئے۔ گولیوں نے ان کے سینے چھلنی کر ڈالے تھے۔

نیازی نے حیرت سے اس مشین کو اور پھر پرمود کو دیکھا جس کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور پھر سیاہ کار کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے دیکھتے دیکھتے سیاہ کار سے ایک ہاتھ باہر نکلا کوئی سیاہ سی شے اچھل کر دونوں کاروں کے درمیان گری۔ ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور سڑک کا ایک حصہ فضا میں اڑ گیا

"ہینڈ گرینیڈ۔" نیازی کے لبوں سے نکلا تھا۔

"ہاں —— ان کا انجام اب نزدیک ہے۔" پرمود نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے مشین میں لگے ہوئے نمبروں میں ایک نمبر کا بٹن پیش کر دیا بٹن پیش ہوتے ہی گاڑی کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ زناٹے کی سی آواز آئی اور گاڑی کے نچلے حصے سے ایک راکٹ نکل کر پلک جھپکتے ہی سیاہ کار سے ٹکرایا۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ ایک دھماکے سے ہزاروں ٹکڑوں میں بٹ کر غائب ہو گئی

"میرے خدا۔" نیازی کے لبوں سے نکلا۔ یہ کار ہے یا ٹینک"

"کار ہی ہے۔" پرمود نے رولیکس کا انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں میں نے چند چیزوں کا اضافہ کرا دیا ہے۔

"اوہ۔ یہ بنی کہاں ہے"

"شامی گڑھ کی سورٹھ فیکٹری میں —— اسے میں نے خاص طور پر یہاں برآمد کرایا ہے تاکہ ڈاکٹر سین جیسے سائنٹفک مجرم سے اسی کے انداز میں مقابلہ کر سکوں"

"میرے خدا۔" نیازی نے کہا۔ اس میں راکٹ تک فٹ ہیں۔"

"اور بھی چیزیں ہیں۔" پرمود نے مشین کو بند کرتے ہوئے کہا اور گاڑی کی رفتار تیز کر دی پونے چار بجنے والے تھے۔ اور ابھی دو تین منٹ کا راستہ باقی تھا۔

چار بجنے میں گیارہ منٹ پر وہ ایر پورٹ پہنچے۔ پرمود کی ہدایت پر نیازی رر بیکس کو واپس لے گیا تھا وہ کسٹم سے نمٹ کر جہاز کی طرف بڑھ رہا تھا۔

جہاز کے ٹیک آف کرنے کے ایک منٹ بعد ہی پرمود نے پیٹیاں کھول دیں اور جیب سے سگریٹ کیس نکال کر سگریٹ سلگانے لگا۔ اب وہ دھیرے دھیرے کش لے رہا تھا۔ ساتھ ہی اس کا ذہن نئی معلومات سے کھیل رہا تھا فوٹو پرنٹس کی تحریر کا ایک ایک لفظ نقشوں کا ایک ایک حصہ اور ایک ایک تصویر اس کے ذہن میں محفوظ تھی۔

"کافی ——" دفعتاً ایئر ہوسٹس کی آواز نے اسے چونکا دیا وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ اور ٹرے سے کافی کا کپ اٹھالیا۔ اس کپ کے ساتھ آنے والی پلیٹ عام پلیٹوں سے بڑی تھی اس میں ایک ابلا ہوا انڈا دو سلائیس اور دو گولیاں رکھی ہوئی تھیں یہ شام کا ناشتہ تھا پرمود نے انڈا اٹھالیا۔ سلائیس اچھے تھے۔ پرمود نے کافی کا آخری گھونٹ حلق سے اتارنے کے بعد سوچا۔

اس کے برابر کی سیٹ خالی پڑی تھی۔ اس نے اپنے سامنے والی سیٹ کی پشت پر بنے ہوئے تھیلے میں سے جھانکتے والے رسائل کو نکالا اور ان کا مطالعہ کرنے لگا۔ چند منٹ بعد اس نے گھڑی دیکھی پھر کھڑکی کی طرف سرک گیا۔ چند لمحے وہ رسالہ کھولے اس کا مطالعہ کرتا رہا پھر اس نے رسالہ کی آڑ کرکے جیب سے ایک فوٹو گراف نکالا اس فوٹو گراف پر کسی جگہ کا نقشہ تھا۔ دیکھنے سے وہ کسی جزیرے پر موجود فیکٹری کارخانے یا بہت سی عمارتوں کا مجموعہ نظر آتا تھا اس نے دوسرا فوٹو گراف نکالا یہ برمنڈی اور اس کے قریبی جزائر کے نقشے کا فوٹو گراف تھا اس میں متعدد جگہوں پر دائرے بنے

ہوئے تھے۔ اور یہ دائرے صرف ان مقامات پر تھے جو چاروں طرف پانی سے گھرے ہوئے تھے یعنی برمودا کے آس پاس پھیلے ہوئے جزائر برمود چند لمحے ان کا معائنہ کرتا رہا۔ پھر رسٹ واچ پر نظر ڈالی چالیس منٹ جہاز کو روانہ ہوئے ہو چکے تھے اس نے اپنے سامان سے جو کہ صرف ایک اٹیچی کیس پر مشتمل تھا۔ دوربین نکالی اور کھڑکی سے باہر کا جائزہ لینے لگا۔ اس کے اندازے کے مطابق اب ان جزائر کا سلسلہ شروع ہو جانا چاہیے تھا۔ جن پر نقشے میں دائرے بنے ہوئے تھے۔ نیچے صرف سمندر سے نظر آ رہا تھا۔ نہ کوئی جزیرہ تھا نہ کوئی ٹاپو...... اس نے دوربین ہٹائی اور دوبارہ نوٹو گراف دیکھنے لگا۔ چند منٹ بعد اس نے پھر نیچے دیکھا اور دوسرے ہی لمحے وہ چونک پڑا۔ نیچے اب چھوٹے چھوٹے جزائر کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا وہ ان کو بغور دیکھ رہا تھا۔ ان جزیروں کی ایک ایک سیچویشن وہ ذہن نشین کر رہا تھا پھر ایک بڑا جزیرہ اس کی نظروں میں آیا اس کا قطر کم از کم دس گیارہ مربع میل ضرور رہا ہو گا۔ اس میں پہاڑ اور درختوں کی بہتات تھی پہاڑ مشرقی کنارے سے شروع ہو کر جنوب مغرب کی طرف چلے گئے تھے بقیہ حصہ بلند و بالا درختوں سے بھرا ہوا تھا اس جزیرے میں اس کثرت سے درخت تھے کہ زمین نظر نہیں آ رہی تھی بس کہیں کہیں سے وہ زمین دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دوربین رکھ کر مووی کیمرہ اٹھا لیا۔ اب وہ جزیرہ فلم کے پردے پر منتقل ہو رہا تھا۔ وہ اس جزیرے اور اس کے آس پاس پھیلے ہوئے حصوں کو فلم پر محفوظ کرتا چلا گیا دس منٹ بعد جزیرہ نظروں سے اوجھل ہو گیا اور اس کی جگہ دوسرے جزیرے نے لے لی یہ ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھے پر بودنے ان میں سے بھی کئی ایک کی فلم بنائی پھر کیمرہ سیٹ پر رکھ دیا اس کے بعد اس نے جیب سے قلم نکالا اور نوٹو گراف میں موجود نقشے پر نشانات

رگانے لگا۔ مختلف نشانات ۔ مختلف نوٹ وہ لکھتا چلا گیا۔ چھ سات منٹ کے اندر اندر اس نے کام ختم کر لیا اسکے ساتھ ہی اسکے چہرے پر ایک آسودہ سی مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

اس نے جیب سے پھر سگریٹ کیس نکالا ایک سگریٹ منتخب کی اور سلگا کر کش لینے لگا۔ اب اس کا ذہن بڑی تیزی سے اسکیم کی کڑیاں مربوط کر رہا تھا۔ شبہے کی تصدیق ہو چکی تھی کاغذات نے اس کے سامنے جو حقائق پیش کئے ہوئے تھے۔ اس نے ان سے صحیح نتیجہ اخذ کیا تھا اور اب اس کی وجہ سے اس کا چہرہ دمک رہا تھا۔

سگریٹ کا آخری کش لے کر اس نے ٹکڑے کو پیروں سے مسل دیا۔۔۔۔ نوٹ گراف پھر اپنے لباس کی محفوظ جیبوں میں رکھے اور چمڑے کی جیکٹ کی زپ بند کر لی اب اس کی جیبوں میں رکھا ہوا سامان محفوظ تھا۔ اس نے سیٹ کی پشت گاہ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ ابھی صرف پونے چھ بجے تھے اور جہاز کو سوا چھ بجے بیلم پور پہنچنا تھا۔

دفعتاً وہ چونکا۔ جہاز کے کاک پٹ سے ایئر ہوسٹس نکلی تھی اور اس کا رخ پیر مرد ہی کی طرف تھا وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا اس کے چونکنے کی وجہ ایئر ہوسٹس کی آمد نہیں تھی بلکہ وہ اناؤنس منٹ تھا جو ابھی کیا گیا تھا۔ اناؤنسمنٹ میں کہا گیا تھا کہ مسٹر بھائی افضال کی کال ہے۔"

"آپ کی کال ہے مسٹر افضال ۔۔۔ ایئر ہوسٹس نے بھی قریب پہنچ کر یہی کہا تھا اور پھر جہاز کے پچھلے حصے کی طرف چلی گئی تھی۔ پیر مرد اٹھا۔ اس کا رخ کاک پٹ کی طرف تھا ویسے وہ سوچ رہا تھا۔ کہ کال کس کی ہو سکتی ہے نیازی اس قسم کی حرکت کبھی نہیں کر سکتا تھا تو پھر کون تھا جس نے اسے وائرلیس پر مخاطب کیا تھا۔

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

وہ یہی سوچتا ہوا کاک پٹ میں داخل ہو گیا وائرلیس آپریٹر نے ایک دوسرا ریسٹ فون اس کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو — سی — پی افضال اسپیکنگ —" پرمود نے ہیڈ فون کانوں پر چڑھاتے ہوئے مائک میں کہا تھا۔

"یس مسٹر افضال — دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز نے کہا اتنی جلدی میدان چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے مجھے اس کی توقع نہیں تھی۔"

"اوہ — پرمود نے چونک کر کہا۔ میں بھاگ نہیں رہا پنڈورا کل ہی واپس آؤں گا جس کام کو کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے وہ ضرور کروں گا۔"

"گڈ — مجھے ایسے ہی آدمی پسند ہیں"

"شکریہ۔"

"بیلم پور جا رہے ہو یا پیرس —"

"جہاں قسمت لے جائے۔"

"گویا بتانا نہیں چاہتے۔"

"یوں ہی سمجھ لو — پرمود نے کہا کوئی اور بات کہنی ہے"

"نہیں بس تمہاری خیریت معلوم کرکے بھاگنے کی وجہ جاننا چاہتی تھی۔"

دوسری طرف سے پنڈورا کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اس زحمت کا شکریہ —" پرمود نے کہا اور ہیڈ فون اتار کر آپریٹر کو واپس کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے سیٹ کا سبز بلب بجھ گیا گویا پنڈورا نے بھی لاسلکی کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا وہ کاک پٹ سے باہر آگیا اپنی سیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے وہ پنڈورا

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کہ اس نے اس وقت اسے کیوں، اور کس لئے لاسلکی پر مخاطب کیا تھا۔ اپنی سیٹ پر بیٹھنے کے بعد بھی اس کے ذہن سے پینڈورا کی کال نہ نکل سکی وہ سوچتا رہا۔ یہ ناممکن بات تھی کہ صرف اس کی خیریت دریافت کرنے کے لئے پینڈورا نے اسے لاسلکی پر مخاطب کیا ہوگا۔ یقیناً کوئی اور بات تھی —— وہ بات کیا تھی — وہ سوچتا رہا سگریٹ اب بھی اس کے ہونٹوں میں پھنسی ہوئی نظر آرہی تھی۔ وہ پے در پے سگریٹ پھونکتا رہا۔ ذہن مشین جیسی رفتار سے سوچ رہا تھا۔ پینڈورا ..... لاسلکی لہروں پر پیغام —— وجہ —— مختلف خیالات اس کے ذہن میں گونج رہے تھے دفعتاً سگریٹ اس نے پیروں میں پھینک دی .... اور تیزی سے سوٹ کیس پر جھک گیا پینڈورا کی اس کال کا مقصد اس کی سمجھ میں آگیا تھا اس نے اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالی کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ وہ اٹھا اور باتھ روم کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ایک ہاتھ میں سوٹ کیس تھا اور گلے میں دوربین پڑی ہوئی تھی۔

باتھ روم جہاز کے پچھلے حصے میں تھا پچھلے حصے ہی میں کچن اور سٹور روم بھی بنے ہوئے تھے جیسے ہی پرمود باتھ روم کے سامنے پہنچا ایک ایئر ہوسٹس کچن سے نکل آئی اس کے ہاتھوں پر کافی کی ٹرے تھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ ایک لمحہ کے لئے ٹھٹک گئی تھی۔

”میں لباس بدلوں گا۔“ پرمود نے مسکرا کر کہا۔ اور وہ سر ہلاتی ہوئی اگلے حصے کی طرف چلی گئی۔ پرمود نے تیزی سے وہاں کا جائزہ لیا کچن اور اسٹور روم کے درمیان ایک دو ڈھائی فٹ کی راہداری تھی۔ اور اسی راہداری میں وہ دروازہ تھا جس کے ذریعے اسٹور اور کچن کا سامان اندر لایا جاتا تھا۔ یہ سامان کھانے پینے کی اشیاء پر مشتمل تھا اسٹور کے سامنے باتھ روم تھا پرمود نے اسٹور کا دروازہ دبایا وہ لاک کیا ہوا تھا ——

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

اس نے اس پاس کا جائزہ لیا اور پھر جیب سے ایک مڑا تڑا سا تار نکال کر تالے پر جھک گیا۔ نصف منٹ سے بھی پہلے وہ لاک کھول چکا تھا۔ دروازہ کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا اور وہ سوٹ کیس سمیت اندر داخل ہو گیا۔ خود کار دروازہ اس کے پیچھے خود بخود بند ہو گیا تھا۔ اس نے اندھیرے میں ٹٹول کر بتی جلائی۔

اس کے سامنے اس وقت تین فٹ چوڑے پانچ ساڑھے پانچ فٹ لمبے کمرے میں مختلف سامان بھرا ہوا تھا۔ اس کی نظریں سامان کا جائزہ لیتی ہوئی اس کیس پر رک گئیں جس پر پیرا شوٹ لکھا ہوا تھا۔ اس نے کیس کھولا۔ اندر پیرا شوٹس موجود تھے۔

پیرا شوٹ کو کمر سے کسنے کے بعد اس نے تسمے چیک کئے اور پھر سوٹ کیس کھولنے لگا۔ پھر سوٹ کیس وہیں ڈال دیا اب اس میں سوائے پرودکے ان کپڑوں کے کچھ اور چیز نہیں تھی جو اس نے روانگی سے پہلے خریدے تھے تمام ضروری چیزیں اس کی جیکٹ کی جیبوں میں منتقل ہو چکی تھیں۔

اس نے باہر کا دروازہ کھول کر جھانکا اس وقت جہاز کے اس حصے میں کوئی بھی نہیں تھا وہ باہر نکل آیا اب اس کا رخ اس راہداری کی طرف تھا جو کچن اور اسٹور روم کے درمیان تھی۔ راہداری سے گزر کر وہ عقبی دروازے کی سمت ہو گیا۔

اب وہ دوربین سے دروازے کی کھڑکی سے نیچے سمندر کو دیکھ رہا تھا اس نے پینڈورا کی کال سے جو اندازہ لگایا تھا وہ یہ تھا کہ پینڈورا نے اسے لاسلکی پر محض اسی بات کی تصدیق کے لئے مخاطب کیا تھا کہ آیا وہ اس جہاز میں موجود ہے یا نہیں اور اب جبکہ اس کی تصدیق وہ کر چکی تھی تو اسے امید تھی کہ اس پر حملہ ضرور کیا جائے گا۔

یہ بھی ممکن تھا۔ کہ اس پر حملہ کرنے کی بجائے جہاز ہی پر حملہ کیا جاتا۔ اور اسے تباہی اور بربادی سے دوچار کر دیا جاتا۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اس لیئے اس نے پیراشوٹ پہنا تھا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق حملہ جہاز ہی پر کیا جا سکتا تھا اس کے دو طریقے ہو سکتے تھے۔ یا تو جہاز میں کوئی ایسا ٹائم بم رکھا گیا تھا۔ جو دوسری جگہ سے بٹن دبانے ہی پھٹ پڑے یا پھر ایک طریقہ یہ ہو سکتا تھا۔ کہ میزائل مار کر اسے تباہ کر دیا جائے۔ اور اس کے بعد اس کی ہڈیاں تک کسی کو نہ ملیں اسے یہی طریقہ زیادہ صحیح معلوم ہوا تھا۔ کہ وہ جہاز ہی کو کسی طریقے سے تباہ کر دیں گے۔ مگر طریقہ کیا ہو گا۔ اس کا اسے انتظار تھا ویسے اپنی سمجھ کے مطابق وہ کسی راکٹ یا زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائل کا منتظر تھا۔ یہ طریقہ خشکی پر ہی سے روبہ عمل آ سکتا تھا جبکہ دور دور تک اسے خشکی نظر نہیں آ رہی تھی اس نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی گھڑی چھ بجانے والی تھی اور جہاز کے لینڈ کرنے میں پندرہ منٹ تھے ابھی تک اسے بیلم لوپہ کی نشانی ہی نظر نہ آئی تھی۔

دفعتاً وہ چونکا۔ پانی کی سطح پر اس نے ہلچل مچتی دیکھی تھی۔ پھر کوئی سیاہ سی شے سمندر کے پانی سے ابھری ——— اور ذرا ابھری ——— اور ابھری ——— اور اب اس کے سامنے سمندر کے سینے پر ایک آبدوز ابھری تھی۔ اس کے عرشے کا حصہ سمندر سے باہر تھا بقیہ حصہ سمندر ہی میں ڈوبا ہوا تھا پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے آبدوز کے عرشے کا ایک حصہ اندر دب گیا اب دو مربع فٹ کی خلاء اس کو نظر آ رہی تھی۔ دفعتاً اس خلا میں بجلی کی سی چکاچوند ہوئی اور کوئی لمبی سیاہ سی چیز بڑی تیزی سے جہاز کی طرف بڑھنے لگی یہ سیاہ شے اپنے پیچھے آگ اور دھوئیں کی پتلی سی لکیر چھوڑ رہی تھی۔

میزائیل۔" پرمود کے ذہن میں ایک ہی لفظ ابھرا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے دروازہ کھولا اور باہر چھلانگ لگا دی وہ بڑی تیزی سے نیچے گر رہا تھا دفعتاً اس نے کان پھاڑ دینے والا دھماکہ سنا اور اسی لمحے اسے زبردست قسم کا جھٹکا لگا۔ اور وہ فضا میں جھول گیا پیراشوٹ کھل گیا تھا اور اب وہ آہستہ آہستہ نیچے جا رہا تھا۔ اس نے سر اوپر کر کے دیکھا جہاز کے جلتے ہوئے ٹکڑے فضا میں بکھرے ہوئے تھے اور اس کا ڈھانچہ پانی پر پڑا جل رہا تھا۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ بروقت اس کے ذہن میں پینڈورا کی طرف سے شبہ پیدا ہو گیا تھا ورنہ اس وقت اس کا حشر بھی جہاز کے دوسرے مسافروں ہی کی طرح ہوتا اور اس کا جسم بھی سینکڑوں ٹکڑوں میں بٹ کر پانی کی تہہ میں پہنچ جاتا۔

اس نے تیزی سے پیراشوٹ کے تسمے کھولنے شروع کر دیئے پھر اس نے پیراشوٹ کی ڈوری کو مضبوطی سے پکڑا اور تسمے سینے سے ہٹا دیئے اب وہ پیراشوٹ کو ہاتھوں کی مدد سے پکڑے لٹک رہا تھا۔ اس نے دونوں پیر جوڑے اور پیراشوٹ کی ڈوریاں چھوڑ دیں۔ ایک بار پھر وہ تیزی سے نیچے کی طرف جا رہا تھا۔ اور۔ چھپاک۔ وہ پانی کی سطح سے ٹکرایا۔ اور پھر اندر بیٹھتا چلا گیا ——— ایک لمحہ بعد وہ پانی کی سطح پر ابھرا اور آہستہ آہستہ تیرنے لگا۔ پھر بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کی طرف کیا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ دور دور تک خشکی کا نام و نشان تک نہیں تھا نہ ہی کوئی کشتی یا جہاز اسے نظر آیا تھا اس نے حواس بحال رکھے۔ اور آہستہ آہستہ آبدوز کی طرف تیرنے لگا۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا دفعتاً آبدوز پانی کی سطح سے بلند ہوتی گئی ساتھ ہی اس میں۔۔۔ کئی جگہ۔۔۔ خانے۔۔۔

سے کھل گئے۔ اور ان سے کئی آدمی نکل کر آبدوز کے عرشے پر آ گئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں رسی کی ڈنڈوں والی سیڑھی تھی۔ جسے انہوں نے ریلنگ سے باندھ کر لٹکایا۔

پرمود تیرتا ہوا اس طرف بڑھنے لگا۔ اور ...... دو منٹ بعد وہ آبدوز کے عرشے پر کھڑا سانس درست کر رہا تھا۔ اب اس نے ان لوگوں کی طرف دیکھا ان کی وردیاں فوجیوں کی طرح خاکی تھیں اور ان کے بازوؤں پر ڈاکٹر سین کا مخصوص نشان لگا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں ٹامی گن تھی۔

پرمود ایک لمبے کمرے میں ایک چوڑے سکرین کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ اس کے برابر ہی آبدوز کا کمانڈر بھی کھڑا ہوا تھا۔ وہ بار بار اسکرین سے منسلک مشین کے بٹن دبا رہا تھا۔ چند لمحے بعد دودھیا اسکرین پر بجلیاں سی کوندنے لگیں پھر وہ صاف ہوتا چلا گیا ـــــ ایک کمرے کا منظر ابھر رہا تھا۔

پرمود کو یہ سمجھنے میں دشواری نہ ہوئی۔ کہ وہ ڈاکٹر سین ہے وہ اس کمرے کو اچھی طرح سے شناخت کر سکتا تھا جو اس وقت اسکرین پر ابھرا ہوا تھا کمرے ہی میں اسکرین پر ایک آدمی بھی نظر آ رہا تھا اس کے ماتھے پر ڈوری لٹکی ہوئی تھی۔ جس سے منسلک کپڑے کی پٹی اس کی آنکھ کو چھپاتے ہوئے تھی۔ وہ سکرین پر خاموش کھڑا انہیں گھور رہا تھا۔

"کیا بات ہے۔" دفعتاً اس کے لب ہلے اور وہاں آواز گونج گئی

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

"ڈاکٹر ـــــ ہم نے اس آدمی کو سمندر سے پکڑا ہے ـــــ" کمانڈر کہہ رہا تھا یہ اسی جہاز سے کودا تھا جسے ہم نے میزائیل برڈ کیا ہے"

"ٹھیک ہے۔" ڈاکٹر سین کے لب ہلے۔ یہی ہمارا شکار ہے۔ اس کو حفاظت سے دوسرے قیدیوں کے ساتھ ہیڈ کوارٹر لے آؤ"

"بہت اچھا ـــــ کمانڈر نے کہا اور دوسرے ہی لمحے اسکرین تاریک ہو گیا کمانڈر پرمود کی طرف مڑا چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔

"کیپٹن پرمود تمہارا ہی نام ہے"

"نہیں ـ پرمود نے سر ہلا کر کہا میرا نام افضال ہے"

"ہونہہ ـ" وہ چند لمحے پرمود کو گھورتا رہا پھر اس کے پیچھے کھڑے ہوئے فرد سے بولا ـــــ اسے لیجا کر دوسرے کمرے میں بند کر دو ـــــ"

"بہت بہتر جناب ـــــ اس کے پیچھے سے آواز آئی اور پھر ایک ریوالور کی نال اسکی کنپٹی سے آ لگی۔

جس کمرے میں اسے قید کیا گیا تھا۔ وہ چھوٹا ہی سا تھا۔ اور اس میں دس بارہ آدمی اور بھی بند تھے ان ہی کی زبانی علم ہوا کہ وہ لوگ ہیں جنہیں بڑی تنخواہوں اور زیادہ آمدنی کا لالچ دے کر لایا گیا تھا۔ اور اب وہ قیدی کی حیثیت سے لے جائے جا رہے تھے۔ انہیں اسی طرح قید ہوئے چھ مہینے ہو چکے تھے چھ ماہ تک ایک نامعلوم اسلحہ ساز کارخانے میں ان سے کام کرایا گیا تھا اور اب ان کو کسی دوسری جگہ لے جایا جا رہا تھا ـــــ!

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

پرمود سوچ میں ڈوب گیا ہر حالت میں وہ ان کی قید سے نکل جانا چاہتا تھا

آبدوز پر وہ صرف اس لئے چڑھا تھا۔ کہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا وہ اگر گھنٹوں بھی تیرتا رہتا تو بھی ساحل تک نہ پہنچ پاتا۔ مگر اب ـــــ اب وہ آزاد ہونا چاہتا تھا آبدوز پر چڑھنے سے پہلے ہی اس نے یہ اسکیم بھی بنائی تھی کہ وہ خود کو ایک مسافر ظاہر کر کے ان کی ہمدردیاں حاصل کرے گا۔ اسی لئے وہ ان کے ساتھ آبدوز میں آسانی سے داخل ہو کر کمانڈر کے سامنے جا پہنچا تھا مگر برا ہو اس سمندر کا جس نے اس کے چہرے سے سارا میک اپ دھو ڈالا تھا اور اسے ہیڈ کوارٹر لے جانے کے احکامات نافذ کر دیئے تھے

اب وہ سوچ رہا تھا کہ ان سے کس طرح نمٹے کس طرح ان کی قید سے رہائی حاصل کر سکے۔ وہ سوچتا رہا ـــــ چند لمحے بعد وہ ان میں سے ایک قیدی سے مخاطب ہوا ـــــ کھانا کون لاتا ہے۔"

"تین آدمی ـــــ" ان میں سے ایک بولا۔ دو کھانا لاتے ہیں اور تیسرا اشامی گن لئے ان کے ہمراہ ہوتا ہے۔ ایک باہر بھی کھڑے رہ کر اس وقت تک ان کی دیکھ بھال کرتا ہے جب تک وہ باہر نہ چلے جائیں ـــــ کھانا کھلانے کے بعد وہ لوگ اسی طرح برتن لے کر لوٹ جاتے ہیں۔"

"ہم ـــــ" پرمود نے سر ہلا دیا۔ پھر بولا۔ کیا تم لوگ آزادی چاہتے ہو"

"ہاں ـــــ" وہ بیک وقت بولے تھے۔

"تو پھر تم کو میرے کہنے پر عمل کرنا پڑے گا۔ بولو کیا کہتے ہو۔"

"منظور ہے ـــــ" وہ بیک وقت بولے مگر ہم کو کیا کرنا ہوگا۔"

"اس آباد دنیا پر قبضہ کرنا ہوگا۔"

"مگر کیسے ——" وہ بیک وقت بولے تھے۔

"بس جیسے میں کہوں گا تم لوگ کرتے جاؤ بقیہ کام میں سنبھال لوں گا"

"ہمیں منظور ہے"

"کھانا کب ملے گا۔"

"کھانا رات کو آٹھ بجے ملتا ہے اس سے پہلے ساڑھے چھ اور پونے سات کے درمیان چائے ملے گی ——"

"بس تو جب وہ لوگ چائے لے کر آئیں تو ہوشیار رہنا۔" وہ ان کو دھیرے دھیرے کچھ سمجھاتے ہوئے بولا اور وہ سر ہلانے لگے۔

پینڈورا بپھری ہوئی شیرنی کی طرح ٹہل رہی تھی اس کے دونوں ہاتھ پشت پر تھے اور گردن تنی ہوئی تھی۔ نرسن کا سینہ کرتے اسے دس منٹ گزر چکے تھے اس کے سامنے ایک لڑکی اور دو مرد خاموش کھڑے اس کو دیکھ رہے تھے۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور وہ رک کر پلٹی پھر جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا

"ہیلو۔ ڈی۔ پی رسی ہیئر۔"

"یس مادام —— جمیز اسپیکنگ" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"کیا رپورٹ ہے"

"میں نے اس کا تعاقب کیا تھا۔ اس کے ساتھ ایک آدمی اور تھا وہ ایک بڑا پیکٹ لے کر اس فرم کے مینجر روم میں گیا تھا اس کے بعد وہاں سے دو آدمی

باہر نکلے تھے۔ پھر وہ گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے تھے۔ وہ تفصیلات بتلاتے ہوئے بولا ...... ایئرپورٹ سے وہ سیدھا ہوٹل پہنچا تھا شائد اسی ہوٹل میں اسکی رہائش گاہ بھی ہے کیونکہ جب سے اب تک وہ ہوٹل سے کہیں اور نہیں گیا ایک ہی میز پر جما ہوا ہے۔

"اس کے بارے میں کچھ اور معلومات ملیں ——؟

"یس مادام —— اس کا نام نیازی ہے اور وہ ...... جیمز تفصیلات بتلانے لگا۔ پینڈورا خاموشی سے سن رہی تھی جیمز کے خاموش ہوتے ہی وہ بولی

"ٹھیک ہے۔ اتنا ہی کافی ہے تم اسکی نگرانی کیے جاؤ۔ ویسے یہ تم نے اچھا کیا کہ اسکے دونوں ملنے والوں کے پیچھے اپنے آدمی لگا دیئے ہیں"

"میں نے ان کو یہ ہدایت بھی دے دی ہے مادام کہ وہ ڈائرکٹ آپ ہی کو اس سلسلے میں رپورٹ دیں تاکہ آپ ان سے بروقت فائدہ اٹھا سکیں"

"بہت اچھا جیمز —— میں تم سے خوش ہوں —— اگر یہ معاملہ حسب مرضی نپٹ گیا تو میں تم کو ڈاکٹر سے انعام دلوادوں گی"

"آپ کی نظر کرم ہی انعام ہے مادام —— اور ہم تو کھاتے ہی باس کا ہیں"

"گڈ —— نگرانی برابر کرتے رہو ——"

"بہت بہتر مادام ——" دوسری جانب سے کہا گیا اور پینڈورا نے سلسلہ منقطع کر دیا پھر اس نے وہاں سے ہٹنے ہی کا ارادہ کیا تھا کہ دوبارہ فون بول پڑا۔

"ہیلو۔ ڈی پی ایس اسپیکنگ ہیئر" وہ رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے بولی ساتھ ہی اسکے چہرے پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں ——"

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

"میں البرٹ بول رہا ہوں مادام ۔۔۔۔"

"کیا رپورٹ ہے ۔"

"وہ آدمی سیدھا ردیلا چیمبر گیا تھا وہ اس کے ایک فلیٹ میں مقیم ہے اس وقت سے ابتک وہ اپنے فلیٹ سے باہر نہیں نکلا۔"

"اس کے بارے میں معلومات کیں ۔۔۔۔"

"یس مادام ۔۔۔۔ اس کا نام ذکر یلہے ۔ اور وہ ایک ڈیڑھ ہفتے قبل ہی اس فلیٹ میں آکر مقیم ہوا ہے ۔ اور ایک شریف آدمی ہے اس سے زیادہ اس کے بارے میں اور کوئی معلومات نہیں مل سکی ہیں ۔"

"ٹھیک ہے ۔۔۔" پینڈورا نے کہا ۔ دوسرے حکم تک نگرانی جاری رہنی چاہیئے"

پھر جواب کا انتظار کے بغیر ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا تھا اب وہ پھر کمرے میں ٹہلنے لگی تھی چند لمحے بعد وہ پھر مڑی پھر رسیور پر ہاتھ رکھا وہ کسی جگہ فون کرنا چاہتی تھی ۔ لیکن اس کے ریسور اٹھانے سے پہلے ہی گھنٹی بول پڑی

"یس ڈی پی ایس اسپیکنگ ۔۔۔ وہ ریسور اٹھا کر بولی

"اسٹیل سپیکنگ مادام ۔۔۔"

"کیا رپورٹ ہے "

"میں نے اسکے سامنے والا کمرہ حاصل کر لیا ہے"

"کیا مطلب ۔۔۔" پینڈورا غرائی بات کرتے وقت ہوش میں رہا کرو ۔۔۔۔"

"اوہ سوری مادام ۔۔۔۔ دوسری جانب سے کہا گیا میں نے ہوٹل سیلبر تک اس کا تعاقب کیا تھا اب وہ سیلبر ہی کے ایک کمرے میں موجود ہے بیروں سے ملنے والی اطلاعات کے

مطابق وہ تقریباً دو ہفتے سے یہاں مقیم ہے۔ اسکے ملنے والوں کا حلقہ بہت محدود ہے اب تک اس سے ملنے کوئی نہیں آیا۔"

"ہم۔" پینڈورا نے کہا کیا وہ صبح کہیں گئی تھی۔"

"جی نہیں۔" اسے سرو کرنے والے بیرے کا بیان ہے کہ وہ کل رات سے کہیں نہیں گئی۔ اپنے کمرے ہی میں مقیم ہے صبح ساڑھے آٹھ نو بجے اس نے ناشتہ طلب کیا تھا اور دوڈھائی بجے لنچ۔ اسکے بعد وہ ساڑھے چار بجے کمرے سے نکلی تھی یہ وقت وہی ہے مادلم جب کہ اسے نیازی کے ساتھ چیک کیا گیا تھا۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد سے وہ کمرے ہی میں ہے۔"

"اور کچھ۔"

"جی ہاں۔ میں نے اس کے سامنے والا کمرہ حاصل کر لیا ہے اس طرح نگرانی میں آسانی رہے گی اسکے علاوہ آپریٹر کو میں نے اپنے عشق کی کہانی سنائی تھی اور وہ کچھ روپے لینے کے بعد اس بات پر راضی ہو گیا تھا کہ اس کے آنے یا کی جانے والی ہر کال کا سلسلہ میرے کمرے کے فون سے بھی ملا دیا کرے گا۔"

"بہت خوب اسٹیل۔ آگے کہو۔" پینڈورا نے مسرت سے کہا

"ابھی پندرہ منٹ پہلے اس کا ایک فون آیا تھا دوسری طرف سے بولنے والے نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ گاڑی کی بابت ریڈ کرارٹر کو اطلاع دے دی گئی ہے جس کے جواب میں اس نے اوکے کہکر سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔"

"گڈ۔" پینڈورا نے کہا۔ "اسکے اگلے حکم تک سختی سے نگرانی کرو۔ اگر وہ کہیں جائے تو فوراً ہی مجھے اطلاع دینا تمہارے پاس ٹرانسمیٹر ہے"

"یس مادام۔ سیون ایل کا ٹرانسمیٹر میرے پاس موجود ہے"

"بس تو مجھے اب اسی پر کال کرنا ۔۔"

"رائٹ مادام ۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

کمرے کے باہر قدموں کی چاپ ابھری تھی پھر دروازے کا تالا کھلنے کی آواز سنائی دی اور ایک لمحہ بعد فولادی دروازہ کھول کر تین آدمی اندر گھس آئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھوں پر رکھی ہوئی ٹرے میں سینڈوچز تھے اور دوسرے کے ہاتھوں پر رکھی ہوئی ٹرے میں پیالیاں اور ٹی پاٹ تھا۔ ٹی پاٹ اتنا ہی بڑا تھا کہ اس میں بارہ پندرہ کپ چائے کا پانی سما سکتا تھا ان کے ساتھ ہی ایک ٹامی گن بردار بھی تھا وہ دروازے پر ہی رک گیا نال کا رخ انہیں کی جانب تھا۔ قیدی ایک ایک کر کے پہلے ٹرے سے سینڈوچز اٹھاتے تھے پھر کپ میں ٹی پاٹ سے چائے انڈیلتے اور اسے اٹھا کر دوسری طرف ہو جاتے۔ تاکہ ان کا دوسرا ساتھی چائے لے سکے پرمود کا نمبر چھٹا تھا اس نے کپ تھاما اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ آہستہ آہستہ وہ سینڈوچز چبا رہا تھا دروازے پر کھڑے ہوئے ٹامی گن بردار کے پاس پہنچ کر پرمود وہ پھر دیوار سے لگ کر دوسروں کی ہی طرح کھڑا ہو گیا۔ اور سینڈوچز کا بچا ہوا ٹکڑا منہ میں رکھ کر چائے کا گھونٹ بھرنے لگا۔ ساتھ ہی کنکھیوں سے وہ ٹامی گن بردار کو بھی دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ دوسری طرف متوجہ ہوا پرمود نے بڑی تیزی سے کھولتی ہوئی چائے اس کے منہ پر پھینکی ٹامی گن بردار کے منہ سے کراہ نکلی ہی تھی۔ کہ پرمود اسے چھاپ بیٹھا اس کا ایک ہاتھ ٹامی گن پر پڑا تھا اور دوسرا گردن کے پیچھے سے اس کے منہ پر جم گیا تھا۔ چائے تقسیم کرنے والے چونکے ہی تھے کہ دوسرے قیدیوں نے انہیں جکڑ لیا یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ وہ چیخ بھی نہ سکے چند ہی منٹ کے اندر اندر ان تینوں کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر باندھ دیا گیا پرمود نے ان سے

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

فارغ ہو کر ٹامی گن سنبھال لی پھر دروازے کی طرف بڑھا اور گن کی نال سے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا اور باہر کھڑا ہوا فرد چونک پڑا اس نے اپنے کندھے پر لٹکی ہوئی ٹامی گن کو چھوا ہی تھا کہ پرمود کی سرد آواز اس کے کانوں پر پڑی۔

"ہاتھ اوپر اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ ۔۔۔"

اس نے پرمود کے حکم کی تعمیل کی تھی چند منٹ بعد وہ بھی اسی جگہ نظر آیا جہاں اس کے دوسرے ساتھی تھے سب قیدیوں کے ساتھ وہ اس کمرے سے باہر نکل آیا اب ان کے پاس دو ٹامی گنیں تھیں اور وہ اس طرف بڑھ رہے تھے جس طرف کنٹرول روم ہے۔ پرمود نے کنٹرول روم کا دروازہ ذرا سا کھول کر اندر جھانکا کمرے میں کمانڈر سمیت کئی آدمی تھے اور وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کی حالت سے بے خبر اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ پرمود نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر آنکھوں اور ہاتھ کے اشارے سے ان کو کچھ سمجھایا اور اپنی ٹامی گن سیدھی کرنے لگا۔ پھر بڑی تیزی سے اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا کمانڈر سمیت وہ سب چونکے تھے۔

"ہاتھ اوپر اٹھا لو ۔۔۔" پرمود سرد لہجے میں بولا "نہیں تم مائیک پر کسی کو بھی مخاطب نہیں کرو گے ۔۔۔" پرمود کمانڈر کی طرف دیکھ کر بولا۔ "تم سب ادھر آجاؤ۔ ہاں ٹھیک اب انہیں جکڑ لو ۔۔۔" جملے کا آخری ٹکڑا اس نے قیدیوں سے مخاطب ہو کر کہا تھا ایک منٹ بعد کمانڈر سمیت وہ سب جکڑے ہوئے تھے اور صرف وہی لوگ آزاد تھے جو آئیڈیا سٹور کر رہے تھے۔

"یہاں اور کتنے آدمی ہیں" پرمود غرایا تخاطب کمانڈر سے تھا

"تم کو اس سے کیا۔ کمانڈر نے کہا جواباً پرمود کا تھپڑ اس کے منہ پر پڑا تھا پھر

وہ مسلسل اسے پیٹتا گیا وہ ایسے لوگوں کا ناپ بخوبی سمجھتا تھا یہ لوگ بغیر تشدد کے کچھ نہیں بتاتے تھے اور اس نے پوچھنے سے پہلے ہی اسکی مرمت شروع کر دی تھی۔

"بتاتا ہوں ۔۔۔۔ بتاتا ہوں ـــ وہ کراہ کر بولا۔ آبدوز میں صرف ۲۲ افراد ہیں اٹھارہ آدمی آبدوز کے عملے میں شامل ہیں۔ اور بقیہ چار ان قیدیوں کے رکھوالے ہیں۔"

"تم ہم سب کو کہاں لے جا رہے تھے۔"

"اس کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہے"

"پھر جھوٹ ـــ" برمودا سرد لہجے میں بولا

"نہیں میں سچ کہہ رہا ہوں وہ خوفزدہ لہجے میں بولا یہاں سے ہم برمودا کے قریب ایک ویران ساحل تک جاتے اور پھر وہاں ہمیں اطلاع ملتی کہ قیدیوں کو کہاں لے جانا ہے"

"لیکن ڈاکٹر سین نے کہا تھا کہ تم ہم کو لے کر ہیڈ کوارٹر آجاؤ۔"

"برمودا ہی ہیڈ کوارٹر کہلاتا ہے ـــ"

"قیدیوں کو کہاں چھوڑنا تھا۔ کیا برمودا کے ساحل پر"

"نہیں ـــ برمودا سے چھ میل سمندر میں ایک جزیرہ ہے وہ ٹانگا کے نام سے مشہور ہے۔ اسی جزیرے پر ہم ان کو اتار دیتے یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ ہمیں کسی اور جگہ کا حکم ملتا اور ہم وہاں کے لئے روانہ ہو جاتے۔"

"ھم۔ برمودا نے سر ہلایا اب وہ سوچ رہا تھا کہ آبدوز پر ان کا قبضہ پوری طرح سے اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اسے اسٹیئر کرنے والوں کے سروں پر موجود رہا جائے۔ یہی سوچ کر اس نے مختلف افراد پر قیدیوں کو مامور کر دیا۔ اور آبدوز کا رخ برمودا کی طرف پھیرنے کا حکم دے دیا ـــ

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

"پرمود اکتنی دیر میں پہنچ جائیں گے۔" پرمود نے پوچھا

"ایک گھنٹے میں ۔۔۔۔" کمانڈر مردہ لہجے میں بولا اور پرمود کے لبوں کی درمیانی لکیر پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ ان کی طرف سے مطمئن ہو کر کنٹرول روم سے باہر نکل آیا اب وہ آبدوز کی سیر کر رہا تھا ایک کمرے میں اس نے راڈار پیڈ رکھے دیکھے تھے پھر اسی سے منسلک ہال میں اس نے ایک ہیلی کاپٹر اور کئی توپیں دیکھیں یہ توپیں اور اصلی ہیلی کاپٹر لفٹ نما فرش کے ٹکڑوں پر رکھے ہوئے تھے۔ وقت ضرورت صرف ایک بٹن دباتے ہی آبدوز کے عرشے پر خلا نمودار ہوتی اور لفٹ توپوں کو پلک جھپکتے میں عرشے پر پہنچا دیتی۔ یہی طریقہ ہیلی کاپٹر کو بھی اوپر لے جانے کا تھا ۔۔۔ وہ گھومتا رہا۔ آبدوز میں اس نے کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ پیٹیوں میں بند اسلحہ بھی پایا تھا۔ یہ اسلحہ بندوقوں ٹامی گنوں اور ان کے راؤنڈز پر مشتمل تھا۔

"سر۔ سر ۔۔۔ ایک قیدی اسے پکار رہا تھا۔ گڑ بڑ ہو گئی چلئے"

"اوہ" پرمود چونکا۔ پھر ریوالور نکالتا ہوا تیزی سے کنٹرول روم کی طرف بڑھنے لگا۔ کنٹرول روم میں ہونے والی گڑ بڑ دیکھ کر وہ چونک پڑا فرش پر کمانڈر کی لاش پڑی تھی اور سامنے ہی بڑا اسکرین روشن تھا جس میں ڈاکٹر سین کھڑا نظر آ رہا تھا اسے دیکھتے ہی اس کے لبوں کو جنبش ہوئی۔

"تم اپنی چالاکی سے یہاں بھی قابض ہو گئے۔ کیپٹن پرمود ۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا یہ آدمی اگر بیوقوفی نہ کرتے تو تم کبھی اس طرح کامیاب نہ ہوتے ان کے ساتھ اب تم کو بھی مرنا پڑے گا۔ میں دشمنوں کو بار بار معاف نہیں کیا کرتا۔"

"ہوش کرو ڈاکٹر سین ۔۔۔ تمہارے مہرے ایک ایک کر کے پٹ رہے ہیں۔ اور

تم اب بھی اپنے آدمیوں پر ناز کر رہے ہو۔"

"ہاں۔ جب تک میں نے خود ان معاملات کو نہیں دیکھا تھا تم میرے آدمیوں سے چوہے بلی کا کھیل کھیلتے رہے مگر..... وہ ہنسا پھر بولا۔ آج یہ کھیل ختم ہو جائے گا۔ ہمیشہ کے لئے مجھے افسوس ہے کہ تم نے میری بات نہیں مانی اور اب اذیت ناک موت مر رہے ہو۔"

"تم بھول رہے ہو ڈاکٹر سین کہ مارنے والے سے بچانے والا بڑا ہوتا ہے"

"ٹھیک ہے۔ تم اس جملے کو سوچے جاؤ..... اچھا خدا حافظ..... اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور اسکرین تاریک ہو گیا پرمود چند لمحے سوچتا رہا پھر ان سے بولا

"اسے کس نے مارا ہے۔"

"میں نے۔" ایک قیدی نے کہا۔ اس نے مجھ پر حملہ کیا تھا پتہ نہیں کس طرح اپنی بیڑیں کھول لی تھیں اور......"

اس کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا اسکرین کے سامنے بیٹھے ہوئے فرد نے چلا کر اسے مخاطب کیا تھا پرمود اسی طرف بڑھ گیا اور دوسرے ہی لمحے اس کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ اسکرین پر بہت دور ایک بڑی دریل مچھلی نظر آ رہی تھی جو بڑی تیزی سے اسی طرف بڑھ رہی تھی

"یہ آبدوز کو ٹکر مار کر تباہ کر دے گی کیپٹن اس سے آبدوز کو بچاؤ۔"

"اسے کس طرح بچایا جا سکتا ہے۔" پرمود نے سوچا اس کے ذہن میں پرمودا کی تباہ ہونے والی آبدوز کے کمانڈر کا بیان گھوم گیا اس کی آبدوز کو بھی ایک ایسی ہی دریل مچھلی نے تباہ کیا تھا۔

"اب اس سے نہیں بچا جا سکتا ـــــ" پرمود نے سوچا اگر بچا جا سکتا تو پرمودا کی آبدوز بھی بچ سکتی تھی ایک ہی لمحے میں یہ سب خیالات اس کے ذہن میں گونج گئے۔ اس نے آبدوز اسٹیئر کرنے والے کی طرف دیکھا۔

"آبدوز کس گہرائی میں ہے"

"تین ہزار فٹ جناب ـــــ"

"اسے فوراً جس قدر تیزی سے ہو سکے سطح پر لے جانے کی کوشش کرو اور بقیہ زگ آبدوز چھوڑنے کے لئے تیاری کریں۔ سطح پر پہنچتے ہی سب کو آبدوز چھوڑنی ہوگی"

"بہت بہتر ـــــ" انہوں نے کہا۔ اور دوسرے ہی لمحے وہاں ہٹر لونگ مچ گئی پرمود نے بڑی تیزی سے آبدوز کو سطح سمندر کی طرف بڑھتے ہوئے محسوس کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے وہیل مچھلی اسکرین پر نیچے ہوتے ہوتے غائب ہو گئی۔ لیکن چند ہی لمحے بعد وہ پھر اسکرین پر ابھر رہی تھی اب اس کی رفتار پہلے سے بھی تیز تھی۔ پرمود وہاں سے ہٹا اب اس کا رخ اس طرف تھا جہاں اس نے ہیلی کاپٹر دیکھا تھا لفٹ کا بٹن دبا کر وہ تیزی سے کاپٹر پر سوار ہو گیا لفٹ آہستہ آہستہ اوپر کی طرف اٹھ رہی تھی اور اسی رفتار سے اوپر ایک چوڑی خلا نمودار ہوتی جا رہی تھی۔

چند لمحے بعد ہیلی کاپٹر آبدوز کے عرشے پر تھا۔ وہ سطح پر آ چکی تھی پرمود نے اس طرف دیکھا جس طرف وہیل مچھلی نظر آئی تھی وہاں بھی پانی میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔ پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے سطح آب پر وہ پراسرار وہیل مچھلی بھی ابھر آئی جس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ برفانی علاقے سے بہتی ہوئی اس طرف نکل آئی ہے وہ تیزی سے آبدوز کی طرف بڑھ رہی تھی پرمود نے کاپٹر کا انجن اسٹارٹ

کردیا..... ایک منٹ بعد وہ فضا میں پرواز کر رہا تھا۔ سوفٹ کی بلندی پر پہنچ کر اس نے نیچے جھانکا وہیل مچھلی آبدوز سے اس قدر قریب تھی کہ ٹکراؤ ناگزیر ہو گیا تھا اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ آبدوز سے ٹکرا گئی۔ اور آبدوز کے پرخچے اڑ گئے آبدوز اور وہیل مچھلی کے ٹکراؤ سے ایک لمحے پہلے اس نے ان دونوں کے درمیان ایک نیلگوں روشنی دیکھی تھی اور اس کے بعد ہی لقمادم ہو گیا تھا۔ اس نے سر ہلایا اور کمپاس پر نظریں جما دیں ہیلی کاپٹر تیزی سے برمودا کی طرف بڑھ رہا تھا۔

کرنل ریمنڈ نے پائپ جھاڑ کر دراز میں رکھا پھر اٹھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ چونک پڑا۔ فون کی گھنٹی بجی تھی اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو ــــ کرنل ریمنڈ ہیر ــــ اوہ یس سر ــــ گڈ نائٹ سر ــــ" اس نے تیزی سے کہا۔ دوسری طرف سے بولنے والا جنرل رو بل تھا۔

"یس سر ــــ کرنل ریمنڈ کہہ رہا تھا.... جی.... جی.... اسلحہ ہے.... جی.... بہت اچھا جناب...... میں یہی کروں گا... جی نہیں.... چھ بج کر پندرہ منٹ پر وہاں پہنچے گی..... بہت بہتر جناب..... میں اسے کسی بھی حالت میں سرحد پار کرنے نہیں دوں گا..... جی..... بہت بہتر ــــ اس نے آخری جملہ کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور برقی گھنٹی کے سوئچ پر انگلی رکھ دی۔ ایک ہی لمحہ بعد چپراسی اس کے سامنے تھا۔

"کیپٹن سامر کو بلا لاؤ ــــ"

"یس سر۔ چپڑاسی نے کہا اور کمرے سے نکل گیا کرنل ریمنڈ اپنی جگہ سے اٹھا

میز پر سے ایک چھڑی اٹھائی اور اس دیوار کی طرف بڑھ گیا جس پر پرنٹڈی کا نقشہ بنا ہوا تھا دیوار کے پاس پہنچ کر اس نے ایک بٹن دبایا اور نقشہ روشن ہو گیا۔ یہ نقشہ شیشے پر بنا ہوا تھا اور یہ شیشہ دیوار میں پیوست تھا جس کے پیچھے بلب لگے ہوئے تھے وہ نقشے میں ایک جگہ کو گھور رہا تھا۔ دفعتاً دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا اور اس کے بازو پر لگے ہوئے نشان اسے کیپٹن ظاہر کر رہے تھے۔ اس نے سلوٹ کیا اور کھڑا ہو گیا۔

"یہاں آؤ ــــــ" کرنل رحیمنڈ نے کہا اور کیپٹن سامر اس کے قریب چلا گیا

"یہ جگہ دیکھ رہے ہو ــ" کرنل نے کہا۔ یہاں کل صبح چھ بج کر پندرہ منٹ پر ایک مال گاڑی پہنچے گی۔ اس گاڑی میں اسلحہ بھرا ہوا ہے۔ جسے پڑوسی ملک میں اسمگل کیا جا رہا ہے اسے ہر حالت میں روکنا ہو گا۔"

"بہتر جناب ــــ" کیپٹن سامر نے کہا۔ مگر جناب یہ اسلحہ چیک پوسٹ سے کیسے نکالا گیا

"غدار اور وطن فروش کہاں نہیں ہوتے ــ" کرنل نے کہا۔ بہرحال تم انہیں روکو گے۔ اگر ناکام رہو تو گاڑی کو تباہ کرنے کی بھی اجازت ہے۔"

"بہت بہتر ــ"

"تم ابھی روانہ ہو جاؤ ــــــ اپنے ساتھ آدمی بھی لے جاؤ ــــ سوا چھ بجے گاڑی سرنگ سے برآمد ہو گی اور اس پہاڑی کے موڑ پر ہی تم کو اسے روکنا ہے"

"آؤ۔ میں تم کو دکھا دوں ــــ" کرنل نے کہا۔ اور چھڑی نقشے پر ایک جگہ رکھ دی۔

برموڈے کمپاس پر آخری تقریباً بیالیس بھر کا پیٹر کی رفتار کم کی اور اسے نیچے اتارنے لگا۔ وہ اس وقت جزیرہ ٹنگا پر پرواز کر رہا تھا اسی جزیرے کے بارے میں آبدوز کے

کیپٹن نے اسے بتایا تھا اور اگر اس نے نہ بھی بتایا ہوتا تب بھی اسے اسی جگہ آنا پڑتا کیونکہ فوٹو گراف میں آنے والی تحریریں جزیرہ انگارہ کی طرف بھی اشارہ کر رہی تھیں لیکن یہاں کیا کچھ تھا۔ اس کا علم پرمود کو نہیں تھا کاغذات کی فوٹو تحریریں صرف اتنا ہی بتا سکیں تھیں کہ یہ جزیرہ ڈاکٹر سین کی اسمگلنگ ریکیٹ کے لئے آتی کا کام دیتا ہے پرمود کا خیال تھا کہ یہاں راڈر وغیرہ موجود ہوں گے جن کی مدد سے ڈاکٹر سین... اپنے جہازوں کو کنٹرول کرتا ہوگا اس نے جو لائحہ عمل بنایا تھا اس میں جزیرے کا نام سرفہرست تھا کاپٹر نیچے ہوتے ہوتے درختوں کی چوٹیوں تک اتر آیا اندھیرے میں کوئی ایسی جگہ نہ دیکھ سکتا تھا جہاں کاپٹر کو اتارا جا سکتا۔ کچھ سوچ کر اس نے کاپٹر کا رخ ساحل کی طرف کر دیا اس نے سوچا تھا کہ اگر کوئی جگہ نہ مل سکی۔ تو وہ کاپٹر کو ساحل کے قریب موجوں ہی پر اتار دے گا نتیجہ خواہ کچھ بھی ہوتا اس نے یہی کیا ــــ اندھیرے میں اسے پانی کی موجیں اور اس کا قریبی حصہ نظر آیا تھا اور اس نے کاپٹر اسی جگہ اتار دیا آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اگر ڈھکا ہوا نہ ہوتا تو اتنی تاریکی نہ ہوتی کاپٹر سے اتر کر وہ نیچے سر کر کے آگے بڑھنے لگا۔ کاپٹر کا انجن وہ بند کر آیا تھا۔ لیکن پنکھے اب بھی گھوم رہے تھے۔

چند لمحے بعد وہ درختوں کے جھنڈ سے گزر رہا تھا دفعتاً قریب ہی کی جھاڑیوں میں کھڑکھڑاہٹ ہوئی ساتھ ہی کسی کی آواز بھی ابھری۔

"ہولٹ ہو کم ..... الفاظ بولنے والے کے منہ ہی میں رہ گئے۔ کسی طرف سے فائر ہوا تھا گولی پرمود کے سر پر سے گزر گئی دوسرے ہی لمحے پرمود نے بھی اسی سمت میں فائر جھونک دیا لیکن اس کے ساتھ ہی کئی فائر ہوئے تھے۔ اور پرمود کو ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے اس کے الٹے ہاتھ کی کھال پر کہنی سے اوپر کسی نے جلتا ہوا انگارہ رکھ دیا ہو گولی

کھال پھاڑتی ہوتی نکل گئی تھی اس نے پھر پے درپے فائر جھونک مارے۔ ٹھیک اسی وقت ساحل کا یہ حصہ دن کی روشنی کی طرح جگمگا اٹھا۔

پرمود سامنے کی طرف مڑا اس سے بیس بائیس فٹ کے فاصلے پر ایک سیاہ پوش لڑکی اور دو مرد کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں ٹامی گن اور ریوالور تھے وہ اسی کو گھور رہے تھے۔

"بلیک کوئین ——" پرمود کے لبوں سے نکلا وہ بلیک کوئین ہی تھی اس کو پرمود نے اس کے سینے پر لگے ہوئے مخصوص نشان سے پہچانا تھا دفعتاً ٹامی گن چلنے کی آواز سنائی دی دھکتے ہوئے انگارے تاریکی سے نکل کر بلیک کوئین کے سینے سے ٹکرائے اور پرمود نے پے در پے روشنی کی طرف دو فائر جھونک دیئے تیسری مرتبہ اس کا ریوالور صرف ... کھٹکھٹا کر رہ گیا تھا۔ اس نے ایک جھاڑی میں چھلانگ لگا دی۔ اس وقت وہ مرتے مرتے بچا تھا۔ جس وقت گولیاں بلیک کوئین کے سینے سے ٹکرائی تھیں اس وقت پرمود کے سر پر سے گولیوں کی بوچھار گزری تھی۔ لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جبکہ اس نے گولیاں سینے پر کھانے کے باوجود بھی بلیک کوئین کے ہاتھ اٹھتے اور فائر ہوتے دیکھا تھا اسی لئے اس نے روشنی کے مخرج پر فائر جھونک مارے تھے تاکہ وہاں تاریکی پھیل جائے۔ وہ چاہتا تو بلیک کوئین کو ٹھکانے لگا سکتا تھا لیکن یہ اس نے محض اس لئے نہیں کیا تھا کہ جتنی دیر میں وہ بلیک کوئین کو ٹھکانے لگاتا اتنی ہی دیر میں کوئی ٹامی گن اسے چاٹ جاتی۔ وہ روشنی میں ان لوگوں کے لئے ایک بہترین ٹارگٹ تھا۔ جو اندھیرے میں چھپے ہوئے تھے اندھیرا کرنے سے اس کا مقصد یہی تھا کہ وہ محفوظ رہ سکے اور یہ تو اس وقت اور ضروری ہو گیا تھا جبکہ اس کا ریوالور بھی خالی ہو چکا تھا اس نے تیزی سے

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com

سہ ریوالور کا چیمبر بھرا اور سینے کے بل کھسکنے لگا۔ اب اس کا رخ اسی جانب تھا جس طرف بلیک کوئین کی موجودگی اس نے محسوس کی تھی۔

دفعتاً پے در پے فائر ہوئے اور جزیرہ بھیراں کی آوازوں سے گونج اٹھا پرمود سوچ رہا تھا کہ کہیں فائرنگ کی آواز سنوی کی گشتی پارٹی کو نہ اس طرف متوجہ کر دے ایسی صورت میں نہ صرف بلیک کوئین بلکہ خود اس کے لئے بھی بچ کر نکل جانا مشکل ہو جاتا اسے کسی اور کی تو کوئی پرواہ نہیں تھی۔ مگر۔۔۔۔۔ اگر وہ خود پکڑا جاتا تو پھر اس کا بچ کر نکل جانا مشکل ہی ہوتا۔ کیونکہ اس پر اتنے سنگین جرائم عائد ہو سکتے تھے کہ بلگارنوی حکومت بھی اسے نہیں بچا سکتی تھی۔ چند لمحے بعد وہ رکا ــ اب فائرنگ بند ہو گئی تھی اور سوائے ساحل پر سر پٹکتی موجوں کے علاوہ کوئی دوسری آواز نہ سنائی دے رہی تھی پرمود رک گیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ بلیک کوئین کس طرف ہو گی ــ ؟

لیکن اسے سوچنے کا موقعہ نہ مل سکا دفعتاً سناٹا دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازوں سے مجروح ہو گیا آنے والے درجنوں کی تعداد میں تھے اندھیرے میں آڑی ٹیڑھی لکیریں ناچنے لگیں اس کے ساتھ ہی پرمود نے کتوں کے بھونکنے کا شور بھی سنا تھا۔ وہ چند لمحے اسی جگہ لیٹا کچھ سوچتا رہا پھر اٹھا اور تیزی سے اس درخت پر چڑھنے لگا جو بالکل اس کے قریب تھا جیسے ہی اس نے درخت کی اوپری شاخ پر قدم جمائے نیچے ٹھیک اسی جگہ کوئی چیز گری جہاں وہ چند لمحے پہلے موجود تھا پھر ٹارچ کی روشنی بھی وہاں پڑی پرمود نے دیکھا ٹارچ کی روشنی کے ہالے میں ایک سیاہ بلڈ ہاؤنڈ منہ ادھ کھلا کئے ہانپ رہا تھا اس کی سرخ زبان بار بار باہر نکل رہی تھی۔

" کیا یہ میری بو سونگھ رہا ہے ــ " پرمود نے سوچا اور اسی لمحے کی طرف سے ۔۔۔

WAQAR AZEEM
pakistanipoint.com

فائر ہوا بلٹ ہاؤنڈ بڑے زور سے اچھلا۔ اور غراتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔ اس کے سر سے خون کی دھار نکل رہی تھی۔

"وہ اسی طرف ہوں گے ـــ دوڑو ـــ" پرمود کو کسی کی آواز سنائی دی اس کے ساتھ ہی اس نے متعدد آدمیوں کو ٹارچ کی روشنی کے ہالے میں مخالف سمت میں دوڑتے ہوئے دیکھا اب وہ سوچ رہا تھا کہ جیسے ہی اس کے درخت کے قریب کھڑا ہوا آدمی ہٹے گا وہ چھلانگیں لگاتا ہوا اس درخت سے دور ہو جائے گا۔ لیکن انسان کا سوچا کبھی کبھی ہی پورا ہوتا ہے پرمود کو کیا خبر تھی کہ قدرت ... اسے کن سخت ترین مشکلات میں ڈالنے والی ہے آس پاس کا پورا علاقہ ٹارچوں کی روشنیوں کی لپیٹ میں تھا کبھی کبھی ایک آدھ فائر بھی ہو جاتا تھا کتے ایک تسلسل سے بھونک رہے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک عجیب سی کڑ کڑاہٹ کی آواز اسے سنائی دی۔ دفعتاً اس نے محسوس کیا کہ وہ درخت کی جس شاخ پر بیٹھا ہوا ہے وہ نیچے کی طرف جھک رہی ہے اس سے پہلے کہ وہ سنبھل سکتا۔ وہ چار پانچ انچ موٹی شاخ چرچراتی ہوئی نیچے جھکی ٹوٹی اور پرمود درخت سے ٹوٹے ہوئے پھل کی طرح نیچے کھڑے ہوئے فرد پر جا گرا ـــ

برمنڈی کے دار الحکومت برمودا سے ۲۰ میل دور ریگا ریگا کے ہوائی اڈے کے کنٹرول روم میں گھنٹی بجی اور ڈیوٹی انچارج نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا ـــ چند لمحے وہ کچھ سنتا رہا پھر یس سر کہہ کر اس نے سلسلہ منقطع کر دیا اور گھنٹی بجانے لگا۔ ایک ہی لمحے بعد چپڑاسی اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

"لیفٹننٹ ڈاڈ کر کو بھیجو ـــ جلدی ـــ" چپراسی کچھ کہے بغیر واپس لوٹ گیا ڈیوٹی

انچارج میز پر پھیلے ہوئے نقشے کو بغور دیکھ رہا تھا۔ چند لمحے بعد دروازہ کھلا اور لفٹیننٹ راڈکر اس کے سامنے تھا۔

"قریب آجاؤ ـــــ انچارج نے کہا۔ کیا تم اس وقت ایک مہم پر جانے کیلئے تیار ہو ـــ"

"یس سر ـــ میں پوری طرح تیار ہوں ـــ"

"گڈ ـ انچارج نے کہا۔ یہ دیکھو ـــ اس نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ اس جگہ کو بغور دیکھو اس پہاڑی علاقے میں اس جگہ ایک سرنگ ہے یہاں سے ایک ریلوے لائین برمو دا سے نکل کر اس کے پڑوسی ملک تک جاتی ہے تم کو اس لائین پر آنے والی ایک گاڑی کو ٹارگٹ بنانا ہے ـ بیٹھو میں تفصیل بتلاتا ہوں ـــ"

چند منٹ بعد ریگا رلیگا کے ہوائی اڈے سے ایک بمبار طیارہ فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ یہ ہوائی اڈہ ریڈ گلف کی حکومت نے بنایا تھا اور اس پر انہی کا تسلط تھا۔ ریگا ریگا کے پاس اور بھی کئی ریڈ گلفین فوجی اڈے تھے۔

بمبار طیارہ تیز رفتاری سے اپنا سفر طے کر رہا تھا۔ پائیلٹ کی نظریں کمپاس اور رفتار بتلانے والے آلات پر تھیں جس رفتار سے وہ جا رہا تھا اس رفتار سے پندرہ منٹ بعد اسے مقررہ حدود میں پہنچ جانا تھا۔ انچارج کی ہدایت کے مطابق ٹرین کو سوا چھ بجے اس مقام پر پہنچنا تھا جہاں وہ اسے ٹارگٹ بنا سکتا۔

چھ بج کر چودہ منٹ پر وہ مقررہ جگہ پر پہنچ گیا اب نیچے کا منظر اس کے سامنے تھا سورج کی روشنی اس علاقے میں پھیلی ہوئی پہاڑیوں گھاٹیوں اور جنگلات پر لوٹ

رہی تھی۔ ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے زمین پر پگھلا ہوا سونا بہا دیا گیا ہو دفعتاً پہاڑی کے دامن میں نظر آنے والی سرنگ سے مال گاڑی کا انجن برآمد ہوا۔ پائیلٹ نے جہاز کا رخ اس کی مخالف سمت کر دیا تھا جس طرف ریل جا رہی تھی۔ کافی دور آنے کے بعد وہ پلٹا اب وہ بڑی تیزی سے ریل کی طرف جھپٹ رہا تھا مال گاڑی اب سرنگ سے نکل کر بڑھ رہی تھی دفعتاً بمبار کے پائلٹ نے بموں کو گرانے والے بم بٹن پش کر دیئے جہاز کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ بم تیر کی طرح نشانے کی طرف بڑھے۔ اور دوسرے ہی لمحے مال گاڑی کی ایک درمیانی بوگی پھٹ پڑی۔ بٹن پھر دبا اور اس مرتبہ مال گاڑی کا انجن اور اس کے بعد کی تین بوگیاں پھٹ پڑیں۔ بمبار طیارہ اب بھی مال گاڑی کے اوپر پرواز کر رہا تھا اور اس کے ڈبے یکے بعد دیگرے پھٹ رہے تھے۔ پوری گاڑی آگ کی لپیٹ میں تھی۔

ختم شد

سیکرٹ سروس کا نیا ناول

آپریشن ڈاکرسین

مصنف:۔ اسیو قریشی

ضرور پڑھیئے۔ شائع ہو گیا ہے

ایس قریشی کی سیکرٹ سروس

پرمود کی موت
۱۰/۵۰

بلائنڈ سپاٹ
۷/۵۰

برنارڈ
۷/۵۰

بلیک کوئین
۷/۵۰

پھول اور بارود
۹/-

آپریشن ڈی ایس
۹/-

آپریشن ڈاکٹر سین
۹/-

درندے کی واپسی
۹/-

آفسٹ کی لکھائی چھپائی خوبصورت سرورق، چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ آج ہی طلب فرمائیے

ایوب اکیڈمی ۔ لیاقت آباد کراچی ۱۹

WAQAR AZEEM pakistanipoint.com